

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

202

ترجمہ

نظمہ الجواہر

بہجت المسامع والنواظر

جلد سوم

(مشمول بر سوانح علماء و مشاہیر ہند صدی ۹-۱۰ ویں)

مُصَنَّف: سید عبدالحی بریلوی

مُتَرَجِم: ابوحنیفہ امام خاں نوشہری

○

مقبول ایسٹمی

چوک انارکلی، بالمقابل المنار مارکیٹ لاہور

DATA ENTERED

R

۲۹۷۹۹۲۲
ع ۳۲ ن
۱۵۴۸۵
۷۰۳

PARLIAM
UNIVERSITY
LIBRARY

طبع اول: ۱۹۴۴ء	طبع اول:
مک مقبول احمد	طبع:
پنجاب پریس لٹری	مطبع:
لیک ہزار	تعداد:
سات روپے	قیمت:

مقبول اکیدھی چوک اندر کلی - لاہور

باعانت

محکمہ اوقاف (مغربی پاکستان) لاہور

تفصیل فنکار سر

(۱) فہرست افراد متن

(۲) تذکرہ سلاطین

(۳) تذکرہ کتب آمدہ در متن

مذکورہ سلطانین

- ۱۔ سلطان ابراہیم شرقی جوہپوری
- ۲۔ سلطان حسین
- ۳۔ سلطان احمد شاہ گجراتی
- ۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۵۔ سلطان محمود شاہ بہمنی
- ۶۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۷۔ سلطان اسکندر بن قطب الدین
- ۸۔ سلطان بہلول دین کالا لودھی
- ۹۔ سلطان تیمور لنگ گورکان
- ۱۰۔ سلطان عادل الملک جوہپوری
- ۱۱۔ سلطان فتح شاہ بنگالی
- ۱۲۔ ابوالفتح معز الدین مبارک ابن خضر علوی دہلوی۔

فہرست افراد متن

نمبر شمار	افراد	مقام	درجہ و شایہ	وفیات
۱	سلطان ابراہیم شرقی	جون پوری	خود شاہ ہے	۲۰-۸۲۲ھ
۲	قاضی ابراہیم ابن فتح اللہ	ملتان	علاء الدین بھٹی	۷-جمادی الاخریٰ ۸۶۵ھ
۳	ابوالفتح ابن عبدالحی	جون پوری		۱۳ربیع الاول ۸۵۸ھ
۴	ابوالفتح ابن الحلان	کاپی		۸۶۲ھ
۵	ابوالفیض	گلبرگی	علاء الدین بھٹی	۸۷۹ھ
۶	ابوالقاسم جرجانی		احمد شاہ علاء الدین بھٹی	
۷	احمد بن برہان	گجراتی		۲۲ربیع الثانی ۸۸۲ھ
۸	لنگ دیا احمد بن حسن	بلوچی		از ۸۲۹ھ تا ۸۸۲ھ
۹	سلطان احمد بھٹی	گلبرگی	خود شاہ ہے	۸۶۶ھ
۱۰	احمد ابن داؤد عدوی العمری	ردو لوی		۸۲۶ھ
۱۱	احمد بن محمد	تھانیسری		۸۲۰ھ
۱۲	احمد بنیدی (احمد جوت)	بیجا پوری		۲۲ربیع الاول ۸۳۳ھ
۱۳	احمد گجراتی	گجراتی		۲۰شوال ۸۳۳ھ
۱۴	احمد ابن ابوالاحمد	قزوینی	محمود شاہ بھٹی غیاث الدین محمود بھٹی احمد شاہ بھٹی	

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۶	شیخ احمد بن محمد محمود	نروالی		۲۴ محرم ۸۵۰ھ
۱۷	شیخ احمد بن یعقوب	البتی		
۱۸	احمد بن ابوالاحمد المشهور بے شاہ جمال	مانکپوری	امام علی	
۱۹	شہاب الدین کھنوی			۱۲ شوال ۸۴۹ھ
۲۰	قاضی احمد بن عمر	دولت آبادی		۲۸ رجب ۸۱۹ھ
۲۱	قاضی احمد بن محمد	جونپوری		۴۵ - ۸۶۰ھ
۲۲	احمد بن عبداللہ	شیرازی		
۲۳	احمد بن عمر دو بندہ در مالوہ	پنڈوی		ذی قعدہ ۸۱۸ھ
۲۴	احمد بن محمد	رائے چوری		۲۵ صفر ۹۲ - ۸۹۸ھ
۲۵	اسحاق ابن بہرام	آلاچی		۸۶۰ھ
۲۶	قاضی اسحاق	مالوی	محمود شاہ بہمنی	
۲۷	اجمل ابن امجد	جونپوری	ہلول ابن کالالوہی	۲۵ رمضان ۸۴۷ھ
۲۸	سلطان اسکند بن قطب الدین بت شکن	کشمیری	خود شاہ	۸۱۹ھ
۲۹	قاضی اسماعیل	اصفہانی گجراتی	سلطان محمود الکبیر	۸۴۵ھ
۳۰	شیخ اسماعیل بن الصفی	ردولوی		۳۰ ربیع الاول ۸۶۰ھ
۳۱	شیخ اشرف جہانگیر سمنانی	سمنانی		۲۸ محرم ۸۸۰ھ
۳۲	شیخ امین الدین	لکھنوی		۲۳ جمادی الاولی ۸۹۱ھ
۳۳	شیخ بانرید	اجمیری		
۳۴	شیخ بدر الدین	بہاری		۲۷ رجب ۸۴۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	مدت شایستگی	وفیات
۳۵	شیخ بدیع الدین	مکن پوری		۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۰ھ
۳۶	قاضی برہان الدین	مالوی		۱۲۸۵ھ
۳۷	بہاء الدین	کشمیری		۲۲ شوال ۱۲۸۰ھ
۳۸	شیخ بدیع الدین	بہرائچی		
۳۹	شاہ بہلول لودھی	دہلوی	خود شایستگی	۱۲۹۴ھ
۴۰	قاضی تاج الدین	بلخی		
۴۱	قاضی تاج الدین	ظفر آبادی		۱۲۸۱ھ
۴۲	شیخ تاج الدین	نہروالی		
۴۳	مولانا تاج الدین اسماعیلی	الاسماعیلی		
۴۴	تیمور گورگال	سمرقندی	خود شایستگی	۷ شعبان ۱۲۸۵ھ
۴۵	مولانا شاد الدین	ملتان		۸ محرم ۱۲۹۸ھ
۴۶	شیخ جلال الدین	گجراتی		۱۲۸۱ھ
۴۷	شیخ جلال الدین	نانک پوری		
۴۸	شیخ جلال الدین ابوالفتح	قنوجی		۱۲۸۱ھ
۴۹	مولانا جمال الدین	کشمیری	سلطان شاہ مرزا	
۵۰	قاضی جمال الدین	نہروالی		
۵۱	قائمہ حشد اسرا شہر	راہگدی		۱۱ شوال ۱۲۸۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	دعوت شایع	وفیات
۵۲	شیخ پاملدہ	منڈوی		
۵۳	شیخ حامد الکبیر بخاری	لچی		
۵۴	شیخ حبیب اللہ حسینی	کرمانی		شعبان ۱۲۴۴ھ
۵۵	شیخ حسام الدین	جونپوری		۹ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ
۵۶	شیخ حسام الدین	فتح پوری	سلطان ابراہیم شرقی	۱۲۴۵ھ
۵۷	شیخ حسام الدین	مانکپوری		۱۵ رمضان ۱۲۵۳ھ
۵۸	شیخ حسن بن بدر الدین	ہندی		۱۲۴۳ھ
۵۹	شیخ حسین بن محمد	بھروچی		
۶۰	شیخ حسن بن حسین	بلوچی		۱۱ شعبان ۱۲۵۵ھ
۶۱	شیخ حسن بن محمد	گجراتی		۱۳ شوال ۱۲۶۰ھ
۶۲	شیخ حسن بن علی	گیلانی	سلطان فیروز شاہ بہمنی	۱۲۸۰ھ
۶۳	شیخ حسن الحسینی	اچی		۱۲۹۴ھ
۶۴	شیخ حسین بن المعز	بلوچی		۲۴ ذوالحجہ ۱۲۶۲ھ
۶۵	شیخ حسین	ملتان		
۶۶	حسین شاہ شرقی	جونپوری		
۶۷	شیخ حسین بن اسماعیل	ملتان		
۶۸	شیخ حسین بن محمد الحسینی	گلبرگ		۱۵ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ
۶۹	شیخ حماد بن محمد	گجراتی		۲۲ شوال ۱۲۳۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
	خ			
۷۰	مولانا خواجہ جگئی	دہلوی	تیمور گورگان	۸۰۹ھ
۷۱	مولانا خواجہ جگئی (سمش الدین)	کروی		ماہ محرم ۸۹۸ھ
۷۲	مولانا خواجہ	مانک پوری		
۷۳	مختار بن سلیمان	دہلوی	تیمور گورگان	۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۲۲ھ
۷۴	شیخ خوند میر	قلنی		مارس الثانی ۸۷۴ھ
۷۵	شیخ غلیل الدین نعمت اللہ	کریانہ	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۷۶	مختار بن الحسن	بلخی		
	د			
۷۷	داؤد بن رکن الدین	تاگوری		
۷۸	ملا داؤد	جراتی	سلطان فیروز بن داؤد بہمنی	
	س			
۷۹	شیخ رکن الدین	ہونپوری		مارس الثانی ۸۷۵ھ
۸۰	شیخ رکن الدین	دہلوی		
۸۱	شیخ رکن الدین	ظفر آبادی		۸۲۰ھ
۸۲	مفتی رکن الدین	تاگوری		
۸۳	قاضی رضی الدین	ردو لوی		
	ز			
۸۴	سلطان صلاح الدین الحارثی	کشمیری	نور شاہی	م ۸۷۵ھ
۸۵	شیخ زین الدین	عربی		

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۸۶	شیخ زبید بن بدھا	سارنی	سلطان علاء الدین بہمنی	۸۴۳ھ
۸۷	شیخ زین الدین گنج نشین	بغدادی		۸۰۱ھ
۸۸	شیخ زین الدین	اودھی		۸۵۵ھ
۸۹	شیخ سراج	لکھنوی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۳۰ھ
۹۰	شیخ سراج الدین	کالیپوری		۷۹ جمادی الاولیٰ ۸۸۱ھ
۹۱	شیخ سراج الدین	گجراتی		۸۰۴ھ
۹۲	شیخ سراج الدین	ملتان	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۹۳ھ
۹۳	شیخ سعد الدین	نیر آبادی		۸۰۸ھ
۹۴	شیخ سعد الدین	لکھنوی		۸۰۴ھ
۹۵	شیخ سعد الدین	لکھنوی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۰۸ھ
۹۶	شیخ سعد الدین	کنتوری		۸۰۴ھ
۹۷	شیخ سلام الدین	مندی		۸۰۴ھ
۹۸	قاضی سجاد الدین	جونپوری	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۰۸ھ
۹۹	شیخ سعید بن محفوظ	سوالوی		۸۰۴ھ
۱۰۰	قاضی سجاد الدین	غزنوی مہلی شہری		۸۰۸ھ
۱۰۱	شیخ شرف الدین	مشہدی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۰۴ھ
۱۰۲	شیخ شعیب ابن بلال بنیری	منیری		۸۰۴ھ
۱۰۳	قاضی شمس الدین	گجراتی		۸۰۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در آمد شایسته	وفیات
۱۲۲	شیخ شرف الدین ✓	گجراتی		۲۵ ماہ ذیقعد
۱۰۵	شیخ شمس الدین	اولوی		یکم شعبان ۱۰۵۵ھ
۱۰۶	شیخ شمس الدین	اولوی		۱۰۳۶ھ
۱۰۷	شیخ شیر خاں	دہلوی		۱۰۵۲ھ
۱۰۸	شیخ شبلی ابن محمد گادرونی	پانی پتی		
۱۰۹	قاضی شہاب الدین	اودھی		
۱۱۰	شیخ شمس الدین	غافر آبادی		۱۰۷۲ھ
۱۱۱	مولانا شمس الدین	کرمانی	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۱۱۲	شیخ شمس الدین	فقیہی	سلطان محمود شاہ منڈوی (منڈوہ در صوبہ مالوہ بود)	
۱۱۳	حکیم شہاب الدین	جونپوری		
ص				
۱۱۲	مولانا صدر جمال ✓	گجراتی		
۱۱۵	شیخ صفی الدین ابن اصفیہ الدین	دہلوی		۱۳ ذیقعد ۱۰۱۹ھ
۱۱۶	شیخ صلاح الدین ✓	گجراتی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۹۵ھ
ض				
۱۱۷	شیخ ضیاء الدین رفائی	ریگ پوری		۱۰۸۲ھ
ع				
۱۱۸	عبدالرحمن ابن احمد قرشی	الہندی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۸۵ھ
۱۱۹	مولانا عادل الملک	جونپوری	سلطان (؟) المشرقی	
۱۲۰	شیخ عبدالرزاق	کچھو جھوی		۷ ذیقعد ۱۰۴۱ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۱۲۱	شیخ عبدالشکور	ملتان		
۱۲۲	شیخ عبدالغفور	ملتان		
۱۲۳	مولانا عبدالغنی	منڈوی		
۱۲۴	مولانا عبدالکریم	بہرائی		
۱۲۵	شیخ عبداللطیف	قٹی		۲۴ رمضان ۱۲۹۰ھ
۱۲۶	شیخ عبداللطیف	گجراتی		۱۳ اذی قعدہ ۱۲۸۹ھ
۱۲۷	شیخ عبداللطیف	بندی		۱۲۹۵ھ
۱۲۸	شیخ عبداللہ شطاری	خراسانی		۱۲۸۲ھ
۱۲۹	شیخ عبداللہ بن محمود حسینی البخاری	ایچی	احمد شاہ گجراتی	۱۸ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ
۱۳۰	شیخ عبداللہ	ملتان		۲۲ صفر ۱۲۹۰ھ
۱۳۱	مولانا عبدالملک	جونپوری		۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ
۱۳۲	شیخ عثمان الحسینی	گجراتی	محمود بن محمد	جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ
۱۳۳	شیخ عزیز اللہ منڈوی	منڈہ		۲۳ صفر ۱۲۸۲-۹۱۲ھ
۱۳۴	سلطان علاء الدین بہمنی		خود سلطان	۱۲۸۲ھ
۱۳۵	مولانا علاء الدین	جونپوری		
۱۳۶	شیخ علاء الدین	دولت آبادی		۱۲۸۰ھ
۱۳۷	شیخ علاء الدین	گوالیہ		محرم ۱۲۳۷ھ
۱۳۸	شیخ علاء الدین علی ابن اسعد	دہلی		
	شیخ علم الدین	گجراتی		۱۲۸۰ھ
	شیخ علاء الدین علی	دہلی		۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۲۵ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عمر شاہی	وفیات
۱۵۷	مولانا فضل اللہ مندوی		محمد شاہ غلجی مندوی	
۱۵۸	مولانا خضر الدین ابن نصیر الدین	جون پوری		
۱۵۹	قاضی فخر الدین	ملتان		
۱۶۰	شیخ فیض اللہ	مانک پوری		۸۶۲ھ
۱۶۱	سلطان فیروز شاہ بہمنی		خود سلطان	۱۵ شوال ۸۲۵ھ
۱۶۲	شیخ فیروز بن موسیٰ	دہلوی		۸۶۰ھ
۱۶۳	شیخ قاسم بن برہان	اودھی		
۱۶۴	مولانا قاسم بن محمد	گجراتی		
۱۶۵	شیخ قطب الدین	ظفر آبادی		۸۶۹ھ
۱۶۶	قطب الدین ابن خضر بلخی	بلخی		
۱۶۷	شیخ قطب الدین ابن بابا فرید	ابو دھنی		
۱۶۸	مولانا قیام الدین	ظفر آبادی		۱۳ ذی قعدہ ۸۷۷ھ
۱۶۹	شیخ کبیر الدین	ناگوری		۱۷ ذی قعدہ ۸۸۱ھ
۱۷۰	شیخ کبیر الدین	اچی		۸۲۵ھ
۱۷۱	شیخ کمال الدین	کڑوی		
۱۷۲	شیخ کمال الدین	کرمائی		۸۶۵ھ
۱۷۳	شیخ کمال الدین	قزینی		۲۷ شوال ۸۸۷ھ
۱۷۴	قاضی کمال الدین	ناگوری		

تبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۱۴۱	شیخ علی بن احمد زمری	گلبرگی		۸۲۴ھ
۱۴۲	شیخ علی بن عبدالرحیم ✓	گجراتی		۸۵۶ھ
۱۴۳	قاضی علی بن عبدالملک	بروجی		۲۵ رمضان ۸۹۴ھ
۱۴۴	شیخ علی خطیب	احمد آبادی		۲۶ شوال ۸۹۲ھ
۱۴۵	قاضی علم الدین شاطبی	گجراتی		۱۰ رمضان ۸۵۴ھ
۱۴۶	مولانا عماد الدین غوری	نارتولی		
۱۴۷	شیخ عماد الدین	دہلوی		
۱۴۸	قاضی عماد الدین ✓	گجراتی		۸۴۹ھ
۱۴۹	شیخ عمر	ایرجی		۱۲ محرم ۸۰۹ھ
۱۵۰	شیخ عین الدین	بیجاپوری		۸۳۵ھ
۱۵۱	شیخ نور الدین ✓	گجراتی		۲۲ صفر ۸۹۵ھ
۱۵۲	امیر غیاث الدین	شیرازی	غیاث الدین ابن محمود بنی	
۱۵۳	شیخ فتح اللہ	اودی		۲۶ ربیع الثانی ۸۲۱ھ
۱۵۴	مولانا فتح اللہ	ملتان		
۱۵۵	سلطان فتح شاہ	بنگالی		۸۹۴ھ
۱۵۶	امیر فضل اللہ شیرازی	شیرازی	سلطان علاء الدین حسن بنی	
			محمود شاہ	۸۲۰ھ کے بعد
			فیروز شاہ	

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۷۵	مولانا الطیف اللہ	سبزواری	سلطان فیروز شاہ	
۱۷۶	سلطان ابوالفتح مبارک شاہ غازی	دہلوی	خود شاہی	
۱۷۷	شیخ مبارک	بناری		۱۰ شوال ۸۶۳ھ
۱۷۸	محمد بن ابوبکر	دہلی		شعبان ۸۶۷ھ
۱۷۹	محمد بن ابوبکر کرماتی	دہلوی		۱۰ شوال ۸۷۰ھ
۱۸۰	محمد بن ابوجعفر مشہدی		محمد شاہ بہمنی	
۱۸۱	محمد بن احمد الحسینی البجاری	آچھی	سلطان بلول لودھی	۱۶ جمادی الاخریٰ ۸۷۵ھ
۱۸۲	محمد بن الحسن بہیقی			۸۸۹ھ
۱۸۳	محمد بن یعقوب	دہلوی	سلطان بلول لودھی	۸۹۱ھ
۱۸۴	محمد بن حسین	قانی		۵ جمادی الاخریٰ ۸۹۷ھ
۱۸۵	محمد حسین	تھری	سلطان بلول لودھی	۸۹۳ھ
۱۸۶	شیخ محمد بن الرفیع	آچھی		۱۰ شعبان ۹۰۳ھ
۱۸۷	محمد بن ابوالہیر النذیر عباسی	کروی		۸ جمادی الاولیٰ ۹۰۷ھ
۱۸۸	محمد بن عبداللہ شاہ عالم	گجراتی		۱۰ شعبان ۹۱۵ھ
۱۸۹	محمد بن عبداللہ حسینی	بناری		۱۰ ستمبر ۹۲۲ھ
۱۹۰	محمد بن العلاء	منیری		۹۰۹ھ
۱۹۱	شیخ محمد بن علی بنانی			
۱۹۲	شیخ محمد بن علی سلطان طریقت	جونپوری		۴ ربیع الاول ۹۱۷ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۹۳	شیخ محمد بن عبدالصمد	دیوبند		
۱۹۴	مولانا محمد ابن عین الدین	بیجاپوری	سلطان محمد شاہ	لیڈا ۱۲۵۵ھ
۱۹۵	شیخ محمد بن القاسم	ادھی	سلطان بہلول لودی	۶ محرم ۸۹۶ھ
۱۹۶	محمد بن قطب	لکھنوی		۲۳ ذیقعد ۸۸۸ھ
۱۹۷	شیخ محمد بن علی الحسینی	بیجاپوری	یوسف عادل شاہ	۲۰ شعبان ۸۵۵ھ
۱۹۸	قاسمی محمود ابن محمود	لفیہ آبادی	غلام الدین خضر خانی	۱۴ ربیع الثانی ۸۹۵ھ
۱۹۹	سلطان محمد شاہ ابن بہلول بہمنی		خود شاہی	
۲۰۰	شیخ محمد بن یوسف حبیبی	دیوبند	فیروز شاہ بہمنی	۱۷ ذیقعد ۸۲۵ھ
۲۰۱	شیخ محمد متوکل			۸۲۶ھ
۲۰۲	قاسمی محمد	ساوی		۶ محرم ۸۵۵ھ
۲۰۳	شیخ محمد بن البر محمد قدوائی	دیبا آبادی		۴ م ۸۵۵ھ
۲۰۴	قاسمی محمد اکرم	گجراتی		
۲۰۵	شیخ محمد الحسینی	مدینی		۸۲۲ھ
۲۰۶	شمس الدین محمد بن طاہر	اجیری		۸۸۶ھ
۲۰۷	تقی الدین محمد شیرازی		سلطان فیروز شاہ بہمنی	
۲۰۸	سلطان محمود شاہ شرقی	جوپوری	خود شاہی	۱۷ ربیع الثانی ۸۶۲ھ
۲۰۹	شیخ محمود بن حمید	کلتوری		۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۸ھ
۲۱۰	شیخ محمود ابن عبداللہ	بنجاری		۱۷ ذوالقعدہ ۸۸۰ھ
۲۱۱	قاسمی محمود ابن الحلاد	لفیہ آبادی		۸۶۸ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۲۱۲	سلطان محمود شاہ خلجی	سندی	خود شاهی	۱۹ شوال ۸۳۹ھ
۲۱۳	خواجہ عطاء الدین محمود گیلانی	گلبرگی		۴ محرم ۸۳۹ھ
۲۱۴	قاضی محمود	دہلوی		
۲۱۵	محمود گافوردی		سلطان فیروز بہمنی	
۲۱۶	شیخ محمود	ایرجی		۱۰ رجب ۸۴۵ھ
۲۱۷	شیخ محمود بن محمد	دہلوی		۱۱ شوال ۸۴۵ھ
۲۱۸	شیخ محمود بن محمد تاج الدین	دہلوی		۱۱ شوال ۸۴۵ھ
۲۱۹	شیخ محمود بن محمد	گجراتی		
۲۲۰	شیخ مسعود بن ظہیر	فقیہ پوری		
۲۲۱	شیخ مظفر بن سمش	بلخی		۲۷ رمضان ۸۴۵ھ
۲۲۲	سلطان مظفر شاہ	گجراتی	خود شاهی	
۲۲۳	شیخ منصور بن محمد ابن احمد	کشمیری		
۲۲۴	شیخ مودود بن محمد	گجراتی		۴ شوال ۸۴۵ھ
۲۲۵	مولیٰ ابن عزیز اللہ	بہاری		۲۳ ذی القعدہ ۸۴۹ھ
۲۲۶	نعمت خان فارسی	خاٹک لکھی	شاہ پسر در ملک خاندان	۱۱ شوال ۸۴۵ھ
۲۲۷	قاضی نصیر الدین	بہار پوری		۳۰ محرم ۸۴۵ھ
۲۲۸	شیخ نظام الدین بہمنی غریب	بہمنی		۳۰ شوال ۸۴۵ھ
۲۲۹	شیخ نصیر بن جمال	گجراتی		۱۱ شوال ۸۴۵ھ
۲۳۰	شیخ نجم الدین قلندر	دہلوی		۲۰ ذی القعدہ ۸۴۵ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۲۳۱	مولانا نجم الدین	گلبرگوی	سلطان احمد شاہ بمبئی	
۲۳۲	شیخ نور الدین اسیری	آسیری		۸۸۱ھ
۲۳۳	شیخ نظام الدین	آسیری		بعد از ۸۸۲ھ
۲۳۴	قاسمی نظام الدین	غزلوی	سلطان ابراہیم شرقی	
۲۳۵	شیخ نظام الدین	نانک پوری		۲۸ ذیقعد ۸۹۸ھ
۲۳۶	مولانا نور الدین	ظفر آبادی		۲۲ صفر ۹۲۹ھ
۲۳۷	مولانا نور الدین	اسنبجیٹی		۸۹۲ھ
۲۳۸	شیخ نور الدین	کشمیری		۸۷۲ھ
۲۳۹	شیخ بلال الدین	کشمیری		۸۴۲ھ
۲۴۰	شیخ یزید الدین الحسینی	گلبرگوی		۸۵۲ھ
۲۴۱	شیخ یحییٰ بن علی	ترنوی گجراتی		۲۰ رمضان ۸۵۵ھ
۲۴۲	شیخ یوسف بن احمد	ایبٹی		۸۳۲ھ
۲۴۳	شیخ یوسف ابن اسماعیل	مٹانی		
۲۴۴	یوسف شاہ	ننگالی		۸۸۶ھ
۲۴۵	یوسف بن محمد الحسینی	گلبرگوی		۲۱ محرم ۸۳۸ھ

(۲۵۹)

۲۱

تذکرہ کتب آمدہ در متن

نمبر شمار	نام کتاب	محقق	حوالہ نمبر
۱	خزانة الفوائد الجلالیة	احمد بن یعقوب البتوی	۱۷
۲	شرح کافیه	قاضی احمد بن عمر دولت آبادی	۲۰
۳	حاشیہ توقانی گزرونی اور غیاث الدین		
	منصور شیرازی بر شرح الہندی -	"	"
	(بر ہر یک علیحدہ علیحدہ)	"	"
۴	ارشاد در بحر	"	"
۵	معانیہ (نمبر ۱ کے آخر میں منقسم)	"	"
۶	شرح بزدوی در اصول فقہ تاجت امر صنفہ	"	"
	شیخ محمد ابن علی بن جون پوری	"	"
۷	البحر المراج تفسیر القرآن دولت آبادی	"	"
	بر قاری حاشیہ	"	"
۸	شرح قصیدہ بانت سعاد	"	"
۹	قصیدہ بڑوہ	"	"
۱۰	رسالہ فی تقسیم العلوم	"	"
۱۱	مناقب السادات	"	"
۱۲	نہایت السعاد	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴	رسالہ فی العقیدۃ الاسلامیہ	قاسمی احمد بن محمد جون پوری	۲۱
۱۵	فتاویٰ ابراہیم شاہیہ	"	"
۱۶	جمع الفرق المناخ الحروف و دیگر	"	"
۱۷	مقاصیف نامعلوم الاسماء	احمد بن عبداللہ شیرازی	۲۲
۱۸	اشرفیہ (مختصر و علم نحو)	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۲۳
۱۹	التعلیقات علی المذابیہ	"	"
۲۰	فضول مختصر فی اصول الفقہ	"	"
۲۱	شرح غوارث المعارف	"	"
۲۲	شرح علی فضول المحکم	"	"
۲۳	قواعد العقائد	"	"
۲۴	اشرف الانساب	"	"
۲۵	بحر الانساب	"	"
۲۶	بحر الادکار	"	"
۲۷	فوائد الاشرف	"	"
۲۸	بشارة الذاکرین	"	"
۲۹	اشرف الفوائد	"	"
۳۰	تفسیر الاخوان	"	"
۳۱	حجۃ الذاکرین	"	"
۳۲	فتاویٰ الاشرفیہ	"	"
۳۳	نور بحشیہ تفسیر القرآن	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	نمبر شمار
۳۲	الاوراد والاشراف	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۳۲
۳۳	دریان فارسی	"	"
۳۵	مرآة الحقائق	"	"
۳۶	کثر الدقائق	"	"
۳۷	رسالہ فی جواز اللعن علی زینہ	"	"
۳۸	رسالہ فی جواز سماع الخناء	"	"
۳۹	لبشارة المریدین	"	"
۴۰	ارشاد الاخوان	"	"
۴۱	مکتوبات	"	"
۴۲	انیس العاشقین	شیخ حسام الدین مانک پوری	۵۷
۴۳	رفیق العارفين	"	"
۴۴	ملفوظات	"	"
۴۵	لطائف المعانی (در حقائق المعارف) یہ آپ کے	"	"
۴۶	والہد کی تصنیف کشف الاسرار کی شرح بیضا ہے	"	"
۴۷	حضرات الخمس (در توحید)	شیخ حسن النحسینی اچمی	۴۳
۴۸	رسالہ ہبات	"	"
۴۸	دریان فارسی	"	"
۴۹	تحفة الہند (در موسیقی)	سلطان حسین الشریقی	۴۶
۵۰	المعارف در نحو	شیخ حسین ابن محمد سلیمی گلبرگونی	۴۸
۵۱	شرح المنطق (ماقظ آپ کے والد کی تالیف ہے)	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۵۲	رسالہ در اباحتہ سماع	شیخ حسین ابن محمد حسینی گلبرگوری	۴۸
۵۳	رسالہ فی لبس النخلین فی المسجد	"	"
۵۴	رسالہ فی مقالات صوفیہ	"	"
۵۵	رسالہ فی التعریف الفارسیہ	"	"
۵۶	التعریف الممالکی	"	"
۵۷	المرید والمراد	مولانا شمس الدین خواجہ گنجی کرڑوی	۷۱
۵۸	الربیع	ملقط از مشارق صباغانی	"
۵۹	تحفۃ السلاطین	ملا داؤد گجراتی	۷۸
۶۰	فتاویٰ حمادیہ	مفتی رکن الدین ناگوری	۸۲
۶۱	راحت القلوب	شیخ زین الدین عربی	۸۵
۶۲	شرح بزدوی	شیخ سعد الدین عربی	۹۲
۶۳	شرح حسامی	"	"
۶۴	شرح کافیہ	"	"
۶۵	شرح المصباح	"	"
۶۶	شرح رسالہ مکتبہ داسپتہ مرشد کے	"	"
۶۷	ملفوظات	"	"
۶۸	مناقب الاصفیاء	شعیب بن جلال	۱۰۴
۶۹	التمہیدات علی نیج التہمیدات	شیخ شیر خاں دہلوی	۱۰۷
۷۰	دلیان فارسی	"	"
۷۱	مرآۃ العارفین	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	علاقہ نمبر
۷۰	تاریخ محمود شاہی (در حالات محمود شاہ منڈو و مالوہ)	حکیم شہاب الدین جوہر پوری	۱۱۳
۷۱	وستور المبتدی و علم صرف	شیخ صفی الدین	۱۱۵
۷۲	غایۃ التحقیق شرح کافیہ	"	"
۷۳	تاریخ محمود شاہی در حالات سلطان محمود شاہ منڈو و مالوہ	مولانا عبد الکریم بخاری	۱۱۷
۷۴	۹ مقامات	شیخ عبد اللطیف قسطنی گجراتی	۱۱۸
۷۵	نامعلوم الاسماء	شیخ عبد اللہ شطاری	۱۱۸
۷۶	رسالہ نہ معلوم الاسم در معلومات و وظائف شاریہ	مولانا عبد الملک جون پوری	۱۲۱
۷۷	شرح شرح قاضی شہاب الدین نمبر	مولانا علاء الدین جوہر پوری	۱۲۵
۷۸	نامعلوم الاسماء	"	"
۷۹	مخلات اللغات	شیخ علاء الدین علی بن اسعد دہلوی	۱۲۸
۸۰	جامع العلوم (در ۲۰ مجلدات)	"	"
۸۱	تبصیر الرحمن و تیسیر المان حکندر	علی درانی علاء الدین	۱۲۰
۸۲	الزوارف فی شرح العوارف	"	"
۸۳	مشرح البیوض فی شرح المخصوص استجداء البصر فی الرو علی استقصاء النظر استجداء ابن المطہر الحلی	"	"

مؤشر	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۱۰	النور الاظہر فی کشف سر القضاء والقدر	علاء الدین علی ہمامی	۱۴۰
۱۱۱	الضوء فی شرح النور الاظہر الازہر شرح نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۲	اصیلتہ التائید فی شرح اولیۃ التوحید	"	"
۱۱۳	شرح الفصوص	"	"
۱۱۴	الغامض المملک المعلوم بالحکام حکم الاحکام	"	"
۱۱۵	ترجمہ لمعات العراقی	"	"
۱۱۶	شرح (نمبر ۱۰۹)	"	"
۱۱۷	رسالہ بیام جہال ہما	"	"
۱۱۸	آراء الدقائق فی شرح مرآۃ الحقائق نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۹	امحاض در رد طاعن شیخ اکبر	"	"
۱۲۰	رسالہ در فقہ امام شافعی	"	"
۱۲۱	بحر المعانی	شیخ محمد ابن عمر توی	۱۸۶
۱۲۲	دقائق المعانی	"	"
۱۲۳	حقائق المعانی	"	"
۱۲۴	بحر الاسباب	"	"
۱۲۵	ارشاد الطالبین	شیخ محمد بن ظہیر کروی	۱۸۷
۱۲۶	مسیار المقصوف	"	"
۱۲۷	اساس الطریقہ	"	"
۱۲۸	مناہج شطاریہ	شیخ محمد بن علاء منیری	۱۹۰
۱۲۹	چند رسائل نہ معلوم الاسماء بنام مریدان خورش	شیخ فتح اللہ داودی	۱۵۳

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حاله نمبر
۱۳۰	تاریخ گجرات لکھنؤ نمبر ۱۴۲	قاسم بن محمد گجراتی	۱۴۲
۱۳۱	المصباح در نحو	شیخ کبیر الدین ناگوری	۱۴۹
۱۳۲	مبارک شاہی	مبارک شاہ علوی	۱۷۶
۱۳۳	شرح التہسیل لابن مالک طائی	دامینی محمد بن ابوبکر	۱۷۸
۱۳۴	مصباح الجامع شرح صحیح البخاری	"	"
۱۳۵	عین الحیوة تلخیص حیوة الحيوان ومیری	"	"
۱۳۶	تحفۃ الغریب فی شرح معنی اللیب	"	"
	ابن ہشام نحوی	"	"
۱۳۷	شرح الخزایہ	"	"
۱۳۸	جواہر البحر	"	"
۱۳۹	الفواکہ البدریہ منظوم	"	"
۱۴۰	مقاطع الشرب	"	"
۱۴۱	نزول الغیث شرح لامیۃ العجم صفدی	"	"
۱۴۲	شرح شمسہ در منطق	شیخ محمد ابن علی الہمدانی	۱۹۱
۱۴۳	جامع الفنون	"	"
۱۴۴	آداب السالکین	محمد بن القاسم اودھی	۱۹۵
۱۴۵	تفسیر القرآن بر انداز کشاف	شیخ محمد ابن یوسف جیلانی دیوبند گجراتی	۲۰۰
۱۴۶	شرح مشارق الانوار برنگ معرفت و عرفان	"	"
۱۴۷	ترجمہ مشارق الانوار (فارسی)	"	"
۱۴۸	معارف شرح عوارف (")	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۹	شرح الفصوص (فارسی)	شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی	۲۰
۱۵۰	شرح آداب المریدین (در عربی و فارسی)	"	"
۱۵۱	شرح التہذبات مؤلفہ علیہ القضاۃ ہمدانی	"	"
۱۵۲	شرح رسائل القشیریہ	"	"
۱۵۳	شرح رسالہ ابن عربی	"	"
۱۵۴	شرح فقہ اکبر	"	"
۱۵۵	شرح بدر اللامالی	"	"
۱۵۶	شرح الحقیقۃ الحافظیہ	"	"
۱۵۷	رسالہ در سیرۃ النبی صلعم	"	"
۱۵۸	اسماء الاسرار	"	"
۱۵۹	عدائق الالسن	"	"
۱۶۰	کتابے در ضرب الامثال	"	"
۱۶۱	رسالہ فی اشارات اہل محبت	"	"
۱۶۲	رسالہ فی بیان الذکر	"	"
۱۶۳	رسالہ فی بیان المعرفت در رسالہ فی التفسیر	"	"
۱۶۴	الحديث در روایت ربی فی احسن صیرۃ	"	"
۱۶۵	رسالہ فی استقامتہ الشریعہ	"	"
۱۶۶	رسالہ فی شرح تعبیر الوجود (در فارسی)	"	"
۱۶۷	(در لہجہ و بہت و باشد)	"	"
۱۶۸	عاشیہ بر قوت القلوب (مکی)	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۷	اربعین د جس کی ہر حدیث پر صحابہ و تابعین و مشایخ کے آثار ہیں	شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی	۲۰۰
۱۴۸	مد نظر المشاہد	خواجہ علاء الدین محمود گیلانی	۲۱۳
۱۴۹	تولید الفارسی	"	"
۱۵۰	رسالہ بخدمت مولانا نظامی	"	"
۱۵۱	آداب الفضلاء و راجعت	قاسمی خاں محمود دہلوی	۲۱۴
۱۵۲	تحفۃ المجالس	برصاالت شیخ خود	۲۱۴
۱۵۳	افاضۃ التوارف فی اخلاصہ اصول النہار	ابوالفضل شیخ محمود بن محمد حقانی	۲۱۷
۱۵۴	المقصد	تاج الدین محمود بن محمد غزالی دہلوی	۲۱۸
۱۵۵	الکفایۃ المجاہدۃ	شیخ منصور بن محمد بن احمد کشمیری	۲۲۲
۱۵۶	ملفوظات	شیخ موسیٰ ابن عزیز الدہلوی	۲۲۵
۱۵۷	مجالس برہانی	شیخ یحییٰ بن علی ترمذی	۲۲۱
۱۵۸	مشاغل برہانی	"	"
۱۵۹	مشاغل جلالی	"	"
۱۸۰	مشاغل متکالی	"	"
۱۸۱	ترجمہ منہاج الحاکمین	شیخ یوسف ابن محمد ایرجی	۲۲۲

نواں طبقہ

طبہ سائنس

مشتعل برصمدی ۹-۱۰ ویں

31

نواں طبعت

مشتمل بر مشاہیر و دیں صدی ہجری

حرف الف

۱۔ سلطان ابراہیم شرقی جو پوری

م سنہ ۱۲۲۲ھ

”سلطان عادل و کریم“ ابراہیم پسر خواجہ جہاں جون پوری سلطان الشرق نے اپنے بھائی مبارک شاہ کے بعد تختہ میں امور سلطنت کا آغاز عدل و احسان سے کیا۔ اقتدار سنبھالتے ہی حسن سیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس کی سیاست نے رعایا کو رام کر لیا۔ وہ دین و عقل اور مروت کے ساتھ جملہ خصائل حسنہ کا مرقع تھا۔ اہل کمال ہر طرف سے کھینچ کر اس کے پاس آگئے۔ انزال جملہ قاضی شہاب الدین و دلت آبادی و قاضی نظام الدین گیلانی و شیخ ابو الفتح بن عبد الحئی ابن عبد المقتدر شریعی کندی اور ان کے ہم مرتبہ اکثر اہل علم۔

وہ طبعاً ایسا سخی اور زیرک اور دین و دنیا کے تمام اہم امور سے پوری طرح واقف تھا کہ ہر آنے والے کی ضروریات سے آگاہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین مذکور صاحب فراموش ہو گئے اور بیماری نے طول کھینچا۔ سلطان ان کی عیادت کے لئے پہنچے تو پانی کا ایک پیالہ منگایا اور اسے سات مرتبہ ہانکے سر کے گرد گھمایا۔ اس کے بعد یہ دعا مانگی :-

(اللھم ان قدرت لہ الموت فاصرفہ عندائی) (الہی اگر تیرے موت ان کے مقدر میں

لکھ دی ہے تو اسے میری طرف لوٹا دے !)

سلطان کی وفات ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات پر پورے ملک میں ایک تہلکہ

مچ گیا۔ جون پور کی جامع مسجد اور کئی مدارس ان کی یادگار ہیں۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۔ قاضی ابراہیم بن فتح اللہ ملتان

(اجہد سلطان علاء الدین بھٹی)

۷ جمادی الآخری ۸۶۵ھ

الشیخ الفاضل قاضی ابراہیم ابن فتح اللہ ابن البکر ابن فخر الدین ابن بدر الدین ریجی۔

اسمعیلی غوری۔ علوم متداولہ از مسم فقہ و اصول و ادب عربی میں سربراہ و وہ روزگار تھے ملتان مولد دستاویز یہاں کے اساتذہ علم و فن سے اکتساب کے بعد دکن کے شہر بیدری میں پہنچے۔ یہ

زمانہ سلطان علاء الدین بھٹی کا تھا۔ جس کے مرنے پر وہ اس کے دونوں بیٹوں نظام شاہ اور محمد شاہ کے معلم مقرر ہوئے۔ کائنات پر حاصل ہوا۔ سلطان محمد شاہ

کے عہد میں پہلے آصف شہر بیدری کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور دکن کے قاضیوں میں

سب سے بلند مرتبہ پایا جس کی بدولت آپ کی معیشتی زندگی نہایت فراغت و خوشحالی سے بسر ہوئی۔

زہد تقویٰ کے علاوہ شریعت ظاہری کے پورے

پابند تھے۔ متعدد کتب ہیں

معارف العلوم فی تعریفات العلوم الفنون

بھی لکھیں۔ ان میں عربی زبان میں معارف العلوم فی تعریف العلوم والفنون بھی ہے۔
اولاد :- ان کی اولاد میں سے ہر ایک نیکو کار اور صالح اور اپنے ہمد کی یادگار تھا۔ ان
میں سے سب سے نامور شیخ محمد بن ابراہیم ملتانی تھے۔ بیدرہی میں رحلت فرمائی اور وہیں
آسودۂ گرد ہوئے۔ (بحوالہ مخزن الکرامات)

۳۔ شیخ ابوالفتح بن عبدالحئی جو پوری

م ۱۲۳۰ ریح الاول ۸۵۵ھ بروز جمعہ

الشیخ الفاضل الکبیر العلامۃ ابو الفتح بن عبدالحئی بن عبدالمقتر ابن رکن الدین شریح الکندی
الدہلوی ثم جون پوری۔ اپنے ہمد کے ممتاز علما میں سے تھے جو ملی میں اپنے والد کی رحلت کے
بعد ۱۲۰۰ھ محرم اطرام ۸۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

مشہور نال اپنے جد قاضی عبدالمقتر کی زیر تربیت پروان چڑھے اور ان ہی سے علوم ظاہری و باطنی
میں فیض حاصل ہوا۔ دہلی میں ایک مدت تک مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ مگر سلطنت میں بزبانہ لفظاً
سلطان تیمور جون پور منتقل ہو گئے۔ اور ہمیں طرح اقامت ڈال دی۔
علامہ جونپوری کو علوم فقہ و اصول و کلام و لغت اور نقد شعر میں ملکہ تام حاصل رہا
اللہ سبحانہ نے غیر معمولی انہیں فصاحت و بلاغت سے وامر حصہ عطا کیا تھا۔

وفات :- بروز جمعہ ۱۲۳۰ ریح الاول ۸۵۵ھ کو ہوئی۔ (بحوالہ اخبار الانصار)

۴۔ شیخ ابوالفتح ابن العلاء کا پوری

م ۸۷۴ھ

شیخ ابوالفتح بن علاء الدین قرشی جو بڑے صالح، متدین اور علم و عمل کی دولت سے بہرہ
مندانے تھے۔ آپ کا اصل وطن گوالیار تھا۔ بعد میں کانپی میں سکونت اختیار کی۔ طریقت میں زلزلے
ادب شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی کے سامنے تہ کیا اور جملہ علوم شریعت میں حجارت
حاصل کی۔ اور انہی سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی "عوارف المعارف" پڑھی۔ اس کے

بعد حج بیت اللہ کا قصد کیا اور حرمین شریفین روانہ ہو گئے اور زیارت حرمین کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی چند بلند پایہ تالیفات بھی ہیں جن میں سے "التکمیل فی النحو" اور "المشاهدة فی المقصود" کا ذکر اخبار الانبار میں موجود ہے۔

۸۶۲ھ میں کالپی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے (نزہۃ الاصفیاء)

۵۔ شیخ ابوالفیض گلبرگوی

۴ ربیع الاول ۸۷۵ھ

(لجہد سلطان علاء الدین بہمنی)

الشیخ الصالح ابوالفیض بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی "الشیخ من اللہ"

"گلبرگوی" فضل و صلاح میں ممتاز۔ مولد گلبرگہ۔ یہیں پروان چڑھے اور وہیں کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر اپنے حقیقی بھائی شیخ ید اللہ الحسینی سے استفادہ کیا۔ انہی کے حکم سے احمد آباد

بیدر چلے گئے جہاں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے ان کا استقبال فرمایا اور انہیں زرعی اراضی والے چند قطعات ہاگیر میں عطا فرمائے اور ممدوح نے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور ان سے محمد بن ید اللہ الحسینی اور دوسرے علمائے استفادہ کیا۔ ۴ ربیع الاول ۸۷۹ھ میں

لجہد محمود شاہ بہمنی احمد آباد میں انتقال کیا۔ (بحوالہ ہر جہاں تاب)

۶۔ شیخ ابوالقاسم جرجانی

(لجہد سلطان احمد شاہ علاء الدین بہمنی)

اپنے دور کے ممتاز علمائے ہیں۔ ہندوستان آئے اور دکن کو اپنا وطن ثانی بنالیا۔ یہ

زمانہ سلطان احمد شاہ اور ان کے دلی عہد علاء الدین بہمنی کا تھا۔ امرائے نزدیک انہیں اچھا اثر و

رسوخ حاصل ہو گیا۔

۷۔ شیخ احمد بن برہان گجراتی آخر الاولیاء

۲۲ ربیع الثانی ۸۸۵ھ

شیخ العالم الصالح احمد بن برہان بن ابو محمد ابن ابراہیم بن محمد الخوری شاہان غزنیہ گجراتیہ کی نسل سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ شیخ صدر بخیاں گجراتی سے پڑھا اور طریقت میں شیخ محمد بن عبداللہ حسینی البخاری سے فیض یاب ہوئے۔ حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔ اور ان سے بہت سے لوگوں نے اکتساب کیا۔

وفات :- اپنے شیخ کی وفات کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۸۸۵ھ میں وفات پائی اور تلج پور محلہ احمد آباد میں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ بعض سخن گستر حضرات نے ان کی تاریخ وفات آخر الاولیاء ۸۸۵ھ لکھی۔ (مرآة احمدی)

۸۔ شیخ احمد بن الحسن بلخی

۲۶ ربیع الاول ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الفقیہ احمد بن الحسن بن الحسن بن معز الدین البلخی برہان الدین ابوالقاسم ہندی بہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے مشہور مشائخ سے تھے۔ ۲۷ رمضان ۸۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :- عقاید نسفی مع شرح مظہری اپنے جدا مجد حسین بن المغز سے پڑھی۔ اور لقیہ درسیات اپنے والد ماجد سے۔ حوزین تشریف لے گئے۔ حج کیا۔ زیارۃ مدینہ سے شرف ہوئے اور واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اور اپنے والد کے بعد مسند خلافت کو زینت بخشی۔ لوگ انہیں "لنگر دریا" کہتے۔

۹۔ سلطان احمد شاہ بہمنی

م ۸۸۶ھ

”الملك المويّد“ احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی السلطان الصالح اپنے حقیقی بھائی
فیروز شاہ بہمنی کی زندگی ہی میں ۸۲۵ھ میں دکن کی سلطنت کا نظام ہاتھ میں لیا۔ اور ماتحتوں
کو عدل و سخاوت کے ساتھ اپنا مطیع کر لیا۔ احمد شاہ نے شیخ محمد بن یوسف حسینی نزیل و
دین گلبرگہ کی بیعت کی۔

ان کے مستر شین کے لیے سرفلک محل اور قیام گاہیں تعمیر کرا دیں اور ان کے لیے
زرعی اراضی وقف کر دی۔ اس نے کفار سے بھی کئی جنگیں لڑیں اور انہیں سرنگوں کر کے ان
پر جزیہ عائد کر دیا اور مساجد اور زادیے بھی تعمیر کرائے۔

یہ بادشاہ نہایت عادل، فیاض، بہادر، بے باک اور خوش نصیب تھا۔ ہر لڑائی
میں کامیابی اس کے مقدر میں تھی۔ اور ہر گتھی اس کی تدبیر سے سلجھ جاتی۔ جو شہر فتح کرتا
اس کے باشندے دل سے مطیع فرمان ہو جاتے۔

دکن میں اس نے ۸۳۲ھ میں بیدر آباد کر کے احمد آباد نام لکھا اور اسے دار السلطنت
بنایا۔ اس شہر میں عالیشان محل تعمیر کرائے جس پر مشہور شاعر آذری اسفرائینی م ۸۸۶ھ
نے یہ قطعہ لکھا۔

جنبا مقبہ مشید کہ زفر ط عظمت

آسمان شدہ از پایہ این درگاہ است

آسمان ہم نتواں گفت کہ ترک ادب است

قصر سلطان جہاں احمد بہمنی شاہ است

سلطان احمد شاہ نے ۱۲ سال دو ماہ واد حکومت فرمے کر ۲۸ رجب ۸۳۲ھ میں اس

دار فانی سے رحلت کی۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۰۔ شیخ احمد بن عمر الرودولوی

م ۵۰ جمادی الاخریٰ ۸۳۶ھ

صاحب مقامات علیا، جن کا دوسرا نام عبدالحق ہے۔ رودلی وطن اور اپنے عہد کے ممتاز اولیاء سے تھے۔ کہ ان کی مانند زہد و عبادت میں کوئی ان کا مثل نہ تھا۔ مولد قصبہ رودلی ہی ہے جو علاقہ اودھ میں ہے، بلوغت میں اپنے برادر حقیقی شیخ تقی الدین کے پاس دہلی تشریف لے آئے۔ مدوح اپنے معاصر علماء میں سربر آوردہ روزگار تھے۔ مگر شیخ احمد صاحب اپنے زہد و شغف عبادت کی وجہ سے درسیات پر مائل نہ ہو سکے۔ دہلی سے پانی پت تشریف لے آئے اور حضرت جلال الدین گادڑوٹی کے ملازم خدمت ہو کر برسوں ریاضت فرمائی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حقائق و معارف کے دروازے کھول دیئے۔ اور علوم ظاہری میں بھی مہارت تامہ سے ہرہ در کیا۔ ان کے بعد مرتبہ شیخوخیت پر بھی فائز ہوئے مسلسل پچاس سال تک یہی شغل رہا ہے، بے شمار افراد ان سے مستفیض ہوئے۔ رودلی آکر داعی اجل کو لبیک کہا اور یہیں آسودۂ خاں ہوئے۔ ان کا مزار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

۱۱۔ شیخ احمد بن محمد تھانیسری

م ۸۲۰ھ

ہندوستان کے شعراء الشکرگو سے ہیں۔ فقہ و اصول و ادب عربی میں بھی ان کو ملکہ حاصل تھا۔ دہلی مولد و منشا ہے۔ علوم ظاہری و باطنی عبدالمقدر بن رکن الدین شریعہ المکندی سے پڑھے اور طریقت میں حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے مستفیض ہوئے۔ جن کے برسوں ملازم خدمت رہے۔ امیر تمبور کے عہد میں دہلی سے سندھ میں نکلے۔ حالانکہ امیر تمبور استفادہ کے لئے انہیں اپنے ہمراہ سمرقند لے جانے پر مصر تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور دہلی

کاپی پیچے اور وہیں طرح وطن ڈال دی۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ قصیدہ کہا۔

اطمار لبي حنين الطائر الخرد
واذكرني عهدا بالحمى صلفت
بسياسات تورقوا والقبوم قد هجوا
ماذا رطرنى غمض لجلد لجلدكم
ايمن الحصى لم يكن بينى وبينكم
كانت مواسم ايام وعزتها
عشنا بها وعيون النين راقدة
وامر من مدع والكريب من دغ
والشئ ملتئذ والحد منهم
حتى استهل غراب البين فارتجوا
من كل هوجاء مرقال عداقة
كانت لم يكن بين النسي
صاروا احاديث تروى لجلد ما طردوا
بقيت فردا وراح الناس يحلهم
لا عيش لجلد ليليات اللوى رغلا
خل الامايت عن ليل وجارتها
وليس في الدين والدنيا واخرنى
بدر روف رحيم سبب مستند
رب الندى والحدى والسالمات معاً

رطاج لوعة قلبى التامه الكمه!
حماة صدف من الاج الكبه!
موبين مضطجع منهم ومستند!
ولا اخیال سرور طوفى فخلدى!
وليت حبل واری غیر منعقد!
ولت سراجا على وغمر ولم تعد!
والقلب فى جلد والدم فى رقد!
والجلد سر تنع كالا نغم السعد!
والشئ منظم لم ير بالبدرا
عند الصباح وشدا والعبر بالقتل
تبدى تشا ط على الاعيام والنجد
الى اللين وكان الحى لم يقيد
من مع اندهى بالالفاظ كالشهد
سما نيف بيقى بلا اعزدة الفرد
ولا ومول الى ذاك الحمى بيد
وارحل الى السيد المختار من ادد
سوى جناب رسول الله مقعد
منهل الفناء وجيب الباع والصفد
مفللا وكهلا وفى شئ وفى سر

باللطف ملتحن بالبر متسدد
 بالحق متصل بالصدق منفرد
 في الله محبتهم بالله مقتصد
 بالشكر متز بالحمد منجود
 ودفاع مظلمة عن كل مضطهد
 والبذل مشيمته في الوجد والود

بالعلم مكتشف بالحلم متصف
 بالخلق مشتمل بالوفق مكتحل
 بالشرع معتصم للدين منتقم
 بالفقر مفتخر بالزهد مشتهر
 خطاب مفصلة وصناع مكرمة
 العدل سيرته والفضل طيشه

ومن تلك القصيدة

وأكرم الخلق من حر ومن عبد
 والنفس والمال والأهلين والولد
 وطال شوقي الى لقاءك يا سندی
 ويا فرادی ويا ظهري ويا عصدي
 وليس لي باصطبار عند من مدد
 نحو الحجاز ونحو البان والنجد
 وهل اجر بها اذ يال من برد
 يا لهف نفسي اذا ما كنت لمارفد
 فليس غيول يا مولاي ملتحد
 عن الهوى وذوي الدنيا وعن سدر
 على البني بنى الحق والرشد
 الى الصراط صراط غير ملتحد
 احبهم شغفا في الغيب والعتد
 ربي الفلا فكساها حلة القته

يا افضل الناس من ما هن ومرفق
 افديك بالروح والقلب المشوق
 قد عاقني البعد عن مرماي يا سکنی
 ويا حيرتي ويا روجي ويا حبدي
 مالي اليك بقطع البید من قبل
 وهل تحب بنا خوص مرحمة
 وهل اسامر فيها اهلهما محرا
 ارجو الوفاة في ارض خللت بها
 عطفاً علي ورفقاً بي ومكرمة
 واشفع الى الله لي في ان شيطني
 يارب صل وسلم دائما ابد
 محمد احمد الهادي لامتد
 وصحبة وذوية الطاهرين ومن
 ملاح برق وما سح الخمام على

واعنق الروض بالازهار موقدة
وما تغور غرید علی فنن
مطوۃ بھی بالکر برد
عض الارومة محضل وملبدا

ترجیہ :-

• منتوش الحان پرندہ کی آواز میری عقل لے اڑی اور میرے قلب سوختہ کی بے چینی میں اور اضافہ کر دیا۔
• کبوتری نے جو انتہائی سُرِ بلی آواز کے ساتھ گارہی تھی مجھے وہ تمام عہد و پیمان یاد دلادے جو محبوب کے ساتھ کئے تھے۔

■ محبوب نے اس حال میں رات بسر کی کہ قوم کے باقی لوگ یا تو سو گئے تھے یا آرام کر رہے تھے۔
■ اس کے فراق اور دوری کے بعد میری آنکھ کبھی نہ جھپکی اور جہاں ہماری ملاقات ہوئی تھی اس جگہ کا خیال کبھی دل سے نہ نکلا۔

■ کاش میرے اور اُس کے درمیان محبت نہ ہوئی ہوگی، اور کاش ہم محبت کی رستی میں نہ بندھے ہوتے۔
■ ہم نے اس طرح زندگی بسر کی کہ جدائی کی آنکھ جاگنے والی تھی، قلب کشمکش میں مبتلا تھا اور زمانہ غفلت میں تھا۔

■ غم و اندوہ کے بادل چھٹنے والے تھے اور صبح ستاروں کی طرح روشن تھا۔
■ قبیلے اکٹھے ہونے والے ہیں اور عہد و پیمان کی تجدید ہونے والی ہے، اور بکھرے ہوئے کام اور متفرق امور جمع ہونے والے ہیں۔

■ یہاں تک کہ جدائی اور فراق کے کوؤں نے کوچ کیا اور صبح سویرے بھورے رنگ کے اونٹ وادیِ قند سے روانہ ہو گئے۔

■ جب قافلہ کے لوگ روانہ ہوئے تو ہر تھکے ماندے اور تازہ دم کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار نظر آرہے تھے۔
■ گویا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وادیِ لوی تک پہنچتے پہنچتے ان کا باہمی تعلق ختم ہو گیا تھا اور ان میں پہلے سے کوئی آشنائی نہ تھی۔

■ قافلہ کی روانگی کے بعد ان کی باتوں اور داستانوں نے لوگوں کے کانوں میں صلاوت اور شیرینی گھول دی۔

• قافلہ تو چلا گیا۔ مگر صرف ایک متنفس باقی رہ گیا جیسے تلوار بغیر میان کے رہ باقی ہے۔

■ وادی لوی کی راتوں کے بعد اب کوئی عیش و مسرت باقی نہیں رہی، اور اب اس وادی کی طرف پہنچنا میری ہمت و اختیار سے باہر ہے۔

■ محبوبہ اور اس کی سہیلیوں کے ذکر کو رہنے دو! اب میرے سردار اور سید مختار کی طرف کوچ کر!

■ دنیا و آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی میرا ماویٰ و ملجا نہیں ہے۔

• جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کرنے والے ہیں، مہربانی کرنے والے ہیں، رحیم ہیں، سردار ہیں، پیشوا ہیں، سائل پر کثادگی اور فراخی کرنے والے ہیں، اور بخشش کرنے والے ہیں۔

■ ہر حال میں، ہر صورت میں اور ہر کبیر و صغیر پر بخشش اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

• علم کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ظلم کے ساتھ متصف ہیں، لطف و کرم میں لپٹے ہوئے ہیں اور بھلائی پر تکبیر کئے ہوئے ہیں۔

■ اچھی عادتوں کے حامل ہیں اور نرمی کا سرمہ لگائے ہوئے ہیں، حق کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور سچائی میں منفرد ہیں۔

■ شریعت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں، دین کے معاملہ میں سزا دینے والے ہیں، اللہ کے لئے کوشش کرنے والے ہیں اور دہر کام میں اللہ ہی کی خوشنودی کا ارادہ کرنے والے ہیں۔

■ فقر پر فخر کرنے والے ہیں، زہد کے لئے اپنے کو تیار کرنے والے ہیں، شکر کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ حمد کے لئے اپنے کو راہ چیزوں سے خالی کرنے والے ہیں۔

■ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں، خطیب ہیں، معظّم و مکرم ہیں اور دشوار چیزوں کو سہل اور آسان کرنے والے ہیں۔

• انصاف ان کی سیرت ہے اور فضل و کرم ان کی عادت ہے، اور عیش و فراخی اور سیہ مانگی دونوں حالتوں میں خرچ اور ایثار کرنا ان کی طبیعت ہے۔

ومن تلك القصيدة (۴۱)

■ اے تمام موجود اور آنے والے لوگوں سے افضل، اور تمام آزاد اور غلام لوگوں سے زیادہ بلند اخلاق۔

- میں اپنی رُوح، مشاقِ دل، مال و دولت اور اہل و عیال سمیت تجھ پر فدا ہوں۔
- تحقیق دُوری نے مجھے میری منزل اور مقصود سے روک دیا، اور اے میرے سردار۔ تجھ سے ملنے کا شوق مجھ میں اور کبھی نہ پاؤں ہو گیا۔
- اے میری زندگی، اے میری رُوح، اے میرے جسم، اے میرے دل، اے میری نِشست اور اے میرے اعضاء۔ کیا یہ درختوں کے بکھرے ہوئے اور اُن جانے پتے نجد اور حجاز کی طرف رہ نمائی کرنے میں ہمارے ساتھ دھوکہ کریں گے؟
- اور کیا ہم اپنے احباب اور گھر والوں سے صبح تک بات چیت کریں گے اور ان کے دامنِ شوق کو کھینچیں گے!
- جس سرزمین اور وادی میں ہم آ رہے ہیں وہاں ہم اجتماع کی اُمید کرتے ہیں۔
- اے میرے آقا۔! مجھ پر لطف و کرم اور شفقت و عنایت کیجئے، آپ کے سوا میرا مولا اور مددگار کون ہے!
- میں اللہ کی مدد طلب کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے دنیا کی حرص و ہوس سے محفوظ رکھے!
- اے پروردگار! تو حضور علیہ السلام پر جو نبی برحق ہیں ہمیشہ صلوٰۃ و سلامتی نازل فرما!
- جن کا نام نامی محمد اور احمد ہے۔ جو اپنی اُمت کو بالکل ٹھیک اور سیدھے راستہ پر چلانے والے ہیں۔
- آپ کے صحابہ اور آپ کے آل و ازواج کی محبت اور اُن کا ذکر ہر خلوت و جلوت میں میرا محبوب مشغلہ ہو۔

۱۲۔ احمد حنیفی بیجاپوری

۲۲ ربیع الاول ۱۲۲۳ھ

الشیخ الصالح "احمد بن ابوالواحد" علمائے عالمین اور حضرت ابوالقاسم حنیف لعل آبادی کی اولاد سے تھے۔ بیجاپور کے لواحق قریہ کر بجلی وطن تھا اور وہیں مدت الحمدیں دیا۔ جس میں بے شمار افراد نے ان سے فیض حاصل کیا۔ (تاریخ دکن)

۱۳۔ شیخ احمد گجراتی

۱۰ ماہ شوال ۱۲۲۳ھ

الشیخ الصالح "احمد بن ابوالواحد المشہور بہ احمد حجت" ممتاز علما سے ہیں۔ شریعت و طریقت دونوں میں شیخ احمد کھتوی گجراتی سے اکتساب کیا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے حتیٰ کہ شیخوخیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور آپ سے بے شمار افراد مستفید ہوئے۔ شرفتن گجرات میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے (تاریخ دکن)

۱۴۔ احمد بن ابوالواحد قزوینی

(العبد محمود شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل "احمد قزوینی سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد میں مشہور اکابر سے تھے۔ سلطان غیاث الدین محمود نے انہیں سیف الدین غوری کی عہد ۷۹۹ھ میں وکالت مطلقہ پر فائز کیا اور اسی سند میں اس منصب سے معزول کیا۔ مگر سلطان احمد شاہ یا اس کے ولی عہد علاء الدین بہمنی کے عہد میں وکالت عظمیٰ پر فائز ہوئے۔ آپ اکابر علما میں سے تھے۔

۱۵۔ احمد شاہ گجراتی

م ۱۲۵۰ھ

الملك المويده۔ احمد بن مظفر گجراتی۔ كينت ابو الفضل۔

مسلمان صلح ۹۳۰ھ میں اپنے دادا کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ان کی وصیت کے مطابق دادا کی رحلت پر ۱۲۵۰ھ میں نام سلطنت ہاتھیں لی انہوں نے اپنے عہد حکومت میں عدل و احسان کا دامن وسیع کر دیا۔ کئی شہر اور قلعے فتح کیے۔ کفار سے جنگیں لڑیں اور ان پر فتح حاصل کی۔ گجرات میں ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام احمد آباد رکھا اور اسے اپنا دار السلطنت مقرر کر لیا۔ اس شہر میں کئی سر فہرست تعمیر کرائیں۔ زراعت کو ترقی دی۔ ریاست کا کام چلانے کے لیے سربراہ آوردہ عمائدین مقرر کیے۔ جن سے سلطنت کی بساط نہایت عمدہ انداز پر چھ گئی۔ تمام عالم اسلام کے سربراہ آوردہ علماء کرام احمد آباد تشریف لے آئے۔ اور فکر دنیا سے بے نیاز ہو کر عہدہ مضامین میں مشغول ہوئے۔

ان سے حضرات میں شیخ الامام بدر الدین محمد بن البرکبر دامینی ہیں جنہوں نے سلطان کے لئے ابن مالک کی کتاب شرح التسمیل قلم بند کی اور مصابیح الجامع جو صحیح بخاری کی شرح ہے اور عین الحیوة جو دارمی تصنیف میری کی کتاب حیوة الجیوان کا اختصار ہے پیری ہے معنی اللیب کی شرح تحفۃ الغریب تصنیف کیں۔

باغ دنیا کی صرف ۳۲ بہاریں دیکھیں۔ مرآۃ سکندری

۱۔ ان کے سوا اور ایسی کئی کتابیں ہیں جو امام دامینی کے ترجمہ ۸۷۱ھ میں مذکور ہیں۔

۱۶۔ شیخ احمد بن محمود نہروانی

محرم سنہ ۸۰۰ھ

”الشیخ الصالح“ الفقیہ احمد بن محمود الحسینی العریضی نہروانی گجراتی مشایخ چشتیہ سے ہیں۔ مولد گجرات ہے۔ اپنے عم محترم شیخ حسین بن عمر العریضی عیناث پوری ثم گجراتی سے پڑھا۔ اور ان کی خدمت میں مدت تک ملازم رہے۔ طریقت بھی ان ہی سے حاصل کی۔ ان کی رحلت کے بعد ان کی نیابت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

صاحب وجد و محال تھے۔ عالم و جدی میں واصل بحق ہوئے۔ نہروانی میں اپنے عم ممدوح کے مزار کے ساتھ ہی دفن ہوئے (گلزار الابراہم)

۱۷۔ شیخ احمد بن یعقوب البتی

”الشیخ الصالح“ الفقیہ جلال الدین ابن احمد بن یعقوب بن محمود بن سلیمان البتی علم و فضل اور زہد و پارسائی میں عظیم التظیر تھے۔ طریقت میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد حسینی بخاری اچی سے مستفیض ہوئے۔ ان سے کتاب متفق النظم — اور — الشفافی حقوق المصطفیٰ مولفہ قاضی عیاض نے ان سے روایت بھی کی اور احادیث میں کتاب ”الفوائد الجلالیہ“ لکھی۔ جو نواب نورا الحسن خاں سپر نواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں ہے۔
ان کی وفات کا کچھ علم نہیں۔

۱۔ نواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں سے جو کتابیں نورا الحسن خاں صاحب کو ملیں کچھ تو ان سے یا ان طریقت نے چھپٹ لیں جو اس تاخت سے بچ گئیں وہ بشمول حصہ نواب علی حسن خاں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں وقف کر دی گئیں۔ ان کی فہرست کتب خانہ میں علیحدہ ہے جو راقم نے دیکھی ہے

۱۸۔ شیخ احمد ابن ابوالاحمد مانیکپوری

م ۸۹۹ھ

السید الشریف۔ احمد بن ابوالاحمد مانیک پوری المشہور بہ شاہ جہاں ۸۹۹ھ میں مانیک پور میں پیدا ہوئے اور سن رشد میں اپنی (سندھ) آکر شیخ صدر الدین بخاری سے طریقت حاصل کی۔ اور پھر حج کے قصد سے روانہ ہوئے۔ تو تجربات آکر رک گئے اور شادی کر لی پندرہ ماہ قیام کے بعد ہجرت سے پھر زیارت حرمین کا ارادہ کیا۔ اور ۱۲ سال تک حجاز میں قیام کیا۔ اس اثنا میں ۱۲ حج کیے۔ پھر ہندوستان واپس آ گئے اور نہروالہ میں مقیم ہوئے۔ حتیٰ کہ اس اثنا میں ۹ ذوالحجہ میں یہیں آسودۂ خاں ہوئے ان کے مستشرقین میں سے ایک صاحب نے انہی کے قول "وارث امام علی" سے ان کا سن وفات مستخرج کیا اور "وارث امام" سے سنہ ولادت اور علی کے لفظ سے ان کی مدت عمر (مرآۃ احمدی)۔

۱۹۔ شیخ شہاب الدین الکتھوی

۱۲۱۹ھ

الشیخ الصالح الفقیہ الزلید "شہاب الدین احمد بن عبد اللہ الکتھوی السمرجی ہندوستان کھر میں ممتاز و سرخیل علماء سے تھے۔ مولد قریہ کھتو درلواچ ناگ پور اور سال ولادت ۱۲۱۹ھ ہے شیخ اسحاق مغربی کی نگرانی میں پیر و ان چڑھے اور گونا گوں مسائل سے بہرہ ور ہوئے ان کی خدمت میں ان کی بھلت نکلتی ان سے فرقہ خلافت ارزانی ہوا۔ سمندر کے راستے زیارت حرمین کے لئے تندرہ حال فرمایا واپسی پر حجاز ہی سے کھٹو کا ارادہ کر لیا۔ یہاں سے بخارا تشریف لے گئے اور واپسی پر ۱۲۸۲ھ میں گجرات تشریف لائے۔ گجرات کے بادشاہ فیروز شاہ اپنے اور ان کے زمانہ قیام دہلی میں شیخ محدود سے متعارف تھا۔ کہ وہ اس دور میں فیروز شاہ کے اراکین سلطنت میں تھے۔ بادشاہ نے شیخ کو قریہ کھتو میں اقامت کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں اراکین میں وجاہت

حاصل ہو گئی اور محدود عوام معاصر بادشاہوں اور امرا میں مقبول ہو گئے۔ احمد شاہ گجراتی نے ان کی بیعت کر لی اور آپ نے سرکھج سے ۲ میل پر ایک بستی احمد آباد کے نام آباد کی شیخ کے طفوتاً کو محمود بن سعید ریجی نے تحفۃ المجالس کے نام سے یکجا کر لئے جن میں سے ایک واقعہ درج ذیل ہے :-

جب میں سمرقند پہنچا تو برائی بستی میں دو در پر میرا معمول کسی مسجد میں جانا تھا۔ سمرقند کی جس مسجد میں گیا، دیکھا کہ ایک استاد کے حضور کئی طلبہ حلقہ کیے سبق پڑھ رہے ہیں۔ اس لمحہ میرے تن کے کپڑے بوسیدہ اور سر پر لبنیر عمامہ کے ایک ٹوپی تھی۔ میں جوتوں والی جگہ میں بیٹھ گیا۔ استاد کے سامنے حجامی پڑھی جا رہی تھی ٹھٹھنے والا بار بار براعرابی غلطیاں کرتا۔ استاد صاحب سنتے اور کسی غلطی پر تنبیہ نہ فرماتے۔

میں سرکنا ہوا حلقہ میں در آیا۔ استاد نے دیکھا تو مجھے اپنے قریب بلا لیا۔ اور مہربانی سے پیش آیا۔ استاد نے مجھ سے اصول فقہ میں چند سوال کیے جن کے صحیح جواب پا کر فرمایا :-
 ”اس نجر علمی کے باوجود آپ کتنا بوسیدہ لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں حتیٰ کہ سر کی ٹوپی بھی جا بجا سے شق ہے۔“

میں نے عرض کیا :- ”علم بجائے خود قابلِ فخر و مباہلات ہے۔ اگر میں ایسے علم کے ساتھ لباسِ فاخرہ زیب تن کر لوں تو میرے لہسن میں فنا کا بھیر کر میرے اخلاقِ خراب کر دے گا۔“

شیخ نے ایک رسالہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھا۔ جس کی شرح ابو حامد اسماعیل ابن ہبراہیم نے کی اور عبداللہ محمد بن عمر آصفی گجراتی نے تاریخِ گجرات میں شیخ کا سولہ وفات اور عمر بہرہ امور ان الفاظ میں قلم بند کیے ہیں۔

مولد کھنوا از لواج ناگ پور

سال ولادت ۱۲۷۹ھ

وفات در ماہ شوال ۱۴۱۹ھ

قریہ سرکھچ میں واصل بحق ہوئے۔

ابو حامد ممدوح نے شیخ کا جو مرثیہ لکھا اس کا مطلع ہے۔

نحن بحالطین وھو مثل جبال

ان ذیاً لنا اتم ببال

اور تاریخ وفات میں یہ شعر!

سكان دال یاء من الشوال!

طاوہمید علی ثمان مئات

اور ان کی عمر پر یہ شعر!

مات یوم الخمیس قبل الزوال!

عمرہ دنا علی اند قطب

ابو حامد آصفی ممدوح لکھتے ہیں کہ شیخ کی رحلت پر ایک شاعر نے سلطان محمد ابن احمد

کے دربار میں جو مرثیہ پڑھا اس کے دو شعر یہ ہیں۔

چو شیخ احمد امام دین و دنیا سوی فردوس می شد خرم و شاد

فلک می گفت در تاریخ آں سال شہ عالم محمد را بقا باد!

۲۔ قاضی احمد ابن عمر دولت آبادی

۱۲۵۹ھ

الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة احمد بن عمر الزادی قاضی القضاة، ملک العلماء، شہاب

الدین بن سمنش الدین۔ دولت آبادی۔ ہندوستان کے ائمہ دین سے تھے۔ صاحب تذکرہ

۷۔ دیں ہجری کے بعد دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے۔ مولانا خواجگی دہوی

اور قاضی عبدالمقتر ابن رکن الدین شترکی الکندی سے پڑھا۔ نہ صرف فقہ و اصول اور ادب میں

ممتاز اقران تھے بلکہ کسی علم میں بھی ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

انصے کی ذہانت رسانی اور ادراک تنہم، قوتِ ملاحظہ میں انہماک

نہ تو مطالعہ سے سیر ہوتے۔ نہ علمی مشاغل ان کو تھکاتے اور نہ بحث و نقد

میں گھبراتے۔

ایک مرتبہ قاضی عبدالقادر ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے جانے کے

بعد قاضی صاحب نے فرمایا "میرے پاس ایسا شخص آیا جس کا گوشت پوست اور استخوان سب علم ہی علم تھا۔"

جب مولانا خواجگی کی خدمت میں رہنے لگے اور مولانا دہلی سے کالپی آئے تو آپ

بھی استاد کے ہم رکاب تھے۔ مگر چند روز کالپی رہنے کے بعد جون پور تشریف لے گئے۔

جہاں ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہوا۔ اور جب سلطان ابراہیم شرقی نے

آپ سے ملاقات کی تو قاضی احمد نے جون پور ہی میں طرح اقامت ڈال دی۔ سلطان ممدوح

کی ملاقات کے لیے دربار میں تشریف لے جاتے تو آپ کے لیے ایسی کرسی پیش کی جاتی

جس کرسی کے پائے چاندی کے تھے۔

قاضی محمد بن قاسم ابن غلام علی بیجاپوری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

ایک مرتبہ قاضی صاحب ممدوح صاحب فراش ہوئے تو سلطان ابراہیم ممدوح بنفسہ عیادت

کے لیے تشریف لائے۔ سلطان نے عبادت گزاروں سے پانی طلب کیا اور برتن دیا مگر

میں لے کر قاضی صاحب کے سر پر پانی کا قدرح سات مرتبہ طواف کرائے کے بعد یہ دعا کی:-

اللہم ان قدرت لہ موقفا صوفہ عنہ الیٰ ۛ

الہی اگر تو نے قاضی کے لیے موت مقدر ہی فرمادی ہے تو اس

کی بجائے موت میری طرف پھرا دے۔

مضامین:- قاضی احمد صاحب نے کئی کتابیں لکھیں جو عربی و فارسی میں بہت مقبول

ہوئیں۔

(۱) شرح کافیہ ابن حاجب :- چلی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ اس شرح پر مولانا الفاضل میان اللہ جون پوری نے حاشیہ لکھا "مگر صحیح یہ ہے کہ میاں اللہ جون پوری نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔

(۲) شرح الہندی حاشیہ للتوقانی و گادرونی اور غیاث الدین منصور شیرازی — بر حاشیہ

(۳) ارشاد :- بخیر نہایت عمدہ کتاب ہے "اولہ الحمد للہ کما یجب ویرضی الخ"

(۴) معافیہ :- ارشاد کے آخر میں ہے۔

(۵) شرح بزردی :- در اصول فقہ تاجت امر مصنفہ الشیخ محمد بن علی جون پوری۔

(۶) دولت آبادی کی تفسیر القرآن پر فارسی میں حاشیہ لعنوان البحر المورج !

(۷) حاشیہ قصیدہ بابت سجاد

(۸) حاشیہ قصیدہ برودہ

(۹) رسالہ فی تقسیم العلوم (درفاری)

(۱۰) مناقب السادات (درفاری)

(۱۱) ہدایۃ السعاد (درفاری)

(۱۲) رسالہ فی الحقیقۃ الاسلامیہ

اور دیگر تصنیفات —

انص کے رسالہ نمبر ایک (شرح کافیہ ابن حاجب) پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے

اپنی کتاب اخبار الفضلاء میں لکھا ہے :-

تنقیح المسائل میں ان کی لکھی ہوئی کافیہ ابن حاجب کی شرح ان کی تمام تصنیفات سے اچھی

اور ان کی تفسیر البحر المورج (نمبر ۶) پر شاہ صاحب مجدد فرماتے ہیں :-

فانہ تجسم فیہ رعایۃ السیج فاضطر الی ایوار الفاظ و عبارات ہی حشر فی الکلام

الاطائل محتھا ومع ذلك فانه محتاب نافع مفید فی الجملة محتاج الی التفتیح والتہذیب
 داس میں مصنف شوکت الفاظ کی ترنگ میں سبج عبارت تک آپہنچا جس سے بعض
 مقامات میں حشو و زاید کے ساتھ لاطائل باتیں بھی آگئیں۔ مگر یہ کتاب نافع اور فی الجملة مفید
 ہے۔ اگرچہ تنقیح و تہذیب کی محتاج بھی ہے)

ان کی کتاب البحر الموانج کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تراکیب نحوی اور وجودی
 متصل کو کمال بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں ہے۔
 وفات :- شہر جون پوری میں ہوئی اور جامع مسجد سلطان ابراہیم کے جنوبی گوشے
 میں سپرد خاک ہوئے تاریخ ۲۵ رجب ۱۲۶۹ھ ہے۔

۲۔ قاضی احمد بن محمد جوہری

۱۱۷۱-۱۲۶۹ھ

«الشیخ العالم الکبیر العلما» احمد بن محمد حنفی گیلانی لقب قاضی نظام الدین جون پوری۔
 حنفیہ کے فقہائے کبار سے تھے۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب عرب سے تشریف
 لائے اور گجرات دکن میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہاں قاضی نظام الدین احمد بن محمد پیدا ہوئے۔
 اور بڑے ہوئے پر مشہور و ممتاز اساتذہ سے پڑھا۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ میں مہارت حاصل
 کر کے اکابر علماء کی صف میں آگئے۔ پھر جون پور تشریف لائے اور سلطان ابراہیم شرفی نے
 آپ کو جون پور کا قاضی مقرر کر کے العادات شاہی سے نوازا اور قدر و منزلت سے ممتاز کیا۔
 مصنفات :- «فتاویٰ الابرار» شاہیہ سے جس میں حنفی مسلک کے مطابق فتوے ہیں علامہ چلی نے
 کشف الطنون میں لکھا ہے۔

ہو کتاب کبیر من افخر الکتب کتباوی قاضی خاں، جمعه من مائۃ و ستین^{۱۶}

للسلطان ابراہیم شاہ اولیٰ «الحمد للہ الذی رفع منار العلم و اعلیٰ مقدارا» انتہی

(وہ فتاویٰ قاضی خاں کی مانند بڑی جلیل القدر کتاب ہے، جسے
مؤلف نے (۱۴۰) کتابوں سے اخذ کیا اور بادشاہ ابراہیم شاہ
کے لیے لکھی اس کا حرف اول ہے "الحمد للہ الذی رفع مندر
العلم و اعلیٰ مقداره)

انص کی قبر قریہ چامپ پور لواح جون پور میں ہے (بحوالہ تجلی لوز)

۲۲۔ شیخ احمد بن عبد اللہ شیرازی

"الشیخ العالم المحدث الصوفی السیاح" احمد بن عبد اللہ ابن ابو الفتوح ابن ابو الخیر بن

عبد القادر الحکیم — طاووسی شیرازی — اور لقب ہے نور الدین ابو الفتوح جو
مشہور رجال علم و معرفت سے تھے۔

اساتذہ :- سید شریف زین الدین علی جرجانی وغیرہ۔ ان کے بعد شیخ سمش الدین

محمد بن جزری — اور محمد الدین فیروز آبادی —

صحیح بخاری میں ان کے شیوخ یہ ہیں۔

(۱) شیخ معمر بابا یوسف بروہی المشہور بہ صد سالہ (یعنی معمر بہ ۳۰۰ سال)

(۲) محمد بن شاذلی بخت فرغانی جو بجائے خود ان معمرین کے شاگرد تھے۔

۳) ابو القیمان یحییٰ بن عمار بن مقبل ابن شاہل النخلافی سمرقندی (۱۲۲) سالہ عمر

ب :- جنہوں نے — محمد بن یوسف حنیری سے اور انہوں نے امام بخاری

(محمد بن اسمعیل) سے سماعت کی۔ اور شکوۃ المصابیح (حافظ دلی الدین ابو عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ ابن الخطیب تبریزی) میں شیوخ حسب ذیل سے پڑھا۔

شیخ شرف الدین عبد الرحیم بن عبد الکریم الجرجانی کہ شاگرد ہیں شیخ امام الدین علی بن

مبارک شاہ صدیقی ساوچی کے جو شاگرد ہیں۔ مؤلف شکوۃ کے۔ یہ تو حدیث کے اسناد ہیں،

اب ان کے خرقہ ہائے لقنوں کے شیوخ لکھے جاتے ہیں۔

در طریقہ سہروردیہ :- زین الدین البرکرخوانی کہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن قریشی بھیری کے جو ان حضرات سے سرشارین تھے۔

۱۔ شیخ جمال الدین ابن یوسف بن عبداللہ کورانی

۲۔ شیخ نجم الدین محمود بن سعد اللہ صفہانی

ج : شیخ نجیب الدین علی بن برغش شیرازی

د : شیخ شہاب الدین عمر سہروردی امام طریقہ سہروردیہ۔

شیخ تقی الدین محمد الخنجی جو مرید ہیں

در طریقہ کبیریہ :- (۱) اپنے عم بزرگوار شیخ جمال الدین ابراہیم ابن عبدالسلام کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد گرامی شیخ امین الدین عبدالسلام الخنجی کے اور یہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی کے۔

۲۔ شیخ جمال الدین السید یحییٰ سبحانی سے جو مرید ہیں شیخ شرف الدین الحسن بن عبداللہ غوری کے جو مرید ہیں شیخ رکن الدین ابوالکلام احمد بن محمد بن احمد البیانکی المعروف بہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کے جو مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی مذکور (درجہ) کے۔

ج : احمد جوزقانی جو مرید ہیں شیخ رضی الدین علی بن سعید عبدالجلیل جوینی المعروف بہ بلال جو مرید ہیں صاحب طریقہ نجم الدین ابوالجناہ احمد بن عمر خونی المشہور بہ کبریٰ کے۔

در خرقہ طاووسیہ :- شیخ محمد بن علی ملاسانی جو مرید ہیں شیخ کمال الدین کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد ابراہیم کے یہ مرید ہیں اپنے والد الفقیہ احمد کے جو مرید ہیں شیخ بابا حسین السیرجانی کے جو مرید ہیں شیخ محمد کندہ کبش حیرہ کے یہ مرید ہیں خواجہ محمد جوش بابا کے اور یہ مرید ہیں بابا نعمت اللہ سازبادی کے جو مرید ہیں شیخ

محمد خواجگان کے اور یہ مرید ہیں شیخ عبدالرحیم اصطخری کے جو مرید تھے شیخ ابوالخیر اقبال الشہیر
بہ طاووس الحرمین کے اور یہ تھے مرید شیخ ابوالحسن سروانی کے جو مسترشد تھے حضرت جنید
بخرادی کے۔

شیخ نظام الدین ابراہیم حسینی گادرونی — جو مرید تھے شیخ
در خرقہ مہندیہ سید الدین گادرونی کے اور یہ مرید ہیں رکن الدین ابوالمنصور کے
جو مسترشد تھے اپنے والد صدر الدین مظفر کے جو مرید ہوئے سمش الدین عمر ترکی کے اور یہ مسترشد
تھے ابوالفضل عبد المنعم کے جو مرید تھے اپنے دادا ابوالفتح کے اور یہ مرید تھے اپنے والد
ابوسعید بن ابوالخیر کے جو مسترشد تھے ابوالفضل بن ابوالحسن سرخی کے جو مرید تھے ابوالضرار
کے اور یہ مرید ہیں ابو محمد رلتش کے جو مسترشد ہیں حضرت جنید بخرادی کے۔

سید الکبیر نور الدین نعمت اللہ الحسینی کہ مرید تھے
در طریقہ نعمت اللمبتہ میں شیخ عبدالشہاب میکی کے جو مرید تھے عبداللہ یافعی میکی کے
سید شریف زین الدین علی الجرجانی مرید شیخ علاء الدین عطار
در طریقہ نقشبندیہ جو مسترشد تھے محمد بہاء الدین نقشبندی امام طریقہ
نقشبندیہ کے۔

اور صاحب ترحید نے خرقہ کن کن مریدوں کو عطا فرماتے؟
۱۔ شیخ عبداللہ بن محمود حسینی بخاری گجراتی اور ان کے پوتے (۲) سید سببہ اللہ بن عطاء اللہ

الحسینی الشیرازی وغیرہ بے شمار حضرات

اور حدیث میں آپ کے قلامدہ

۱۱۔ تاج الدین ابن عبدالرحمن ابن مسعود ابن محمد مرشدی گادرونی۔

۱۲۔ علامہ علاء الدین ابوالعباس احمد بن محمد نروانی جو والد ہیں شیخ قطب الدین محمد نروانی

مفتی مکہ۔

(۳) - اور صاحب ترجمہ کے صاحب زادہ صیۃ الدین الحسینی شیرازی مذکور وغیرہ
بے شمار حضرات۔

مضامین :- متعدد نافع مضامین ہیں، اہل جملہ رسالہ جمع الفرق لرفع الخرق (جس کا
تذکرہ شیخ صفی الدین احمد قشاشی مدنی نے اپنی تالیف السطح المجید میں فرمایا۔

۲۳۔ شیخ احمد بن عمر پنڈوی

۲۱ ذیقعد ۱۸۱۸ھ (مدفن پنڈوہ)

«الشیخ العالم الفقیہ الزاہد» لڑالین احمد بن عمر بن اسعد اللابوری الپنڈوی المعروف المشہور
بنور الحق و قطب العالم کہ اولیاء سالکین، اصحاب ریاضت و مجاہدات سے تھے۔ قریہ پنڈوہ
مولد اور یہیں پر واپس پڑھے۔

اساتذہ :- حمید الدین احمد الحسینی الناکوری مدفن بہ موضع پنڈوہ۔

اور شیوخ و رفقاء :- آپ کے والد ماجد عمر بن اسعد جن کی خدمت میں برسوں
رہے۔ بعد اس طرح اپنے رب سے وابستہ ہوئے کہ عفاف و قناعت اور نفس کی شکستگی
شیوہ ہی ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے وابستہ فقر کی خدمت گزاری میں اس
قدر انہماک برتا کہ مسلسل ۸ سال تک مٹی کے لیے ایندھن کاٹ کر لاتے رہے۔ ادھر ان کا بڑا بھائی
اعظم خاں وزیر تھا جو ان کا بڑا بھائی خیر خواہ تھا۔ صاحب ترجمہ نے ایک عرصہ تک فقراء
کے بیت الخلاء صاف کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لئے رکھی ایک دفعہ ایک بیت الخلاء کے
باہر جھاڑو دے رہے تھے کہ لا علمی میں ایک شخص نے ان پر پاخانہ پھینک دیا۔ لیکن

انہوں نے پھر بھی آواز نہ دی کہ کہیں شرمندہ نہ ہو۔

۱۔ پنڈوہ قریہ ہے مالہ (بنگال میں) کبھی بہت آباد تھا اور اب بالکل برباد ہے۔ (مستحکم الامکنہ)

وہ اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے۔
 انصے کے مرید :- حمام الدین مانک پوری اور ان کے ماسوا بے شمار حضرات ہیں۔
 مصانینف :- اپنے مریدوں کی طرف مکاتیب کے علاوہ مولنس الفقرا و تذکار فقرا و
 اسفخاں آن ہا — دوسری کتاب انیس الخریا ہے۔

صاحب ترجمہ کے بعض اقوال

- ۱۔ اگر مال آگیا تو میں ایثار برتوں گا۔ اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دوں گا۔
- ۲۔ ہر کہ دعوت لے کند کہ بجائے رسیدیم اونا رسیدہ است۔
 اور انصے کے خطوط کے بعض جملے :-
- ۳۔ بے پارہ عزتیں توڑ مسکین عمر بباد دلوں دلہائے معذور نیافتہ!
- ۴۔ دور تیر حیرت و میدان مسرت چل گوسے سرگرداں شدہ!
- ۵۔ ہجہ شب بزاریم کہ صبا نداد لبوئے
 ندمید صبح بختم چہ گنہ نہم صبارا
- ۶۔ عمر از ۴۰ سال گزشتہ و تیر از شست جہتہ و از شرفش امارہ ساعت نرسۃ جز باد
 بردست و آتش در جگر و آب در دیدہ و خاک بر سر نہ پیوستہ۔ جز ندامت و خجالت و شکرت
- ۷۔ دینہ در و آہ پاکر نیمی نہ!
- ۸۔ درد را باش! اسے برادر درد را۔
- ۹۔ دل مروان دیں پر درد باید ز محنت فرق نشان پر گرد باید
 انصے کے مکاتیب کے بعض جملے!
- ۱۰۔ عوام در طہارت ظاہر کو شند و خواص در طہارت باطن! از حق لعلائے ندا آید۔

عبدی طہورت منظر الخلاق سینہ چل طہورت منظری ساعت
 اسے میرے بندے! تو لوگوں کے دیکھنے کے مقام تو پاک رکھے ربے مگر میرے
 دیکھنے کا مقام ایک ساعت کے لیے بھی پاک نہ رکھا۔
 اذیت عورت طہارت ظاہر بخروج حدت بشکند و طہارت باطن
 بیاد حدت بشکند۔

دلوں نے اپنی عمر ختم کر دی۔ ظاہری طہارت میں کہ حدت ظاہری ہو گیا۔ مگر طہارت
 باطنی اسے حدت کی یاد میں کھو دی۔ (بحوالہ گنج ارشدی)

۱۲۔ شیخ احمد بن محمد راجپوری

۱۵ صفر ۹۲۰ھ

الشیخ الکبیر احمد بن محمد بن علی بن خضر حسینی رائے پوری۔
 لقب شمس الدین بن جلال الدین (یہ ان کے والد محمد بن علی کا لقب ہے) اولیائے کبار
 سے ہیں۔ شہر گڑگے (اڑنواہی بجالپور دکن) میں پیدا ہوئے۔
 اساتذہ :-

اپنے والد سے برسوں استفادہ کرتے رہے۔ ابتداً زائل رائے پور شریف، لاگر طرح وطن
 وال دی۔ ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد نے اسلام قبول کیا۔ شہر رائے پور ہی میں سپرد
 خاک ہوئے۔

۱۵۔ شیخ اسحاق ابن بہرام الہی

السید الشریف اسحق بن بہرام بن محمد الحسینی البخاری الہی۔ اپنے دور کے معروف شیوخ سے
 ہیں۔ ان کا نسب جلال الدین حسین بن علی الحسینی البخاری تک تین واسطوں سے پہنچتا ہے۔

مولد و منشا: شہر راج ہے۔ یہیں درسیات پڑھیں اور طریقت میں اپنے ماموں
شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے مستفیض ہوئے اور ان کی خدمت میں برسوں تک
شرف ملازمت حاصل ہوا۔ پھر آپ کے شیخ نے آپ کو سہارن پور ۱۲۸۲ھ میں مزید تکمیل علم
کے لیے بھیجا۔ اور تکمیل کے بعد آپ سہارن پور ہی میں برسوں درس و افتادہ میں مصروف رہے۔
قلامذہ: شیخ عبدالکریم و عبدالرزاق و عبدالخزیز و عبدالباقی و عبدالغنی انہائے
خواجہ سالار الضاری کے علاوہ بے شمار افراد ہیں۔ ۱۲۹۰ھ میں سہارن پور ہی میں داعی مابل کو
لبیک کہا اور وہیں سپرد خاک ہوئے (بحوالہ مرآۃ جہاں نما)

۲۶۔ قاضی اسحاق مالوی

(لجہر سلطان محمود شاہ)

الشیخ العالم القاضی اسحاق بن الیاسحاق مالوی: ممتاز شیوخ چشتیہ سے ہیں۔
علاء الدین محمود شاہ مالوی سے الکتاب فیوض فرمایا۔ غزوات میں اللہ کی ذات سے برکت
سے حاصل کی جاتی۔ بادشاہ محمود کے عہد حکومت میں آسودہ لحد ہوئے (گلزار اللابرار)

۲۷۔ شیخ اجمل بن امجد جون پوری

۱۲۵۵ رمضان المبارک ۸۶۲ھ

(لجہر سلطان بہلول لودھی)

السیہ الشریف اجمل بن امجد بن علی الحسینی جونپوری، ہندوستان کے مشہور مشائخ طریقت

۱۔ مالوہ علاقہ اطیت مشتمل بر چند ہندو راجوؤں کے از نیچ و اجپین در تلام و جوارہ و دیواس
(معجم الاممکنہ و اکنون ماتحت بہ حکومت ہندوستان است) (مترجم)

سے بچتے۔ انہوں نے بلال الدین الحسین بن احمد بخاری الہیچ سے طریقت میں استفادہ فرمایا۔
اور شیخ نے ان کے لیے یہ دعا کی:-

پیر شوی! — میر شوی! — وزیر شوی! —

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال بے حساب اور خون پور کی قضاۃ عطا فرمائی۔
ان کا مولد شہر بھراچ ہے اور طریقہ مداری انہوں نے شیخ معمر بدیع الدین مدارکن پور
سے حاصل کیا۔ — ان کے مرید تھے مبارک ابن امجد شیخ بدھن اور بے شمار حضرات!
بلاد عرب میں ان کا طریقہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے واسطہ سے پہنچا۔ ایام ہولوں ابن کالا
لودھی میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

۲۸۔ سکندر بن قطب الدین کشمیری

۸۱۹ھ

(بادشاہ ہے بت شکنے)

الملک المومنین سکندر بن قطب الدین بن شاہ مرزا کشمیری۔ سلطان مجاہد جو اپنے والد
شاہ مرزا کی رحلت کے بعد ۹۶۷ھ میں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور تدریجاً سکون کے ساتھ
حکمرانی کی۔ اپنے لشکر تربت صغیر میں بھجوائے جنہوں نے قتال کے بعد اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ یہ
بادشاہ اہل علم کا محب تھا۔ انہیں دربار میں اپنے قریب جگہ دیتا۔ شیخ محمد بن علی حسینی سودانی سے
امور دینی میں مشورہ کرتا۔ اس نے ہندوستان کے سید بٹ کو اپنا وزیر مقرر کر لیا جو مسلمان ہو گیا تھا۔
اس نے تھے برہمنوں کا ایسا محاسبہ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ انہیں قشقہ لگانے اورستی
سے روک دیا۔ ان کے سونے چاندی کے بت توڑ کر سکے میں ڈھال دیے۔ وہ اپنے توبل
کی یہ بے چارگی دیکھ کر بے شمار بت پرست مسلمان ہو گئے اور جو اس راہ پر گامزن نہ ہو سکے
انہوں نے خود کشتی کر لی۔

الغرض اس نے بت شکنی اور مندروں کی تباہی میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا۔ کشمیر کے ایک بہت بڑے باغ بحر آرائی کے مندر میں مہاراجا کا بت نصب تھا۔ اس نے وہ بت خانہ بھی مسمار کر کے زمین سے ملا دیا۔ اس طرح وہاں کے شہر تروس پور کے مندر کا بھی ہی حشر کیا۔ جو تمام مندروں سے مضبوط تھا۔ ان وجوہ کی بنا پر اس کا لقب سکندر بت شن مشہور ہو گیا۔ اور اس نے شراب فروشی اور سیدو سلمان، دونوں سے محصول لینے پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح اس نے بائیس سال تک دار الحکومت دی اور ۸۱۹ء میں جنت الفردوس کی راہ لی۔
(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۹۔ قاضی اسماعیل اصفہانی

(بچہ سلطان محمود الکبیر)

۲۶ ربیع الاول ۸۶۵ھ

”الشیخ الفاضل“ قاضی اسماعیل بن عبد اللہ اصفہانی الکجراتی۔ فقہ و اصول میں یکتائے عہد تھے۔ عہد بچپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ گجرات تشریف لے آئے۔ اور اپنے والد کے سوا دوسرے علمائے گجرات سے بھی پڑھا۔ بھروج میں قاضی مقرر ہوئے۔ جہاں برسوں دلو الفاضل دیتے رہے۔ پھر بچہ سلطان محمود الکبیر احمد آباد کی قضاۃ تفریض ہوئی اور یہاں بھی سالہا سال تک اس منصب پر متمکن رہے۔ آپ نیک، عقیف اور دیندار تھے۔ طریقت میں آپ نے شیخ محمد بن عبد اللہ الحسینی الکجراتی سے فیض حاصل کیا آخر ۲۶ ربیع الاول کے روز کے روز آسودہ گرد ہوئے۔ (بحوالہ تاریخ دکن اصفی)

۳۰۔ شیخ اسماعیل بن الصغری دلولی

۱۳ ربیع الاول ۸۶۰ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ اسماعیل بن الصغری دلولی کنیت ابو المکارم مشہور بہ خطیب

لنمائی کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی نسل سے تھے۔

تاریخ ولادت ۱۲۔ ربیع الثانی ۸۷۷ھ ہے ان کے والد صفی الدین قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے بھی فیضان حاصل کیا۔ اور شیخ اسماعیل نے اپنے والد سے پڑھا۔ جنہوں نے ان کے لیے صرف کی مشہور کتاب دستور البندی تالیف کر دی۔ ان کی دوسری تصنیف کافیہ ابن حاجب کی شرح غایۃ المحققین ہے۔ وہ اپنے صاحبزادے کو ان امور کی تلقین کرتے۔

”کم کھاؤ اور کم سو۔“ آدھی رات کے وقت مطالعہ کرو کیونکہ رات کا مطالعہ قوت حافظہ میں اضافہ کا باعث ہے۔ دیکھو! علمائے سنیوں سے نہ بننا کیونکہ عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے کمان بے زہ۔ یا ایسا آئینہ جس پر صیقل نہ ہو۔

شیخ اسماعیل بے حد ذہین تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں علوم مروجہ سے فارغ ہو کر مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے علم کی دھاک ہر طبقہ میں تھی۔ وہ حجہ کا تمام دن ذکر الہی اور درس میں صرف کرتے اور ذرا دیر تک فتوے بھی لکھتے۔

انتقال ان کا بدھ کے روز ۱۳ ربیع الاول ۸۷۷ھ کو ہوا۔

۳۱۔ شیخ اشرف جہانگیر سمنانی

(دیکھئے از شایان وقت)

م ۲۸، محرم ۸۸۰ھ

”الشیخ الشریف العلامة العقیف“ اشرف بن ابراہیم الحسنی الحسینی السمنانی المشہور بہ

جہانگیر۔

مولد سمنان اپنے والد کے زیر سایہ پر ولان پڑھے اور شہزادوں کی مانند غار و نعمت میں سن رشتہ تک پہنچے۔ ساتوں قرأتوں میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درسیات کے لیے علمائے

عصر کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ چودہ سال کی عمر میں فراغ حاصل ہوا اور اس سال کی عمر میں اپنے والد کی بادشاہت سنبھالی۔ امور سلطنت سرانجام دینے کے ساتھ شیخ رکن الدین علاء الدین سمنانی کی بیعت کر لی۔ ان کے سوا اور بے شمار علماء و مشایخ سے استفادہ میں مشغول رہے۔ آخر ایک مدت کے بعد ۳۳ سال کی عمر میں سلطنت سے منہ موڑ کر اپنے برادر حقیقی محمد کو اپنا قائم مقام مقرر کر لیا اور خود سمنان سے ہندوستان کوچ کیا۔ شہراچ میں آکر رخت سفر کھولا۔ شیخ ملال الدین حسین ابن احمد البخاری کے متشرین میں شامل ہو گئے۔ پھر بہار کا ارادہ فرمایا اور شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کی پائے پوس کے لیے اس وقت موضع منیر میں پہنچے۔ جب ان کا جنازہ جاری ہوا۔ انہیں اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب آپ نے موضع پٹوہ (بنگال) کا رخ کر لیا اور یہاں شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری کی بیعت سے مفتخر ہوئے۔ انہوں نے خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔ اس وقفہ میں ان کی عمر کا ۲۷۔ وال سال تھا۔ یہاں آپ مسلسل ۱۴ سال تک رہے۔ جس کے بعد جون پور کا قصد فرمایا۔ جہاں کچھ مدت قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ کچھ چھوڑ کر طرح اقامت ڈال دی۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم و عارف اور سیاحت پیشہ تھے۔ عمر بھر متاہل نہ ہوئے سفر میں مشایخ کی زیارت سے ان کے افادت سے بہرہ مند ہوتے۔ کچھ چھوڑ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ نے عراق، عرب اور عراق شام کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں آپ نے کئی شیوخ کبار سے استفادہ کیا۔ ازال جملہ شیخ عبد الرزاق الکاشی سے فصوص — اور فتوحات اور الاصلاح الکبیر پڑھیں۔ دوسرے بزرگ شیخ بہاء الدین محمد نقشبندی بخاری ہیں۔ جن سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری تھے دوسری مرتبہ آپ نے پورے ربع سکون کا سفر کیا۔ اس سفر میں شیخ علی بن شہاب الحسینی بھی آپ کے ہم سفر

مصابیہ — (۱) اشرفیہ مختصر در نحو — (۲) تعلیقات علی ہدایہ (الفقہ) —

(۳) الفصول (مختصر فی اصول الفقہ) — (۴) شرح عوارف المعارف (۵) شرح علی الفصوص الحکم۔

- (۶) قواعد العقائد (در علم کلام) — (۷) اشرف الانساب (مختصر بحر الانساب) —
 (۸) بحر الانساب (در انساب و سیرت) — (۹) بحر اذکار — (۱۰) فوائد الاشرف —
 (۱۱) اشرف الفوائد — (۱۲) بشارۃ الذاکرين — (۱۳) تنبیہ الاخوان — (۱۴) حجة
 الذاکرين — (۱۵) الفتاویٰ الاشرفیہ — (۱۶) تفسیر القرآن المسمیٰ بالنور بخشیدہ —
 (۱۷) اوراد الاشرفیہ — (۱۸) دیوان فارسی — (۱۹) مرآۃ الحقائق — (۲۰) کنز الدقائق —
 (۲۱) رسالۃ فی جواز اللعن علی نیرید — (۲۲) رسالہ فی جواز سماع الخناء — (۲۳) بشارۃ المرتبین
 (۲۴) وارث الاخوان اور — (۲۵) مکتوبات میں جو نظام الدین مینے جمع کیے اس کے
 علاوہ ملفوظات میں جو محدود ہی نے مرتب فرمائے اور یہ لطائف اشرفیہ میں منضم ہیں۔
 تاریخ رحلت ۲۸ ماہ محرم ۸۰۸ھ اور آخری آرام گاہ بھی کچھ چھپ میں ہے جو عوام و خواص
 کی زیارت گاہ ہے (مہر جہاں تاب)

۳۲۔ شیخ امین الدین لکھنوی

۲۳ جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ

”الشیخ الصالح“ امین الدین سعد الدین بن سعاد الدین صدیقی البجنوری لکھنوی۔ علمائے
 صالحین سے تھے۔ علم شریعت اور طریقت و قول اپنے والد سے حاصل کیے اور اپنے باپ
 کی رحلت کے بعد ان کی خلافت پر متمکن ہوئے۔

حجاز کا سفر کیا اور سات مرتبہ حج سے فائز المرام ہوئے۔ حجاز سے واپسی ہی پر گجرات
 میں رحلت فرمائی۔ آپ کا جسد لکھنؤ منتقل کیا گیا۔ جہاں اپنے باپ اور دادا کے جوار میں دفن
 ہوئے (تذکرۃ الاصفیاء)

ب

شیخ بایزید اجمیری

«الشیخ الفاضل الکبیر» بایزید بن قیام الدین ابن حصام الدین ابن فخر الدین ابن شیخ
الکبیر معین الدین حسن سنجرى الاجمیری ————— علمائے کبار سے تھے۔ شہر اجمیر میں برسوں
مستند تدریس آراستہ فرمائی۔ پھر عراق کا سفر اختیار کیا۔ جہاں سے ہندوستان واپس آکر شہر
منڈو (جو مالوہ میں تھا۔ مگر اب اس کا نشان تک نہیں ملتا) میں قیام فرمایا۔ جہاں محمود شاہ
منڈوی الکبیر نے آپ کو آپ کے جد اعلیٰ شیخ معین الدین (شاہ اجمیر) کے مقبرہ کی نظامت
تفویض فرما کر اجمیر ہی میں اقامت کا پابند کر دیا۔ یہاں آپ نے دربار سے اپنی مستند تدریس
کو مزین فرمایا۔ گروان کے یہی شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی اور دیگر اکثر افراد (گلزار الابرار)
شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الانبار میں لکھا ہے کہ «ان کا اصل وطن اجمیر ہی
تھا۔ مگر ان کے اسلاف میں سے ایک بزرگ گجرات تشریف لے گئے۔

شیخ امین الدین گجرات ہی میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے استفادہ کے
بعد نجد اور تشریف لے گئے۔ جہاں کے شیوخ سے الکتاب فیضان کے بعد ہندوستان
آکر شہر منڈو میں اقامت فرما ہوئے۔ یہ زمانہ محمود غزنوی کا تھا جو اعزاز سے پیش آیا اور شیخ الاسلام
محمود دہلوی نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہاں عقد میں منسلک فرمادی۔ جس سے معاصر تملک اٹھے۔

معجم الامکنۃ (مترجم)

اور ان پر مجبور النسب ہونے کا افترا باندھا۔ جس پر سلطان نے شیخ حسین بن خالد ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کو شہادت کے لیے طلب کیا۔ تو دونوں نے آپ کے شیخ معین الدین اجمیری کی تسلسل ہونے کی گواہی پیش کی۔ اس شہادت پر سلطان نے آپ کو شاہ اجمیر مدوح کے مزار کی منگھات سپرد کر کے اجمیر بھجوا دیا۔

۳۴۔ شیخ بدر الدین بہاری

۲۷ رجب ۸۴۷ھ

«الشیخ الصالح بدر الدین بن فخر الدین ابن شہاب الدین ابن فخر الدین ابن شہاب الدین الکبیر زاہدی الدہلوی البہاری۔ المشہور بہ بدر عالم صلاح و فضل میں معروف اشخاص سے تھے۔ اساتذہ :- آپ کے والد شیخ بلال الدین حسنی الحسینی البخاری۔ شیخ منیر حضرت شرف الدین احمد کی رحلت کے بعد بہار وارد ہوئے۔ وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ مرتبہ شیخوخیت پر فائز ہوئے اور قبولیت کا درجہ پایا۔ ۱۷ رجب ۸۴۷ھ کو رحلت کی اور ضلع مونگیر کے قصبہ شیخوپورہ میں آسودہ لحد ہوئے۔

۳۵۔ شیخ الکبیر المعمر بدیع الدین مدار مکن پوری

۸۴۷ھ

«الشیخ الکبیر المعمر بدیع الدین مدار الحلبي المکن پوری۔ ہندوستان کے مشہور اولیاء سے ہیں۔ ان کے کرامات اس کثرت سے زبان زد علم ہیں کہ عقل و نقل ان پر یقین نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۷۰۰ سالہ میں مہلب کے اندر پیدا ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ عمامی کی قسمل سے ہیں۔ جن تک ان کا نسب بارہ واسطوں تک ملتا ہے۔ بعض لوگ انہیں حضرت علی کی اولاد سے مستحب کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ان دونوں

کے سوا اور اور اکابر سے

تاہم ان کا یہ نسب نامہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

سید بدیع الدین شاہ مدار۔ ابن سید علی بن سید محمد ابن عیسیٰ ابن عبد اللہ ابن سلیمان
بن عبد الملک ابن اسحاق ابن طاہر بن عبد الرحمن ابن قاسم بن لیس۔

اسی طرح ایک اور نسب نامہ یہ ہے۔

احمد بن محمد ابن عبد الکریم بن فرید الفتاح ابن امام محمد باقر۔

اخذ طریقت۔ ان کا اخذ طریقت میں شجرہ یہ ہے۔

بدیع الدین — طیفور الدین شامی — شیخ عین الدین شامی — زین الدین

مصری — شیخ عبد الاول سجاد ندی — شیخ ابو الریح مقدسی — شیخ عبد الملک بن

عبد الرشید علم دارمکی — امام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (مہر جہاں تاب)

شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ بدیع الدین اویسی

تھے۔ میں نے ان سے ملاقات کی بلکہ وہ سفر حرمین میں میرے ہم سفر ہی تھے۔ ان کے

پاس علم کمیا و ربمیا و سمیا و ہمیاد کے علاوہ اور اور علوم عجیبہ بھی تھے۔ میں نے ان کی

ذات میں وہ خوارق پائے جو ان کے سوا کسی ولی میں نہ تھے وہ شکر سے بھی بہرہ مند تھے۔

(لطائف اشرفی)

قاضی محمود المدق کنتوری نے اپنی کتاب الحالیہ میں لکھا ہے کہ شاہ مدار ان علوم میں

راہخ تھے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں سے ہیں اور یہ علوم اسی ذات احدیت کی تعلیم

سے ثابت ہیں۔ بنفسہ اس کے واسطے سے بھی اور اس واسطہ کے بغیر بھی۔ کیونکہ شاہ مدار کا

محور وہ قطب ہے جو کسی غوث اعظم سے مر لوط ہے جو منظر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس وضاحت کے بعد کنتوری محدث نے مدبریت کے شرح و تفصیل لکھی ہے جس کا اعادہ

طلوالت کے خوف سے حاف کیا جا رہا ہے۔ پھر کنتوری نے لکھا ہے کہ مداریت ثابت

ہے قطب کے مدار سے جو سید بدیع الدین ہیں جن پر عالم کا مدار ہے۔ اور وہ ایسے قطب ہیں جن قطبوں کے درمیان قطب المدار ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان ہی قطبوں کے متعلق فرمایا۔

میں خدا کے ہاں اُن لوگوں کے درجات نہیں جان سکا جو نہ
تو نبی ہیں اور نہ شہید، مگر انبیاء اور شہداء دونوں گروہ ان کے
مرتبہ کا رشک کرتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ لوگ ایسے ہیں جو محض للہ
ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

فرقہ مدار یہ کے خرافات: ان کے خرافات نہ پوچھئے وہ کہتے ہیں کہ

- ۱۔ شاہ مدار حلب میں پیدا ہوئے۔
- ۲۔ ولادت ۵۲۵ھ یا ۵۲۶ھ یا ۵۲۷ھ ہے۔
- ۳۔ ان کی عمر ۴۰ یا ۴۱ سو سال کی ہوئی۔
- ۴۔ علم انہوں نے حذیفہ شامی سے پڑھا۔ جس میں کیمیا، سمیاء، ربیاء اور سمیاء (وغیرہ) بھی ہے۔ یہ استاد ہی شاگردی شاہ مدار کی ۴۱ سال کی عمر میں ہوئی۔
- ۵۔ انہوں نے حرمین کا سفر کیا۔
- ۶۔ اور حج و زیارت کے بعد ہندوستان آکر قیام فرمایا کچھ روز کے بعد کشتی میں سوار ہو کر سفر کیا۔ مگر کشتی ڈوب گئی۔ اور یہ صحیح و سلامت ایک غیر معروف جزیرہ میں جا پہنچے۔ جہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جس نے اپنے ہاتھ سے چند لقمے ان کے منہ میں رکھے اور بشارت فرمائی کہ آج کے بعد آپ کو کبھی بھوک نہ ستائے گی۔ اس بزرگ نے انہیں ایک فرقہ عطا فرماتے ہوئے کہا۔ یہ فرقہ نہ تو پرانا ہوگا۔ نہ گھسے گا اور نہ اس میں بدبو پیدا ہوگی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ فرشتوں کا سردار مستحیثا تھا۔ شاہ مدار پھر ہندوستان آئے اور کچھ۔۔۔۔۔ یہاں اقامت اختیار کی۔ اس مرتبہ بھی تھوڑی سی مدت کے بعد حرمین کی زیارت

کر کے کالجین وہاں سے لجنہ اور بخت وارد ہوئے۔ لجنہ میں ان کی برکت سے سید عبدالقادر جیلانی کی ہمیشہ نصیبہ بی بی کے لطن سے اولاد پیدا ہوئی اور وہ پھر سیر و گشت کے لیے نکل پڑے۔ اور تیسری مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے۔ اب کے وہ اجمیر وارد ہوئے اور معین الدین حسن سنجہی کے ہاں چند روز اقامت کرنے کے بعد مدنیہ منورہ کا قصد فرما کر کچھ روز متکف رہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارشاد فرمایا۔ تھوڑے ہی دن ٹھہرے تھے کہ شیخ نصیر الدین کی قطیبت سلب کر لی۔ شیخ موصوف کو یہ سزا اس لئے ملی کہ وہ شاہ مدار کی ملاقات کے لئے نہ آئے۔ مگر جب انہوں نے شاہ صاحب کے حضور معذرت کی تو آپ نے قطیبت انہیں واپس کر دی اور خود ہندوستان تشریف لے آئے۔ کالپی میں وارد ہوئے تو اس لڑاچ کے امیر قادر بن محمود حاضر ہوئے مگر شاہ مدار کے دروازے پر ملک الجمن پاسبانی پر لعینات تھا۔ جس نے امیر مدوح کو اندر جانے سے منع کر دیا۔

امیر نے مخا ہو کر شاہ مدار کو شہر سے خارج کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ جس پر وہ مخا ہو کر سے نکل آئے۔ ادھر قادر شاہ کے تمام بدن پر چچک کی مانند دانے اُبھر آئے۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے مرشد سراج الدین کے پاس پہنچے۔ انہوں نے وہ تمام دانے اپنی زبان سے چاٹ کر مٹا دیے مگر قادر شاہ کے بدن پر جیسے آگ پھیل گئی۔ حتیٰ کہ وہ مری گیا۔

ادھر شاہ مدار صاحب جون پور آگئے جہاں سلطان ابراہیم شرقی نے ان کا استقبال کیا اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ان کی بیعت کا رقبہ اپنی گردن میں حائل کر لیا۔ اب شاہ مدار نے کنتور کا رخ کیا اور یہاں شیخ محمود مدقق کنتوری ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور شاہ مدار سورت چلے آئے، جہاں سے حج و زیارت کے لئے حجاز روانہ ہوئے۔ لجنہ میں ہندوستان آکر مکن پور تشریف لائے۔ یہاں ایک تالاب پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا جس میں سے یا عزیز کی آواز آتی، مگر شاہ مدار کے ساحل پر آتے ہی پانی تہ میں چلا گیا اور اس کی وہ آواز بھی بند ہو گئی۔

لوگوں نے شاہ مدار کے لیے اسی مقام پر ایک زاویہ تعمیر کرا دیا۔ جس میں آپ مقیم ہو گئے، جہاں بے شمار کرامات ان سے ظہور میں آئے (تذکرۃ المتقین) لا میر حسن مکن پوری، شیخ عبدالباسط قنوجی نے ایک کتاب میں لکھا ہے :-

شیخ مدار کو قرب الہی کی بدولت کھانے پینے کی ذرہ برابر احتیاج نہ تھی۔ نہ وہ سوتے، نہ ان کے لباس سے میل مس کرتی۔ نہ ان کے بدن پر مکھی بیٹھتی۔ ان کے چہرے پر الزار الہی دمکتے رہتے یہ دیکھنے والا گویا جمال خداوندی کے منظرہ سے فیض کام ہوتا۔ شیخ مدار اپنے چہرے پر مدت نقاب اوپر تلے رکھتے۔ عام طور پر لوگوں سے علیحدہ ہی رہتے۔ اوقات مقررہ میں سہلے آتے وہ اللہ کے اذن سے مردوں کو جان بخشیے اور کئی مریض افراد کو صحت یاب کر دیتے۔ سٹولی کی ضروریات پوری کرتے۔ انہوں نے زمین کے ہر گوشے اور ہر خطے پر قطبوں کا تقریر کر رکھا تھا۔ ان کا فیض زمین سے اٹھ کر آسمان تک کو گھیرے رہتا۔ تمام ارض و سما ان کے قبضے میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے لوح محفوظ سے اپنا نوشتہ مخرج کر دیا تھا اور فرشتوں کو ان کے کاموں سے روک دیا تھا وغیرہ۔

(خلافت درخرفات)

شیخ محمد افضل ابن عبد الرحمن عباسی الہ آبادی نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے کہ اگرچہ بعض علماء اور معتبر اہل قلم نے سلسلہ مداریہ پر طعن کیا ہے کہ یہ لوگ ستر عورت سے پرہیز کرتے اور اعلانیہ معیوب حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ طعن حقیقت سے بے خبری پر مبنی ہے کیونکہ کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ اس فرقہ میں یہ حرکات دسویں صدی کے نصف آخر میں درآئیں۔ مگر شاہ مدار شیخ بدیع الدین کے عہد میں نہایت کم درجہ تک شریعت ظاہری اور وحدۃ الوجودیت کے اسرار ظاہر ہوتے۔ اور اس بدعت کا شیوع بھی اس وجہ سے تھا۔ کہ ان کے لیے ظاہری شکل و صورت کی تعظیم تابت الی اللہ کے لیے ضروری قرار پائی اور ان میں سے

اکثروں نے ستر عورت پر اتنا لازم سمجھا۔ ان کے دستور میں خورد و نوش دن بھر میں ایک مرتبہ روا تھا۔ اور یہ لوگ ہر قسم کے لباس اور قسم قسم کے کھانوں سے اجتناب کرتے۔ وہ روزہ کچھ نہ کچھ کھا لیتے اور یہ کلمہ الپتے: "الدنيا لغوم والباقيۃ الصوم" دنیا نیند ہے اور ماسوا اس کے جو کچھ ہے وہ روزہ ہے۔ مگر اس گروہ کے پیروں نے مبالغہ کیا اور کشف عورت پر اتنا نہ کرتے ہوئے زنا عام کر دیا۔

مصنف کتاب مدلیقۃ الانساب لکھتے ہیں "شاہ مدار صاحب کے فرقہ پر تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے "وہ ایسے مجذوب تھے جو شرح اور عقاید کی جدول سے گزر چکے تھے۔ لیکن مشائخ ہند میں سے بہتوں نے ان کے مشرب کی سختیں بھی کی ہے۔ چنانچہ انہیں صلح

مقامات علیا سے موسوم فرمایا ہے

مداریہ کے دو گروہ ہیں:-

۱۔ الحاد و زندقہ کی طرف میلان۔

ب۔ مستحق اور اخلاق ستورہ سے متصف۔

شاہ مدار کا انتقال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۸۴۲ھ یا ۸۸۸ھ کو ہوا۔ مدفن ان کا مکن پوری ہے

ان کی قبر پر کئی بادشاہوں نے عظیم الشان اور سر بفلک عمارات تعمیر کرائیں (تہہ جہاں تاب)

۳۴۔ قاضی برہان الدین مالوی

م ۸۲۵ھ

(مالو سنٹرل انڈیا کا وہ خطہ ہے جس کے اندر

کبھی چند بندور یا ستیں اجدین وغیرہ بھتیں)

(لجہ پوشنگ شاہ غوری)

"الشیخ العالم الفقیہ برہان الدین حنفی المالوی صوفیہ کبار کے ہم دوش تھے۔ بہتر منڈویں

بادشاہ ہوشنگ غزنی کے عہد میں وارد ہوئے اور یہیں متوطن ہو گئے۔ بادشاہ محمود نے ان کی بیعت کا فخر حاصل کیا اور عام لوگ ان کی وجہ سے ہدایت یاب ہوئے جس سال ہوشنگ شاہ ہراج ننگ سیر کے لیے گیا، ان کا انتقال ہو گیا (گلزارالابرار) اور یہ سال ۸۲۵ھ تھا۔

۳۷۔ شیخ بہا الدین کشمیری

م ۸۲۹ھ

«الشیخ الصالح» ارباب علم و معرفت میں سے تھے۔ انہوں نے شیخ ابوالسحاق جیلانی (عن شیخ علی ابن الشہاب ہمدانی) سے اکتساب فرمایا۔ حج کی زیارت سے بہرہ مندی کے بعد کشمیر واپس لوٹ آئے۔ وہیں سکونت اختیار کر لی۔ بہت قبولیت حاصل ہوئی۔ ان سے کثرت و کرامات عام طور پر ظہور میں آئے۔ ۸۴۹ھ میں چوروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ کشمیری میں ان کا دفن ہے۔ (نزمۃ الاصفیا)

۳۸۔ شیخ بدھن بہرائچی

م ۸۸۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» سید بدھن علوی۔ مشہور مشائخ اور شیخ عبدالقادر ابن رکن الدین شریحی کنڈی سے مستفیض تھے۔ چشتیہ میں ان کی بیعت کی۔ اور طہر لقیہ مداریہ و سہروردیہ اور دوسرے دوسرے طریقوں کی بیعت شیخ اجل ابن امجد حسینی بہرائچی جو ذرا پوری سے کی۔ ان کی بیعت محمد ابن قاسم نے کی۔

۸۸۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

۳۹۔ بادشاہ بہلول بن کالا لودی

۸۹۲ھ

الملك الحادل الفاضل بہلول بن کالا بن بہرام لودی افغانی۔ سلطان صلاح ۸۵۵ھ میں دہلی کے اندر زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ ان کے جد بہرام بادشاہ مروان کے عہد میں ملتان آکر مسوطن ہوئے اور ان کے والد کو کالا سرسند میں دواہ کا انقباض سپرد ہوا۔ یہ زبانہ خضر خاں الراہی الاعلیٰ کا تھا۔ کالا نے حقوڑی ہی مدت کے بعد رحلت کی۔ تب بہلول کی پرورش ان کے چچا اسلام خاں کی نگرانی میں ہوئی جو سرسند کے گورنر تھے۔ مگر جب اسلام خاں نے انتقال کیا تو افغان لشکر سرسند پر چڑھ آیا اور انہوں نے بہلول ہی کو سرسند کا اور اس کے نواح کا عامل مقرر کر دیا۔ محمد شاہ دہلوی نے دواہ کے جملہ مواضع و اراضی بہلول کو جاگیر میں بخش دیے اور انہیں خاں خاناں کا خطاب فرمایا۔

بہلول تمام پنجاب اور سندھ کے گورنر ہو گئے۔ ۸۵۵ھ میں زبانہ علاء الدین ابن محمد شاہ دہلوی دہلی آئے اور دہلی کا بادشاہت پر قابض ہوئے۔ بادشاہ علاء الدین محمود نے دہلی سے بدایوں آکر سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۸۸۳ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔ بہلول شاہ عدل گستر، عالم دین، جنگ میں جری اور بہادر تھا۔ بات کا دھنی۔ صلاح دیار سا صاحب غم و ارادہ، علما کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ علوم و شریعت میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوتا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سعی کرتا۔ افغانہ کے ساتھ حسن سلوک اس کا شعار تھا۔ اور ان کے اکرام میں سبقت اس کا شیوہ۔ حتیٰ کہ ان کے سامنے تخت پر بھی نہ بیٹھتا۔ ان کے ہاں خود چلی کر جاتا۔ امرائے سلطنت کے ہاں نوبت بہ نوبت خاں بھجواتا اور خود محل میں کھانا تناول نہ کرتا۔ بلکہ دربار میں امرا کو ان کی ضرورت پر شاہی سواریاں بھجواتا۔ اس نے ۸۹۲ھ میں رحلت کی (تاریخ فرشتہ)

ست

۴۰۔ قاضی تاج الدین بلخی

الشیخ العالم الکبیر "قاضی تاج الدین بلخی ہندی لکھنؤوی۔ ادب عربی اور نحو میں ممتاز الاقران تھے۔ ان کے مجدد اعلیٰ شیخ محمود قرشی عثمانی رند پوش کہلاتے۔ قاضی صاحب ممدوح ہندوستان اگر لکھنؤوی میں فروکش ہوئے اور اپنے مجدد اعلیٰ کی سند علیم پر متمکن فرما ہو کر انا دہ ہیں ہنمک ہو گئے۔

آپ سب سے شمار افراد فضیل یاب ہوئے۔ ان کے پس ماندوں میں شیخ منجھن ابن عبداللہ ابن خیر الدین لکھنؤوی تھے (گلزار الابراہ)

۴۱۔ قاضی تاج الدین ظفر آبادی

م ۸۳۲ھ

الشیخ الفاضل تاج الدین ناظمی ادھی عمری ظفر آبادی۔ فقہائے کبار سے تھے۔ ان کا نسب ابراہیم بن ادھم عمری الولی جو ظفر آباد میں ولی الفقہائے مشہور تھے تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کا ایک حصہ تدریس میں صرف کر دیا۔ پھر شیخ اسد الدین حلینی الواسطی سے طریقت حاصل کر کے زہد و عبادت کا شغل اختیار کر لیا۔ حافظ قرآن تھے۔ اس سوز سے تلاوت فرماتے کہ دل پر اثر طاری ہو جاتا۔ ظفر آباد میں انتقال فرمایا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

۲۲۔ شیخ تاج الدین نہروالی

«الشیخ العالم الکبیر» تاج الدین ابن یوسف ابن احمد سوہی نہروالی الکجراتی۔ فقہ وادب میں شہرہ عام تھا۔ شیخ یوسف ابن احمد سوہی الایرجی اور شیخ عبداللہ بن محمود الحبینی البخاری کجراتی سے پڑھا اور سند تدریس کو عزت بخشی۔

انصے کا مدرسہ شیخ حسام الدین نہروالی کے مقبرہ میں تھا۔ بے شمار افراد نے ان سے پڑھا و اخبار الاخیار

۲۳۔ مولانا تاج الدین اسبجانی

«الشیخ الفاضل الکبیر» تاج الدین حنفی علمائے کبار کے طبقہ سے تھے۔ شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی کے داماد تھے۔ اس قرابت کے باوجود سماع پر بے حد رغبت تھی۔ البتہ رفض وصال سے روکتے تھے (اخبار الاخیار)

۲۴۔ تیمور گورکال سمرقندی

۱۔ استنبان ۲۔

امیر تیمور ابن ترغائی بن البغائی۔ ان کا نسب چنگیز خاں تاتاری تک پہنچتا ہے۔ عرب مورخ کہتے ہیں کہ اس کا نام تیمور یا تیمولنگست وہ قریہ خلیجہ الیغاسا نواح کش میں پیدا ہوئے جو ماوراءالنہر کا ایک شہر اور کش کا دوسرا نام کس ہے بکسر سین۔ اس کے لنگڑے ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اوائل عمر میں کسی کی بکری کا سرقہ کر کے نکلا تھا کہ چرواہے نے ایک تیر اس کے کندھے اور دوسرا اس کے ران میں پیوست کر دیا جس سے اس کی ایک ٹانگ میں لنگ آگیا۔ اور جب وہ ماوراءالنہر پر غالب آیا تو بادشاہ کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا جس کی بدولت

وہ گورگال سے ملقب ہوا۔ کہ مغل کی تخت میں داماد کو گورگال کہا جاتا ہے۔

تیمور کا باپ تو فقیر تھا۔ مگر انقلاب نے بیٹے کو امیر بنادیا۔ وہ محض ان پڑھ مگر علما و فقرا کا قدردان تھا۔ مدبر اور دور اندیش تھا۔ اس کی حسن تدبیر اور جدوجہد کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب اس کے لشکر میں بنتے گئے۔

وہ جب کسی شہر پر بیخار کرتا تو نہایت تدبیر اور چالاکی کے ساتھ بڑھتا۔ مفتوحہ شہر میں قتل عام اور اسی قسم کے شنیعات سے باشندوں پر اپنی ہیبت طاری کر دیتا۔ مندرجہ ذیل ملکوں کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔

سمرقند، بلخ، تاشکنت، ممالک ماوراء النہر اور اس کے لواحق علاقے۔

ترکستان بشمول اپنے مقبوضات کے۔ خوارزم۔ کاشغر۔ بلخستان مع اپنے ماتحتوں کے۔ خراسان اور ماہندران کا اکثر حصہ۔ زاوستان و طبرستان و غزنہ و استرآباد وغیرہ۔ جن کے بعد وہ ارم اور شام پر حملہ آور ہوا۔ اور وہاں بھی اس نے بہت ظلم کیے۔

تیمور کی فتوحات سترہویں صدی عیسوی میں شروع ہوئیں و دمشق کو اس نے سترہویں صدی میں تاخت تاراج کیا۔ بلاد روم میں سترہویں صدی میں داخل ہوا اور غلبہ میں سترہویں صدی میں۔

اور ہندوستان پر اس نے ماہ محرم سترہویں صدی میں حملہ کر کے سندھ اور پنجاب میں قتل عام کیا۔ ساتھ ہی غارت اور اسارت و لٹری شروع کر دی۔ ۱۹ جمادی الاول سترہویں صدی میں دہلی کو فتح کر کے یہاں بھی قتل عام کا بازار گرم کیا اس لمحہ میں دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود گجرات اور اس کا وزیر اقبال خاں بلند شہر چلے گئے۔ تیمور پندرہ روز دہلی میں رہا بعدہ واپس ماوراء النہر چلا گیا۔

حصہ :- طویل القامت اور الیسا وجہ یہ کہ گویا وہ عاقلہ میں سے ہے۔ فراخ پیشانی، بڑا

سرخ و سفید رنگت۔ دو بڑا بدن۔ ہر سے پر لمبی داڑھی۔ دایاں بازو شکستہ

آنکھیں لمبی ۲۔ سمجھیں جل رہی ہوں۔ آواز بلند۔ موت کے خوف سے پر امن۔ اس کے رعب و

طلب سے دور اور نزدیک کے بادشاہ اس کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی اطاعت کا قبالہ دہرایا

ساتھ لے کر خود حاضر ہوئے اور جہاں تک اس کی نظر پہنچتی۔ اس کے دربار میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ بیٹھے۔

اس مقصد پر وہ جس بادشاہ کو چاہتا۔ اپنے لقیب کے ذریعے طلب کرتا جو اس بادشاہ کا نام لے کر پکارتا۔ تو وہ اسی وقت کھڑا ہو جاتا۔

بعض مصنفوں نے اپنی تالیفات اس سے منسوب کیں۔

مثلاً تنظیمات السیاسیہ والحکریہ۔

اور اکثر اہل قلم نے اس کی سیرۃ پر مطول و مختصر کتابیں لکھیں جن میں تیمور کے عجیب و غریب واقعات سپرد قلم کیے۔ ان میں سے تاریخ شرف الدین علی الفارسی اگرچہ اس کی بے با درج سے مملو ہے تاہم ایسی جملہ کتابوں میں اعلیٰ تصنیف ہے۔ فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

وفات :- سن گیا ہے کہ جب وہ اپنے مفتوحہ ملکوں سے وطن کی طرف لوٹا تو اس نے ایک ایسا عرق پی لیا جس کی وجہ سے اسے خونی تہہ شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ وہ شہر اترار کے فواح میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ تب اس کی لاش سمرقند لے جائی گئی۔ تیمور کی مدت حکومت ۲۶ سال ہے۔ اور تاریخ وفات ۷۸۰ھ ہے۔ انتقال کے وقت اس کی عمر انسی سال سے تجاوز تھی۔



ش

۴۵۔ مولانا شہار الدین ملتانی

۱۶ محرم ۱۲۹۸ھ

«الشیخ الفاضل العلامة شہار الدین لہر قطب الدین حنفی ملتانی علوم کلیہ (منطق و فلسفہ) میں معروف تھے۔

ملتان میں پیدا ہوئے۔ اور جہاں تک بن پڑا اسی شہر کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر شیراز کا قصد فرمایا تو سید الشریف زین الدین علی جوہری مصنف کتب ہائے مشہورہ سے منطق اور فلسفہ پڑھا۔ شیراز سے لوٹ کر وطن آگئے۔ اور ملان سے شیخ سہار الدین ابن فخر الدین ملتانی کے سوا بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔

(تاریخ مشاہیر)

—————

”ج“

۴۶۔ شیخ جلال الدین گجراتی

مقام

”الشیخ الکبیر المنیر جلال الدین الصوفی الحشتی الجراتی۔ مشہور مشایخ سے تھے۔ گجرات ہی مولد و منشا ہے۔ طریقت میں شیخ پیار سے مستفیض ہوئے۔ جن کی خدمت میں برسول ملازم رہے۔ پھر بنگال تشریف لے گئے اور ان کے ہاتھ پر گورو بنگ کے بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔“

مرحوم بڑے بارعب تھے۔ لوگ ان کا بے حد احترام کرتے کہ درجہ قبولیت حاصل تھا بادشاہوں کی مانند تخت پر بیٹھتے اور انہی کی مانند حکم صادر فرماتے۔ ان کے مرید شیخ محمد منکن ملاوی کے سوا بے شمار افراد ہیں۔ آپ نے شہادت کی موت پائی۔ (دخزنیۃ الاصفیاء)

۴۷۔ شیخ جلال الدین مانیکپوری

”الشیخ الفاضل جلال الدین ابن اسماعیل عمری مانیک پوری فقہ و اصول فقہ اور ادب عربی میں کامل تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ محمد سے درسیات اور طریقت دونوں میں استفادہ کیا۔ صاحب تقویٰ عالم اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ اول شب جب لوگ نیند میں ڈوب جاتے ہیں۔ آپ عبادت کرتے اور آخر شب میں جب لوگ جاگ اٹھتے ہیں آپ سو جاتے۔ فجر کی نماز تک مصروف رکوع و سجود رہتے۔ ہر شب میں سورہ الیسین کی اہم مرتبہ تلاوت کرتے

خانہ پاشت کے بعد درس فرماتے۔ اور کتابت کی اجرت سے روزی حاصل کرتے یا کچھ
نہی ہیں آسودہ لحد ہوئے (بوالہ رفیق الحارثین)

۴۸۔ شیخ جلال ابن ابوالفتح قنوجی

مہر

الشیخ المصالح جلال بن ابوالفتح ابن حامد بن محمود ابن الحسین الحسینی البخاری القنوجی۔
المشہور بہ جلال ثالث در نسل شیخ جلال الدین حسین بن احمد الحسین بن احمد بن الحسین البخاری
الآچی۔ مولد شہر آج۔

شاہ بہلول ابن کمالا کے عہد میں دہلی تشریف لے آئے۔ بادشاہ نے ان کو قنوج
کے لواحق میں کچھ اراضی جاگیر میں عطا فرمادی۔ تو آپ یہاں منتقل ہو گئے۔ قنوج میں ان کی
نسل بہت پھیلی ازال حملہ (لواب) صدیق حسن ابن لواب اولاد حسن صاحب تصانیف مشہورہ کے
میں۔ صاحب ترجمہ قنوجی ہیں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی قبر پر شاہ ہری خاں فتح جنگ نے
زبانہ شاہ حسین شرقی میں سر بلند مقبرہ بنوایا (الفرع النامی لواب صاحب)

۴۹۔ مولانا جمال الدین کشمیری

الشیخ العالم المحدث۔ جمال الدین کشمیری علمائے معروفین سے ہیں۔ فقہ و حدیث اور
اصول و عمری ادب میں امتیاز حاصل ہوتا۔ شیخ علی بن شہاب الہمدانی الحسینی کے عہد میں کشمیر آ گئے اور سلطان
قطب الدین شاہ مرزا کشمیری کی ہدایت پر ہمیں طرح اقامت ڈال دی اور درس و افادہ شروع کر دیا۔
کشمیر میں مشہور نہر بہت کے کنارے آپ کا مزار واقع ہے۔ جو زیارت گاہ عوام و خاص ہے۔
(روضۃ الابرار)

۵۔ قاضی حماد الدین گجراتی نہروالوی

الشیخ العالم الفقیہ القاضی حماد الدین ابن محمد اکرم حنفی اپنے دور کے ممتاز فاضل تھے اور شہر نہروالہ میں منصب قاضی القضاۃ پر فائز۔ مفتی رکن الدین ناگوری نے آپ کے حکم سے فتاویٰ حمادیہ لکھی۔ یہ اشارہ حضرت ناگوری نے اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے جس میں صاحب مسترحمہ کی علم و فضل کی بڑی تعریف کی ہے۔

۵۔ شیخ جمشید اسرائیلی راجپوری

اشوال ۸۲۲ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "جمشید اسرائیلی حنفی الصوفی راجپوری راجہ راجگیر شہر ہے نواح

پٹنہ میں جو بواہول کا مقدس مقام ہے) از احفاد قاضی قدوة الدین اودھی۔ وطن نواح دریا باد کے موضع ابراہیم تھا۔ عہد شباب ہی میں ترک دنیا اور تجرد پر مائل ہو گئے۔ طریقت میں شیخ مہلال الدین حسین اچی کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازمت کی۔ شیخ ان کو اخی جمشید کہہ کر پکارتے جو ان کا لقب ہو گیا۔ تجرد و ترک جب درجہ کمال تک آپہنچے تو لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور راج گیر میں سکونت فرمائی جو قنوج کے نواح میں، شاید یہ قریہ دوسرا راج گیر ہے۔ مترجم، اور عبادت اپنا شعار و دثار بنا لیا۔ فرماتے کہ:۔

انما الانسان امارجل ونصف رجل اولادنی (انسان یا تو پورا انسان ہے یا نصف انسان)

اور یا بیچ محض ہے) جو اللہ تک پہنچ گیا وہ پورا انسان ہے، اور جو اس تک پہنچنے کے لئے کوشاں ہے وہ نصف انسان اور جو صرف دنیا کا ہی ہو کر رہ گیا وہ بیچ محض۔ یہ بھی فرماتے کہ جاہل صوفیہ سے بچتے رہو۔ یہ لوگ دین کے چور اور مسلمان کے رہزن ہیں۔

اور یہ بھی فرماتے کہ جس کسی کے دل میں ذرہ کے برابر دنیا کی محبت ہے۔ وہ لاکھ ذراہد

سہی۔ مگر وہ خدا متعالے کی رحمت کا مورد نہیں ہو سکتا کیونکہ پروردگار فرماتا ہے۔

لا تفرق حلاوتہ و محبتی من فی قلبہ حبۃ من حبۃ الدنیا لکن الملوث لا یصل

للخطیئة القدسیة والحضرة الربانیة انتہیؑ

میں اس شخص کو اپنی محبت کا مزہ بھی نہیں چکھا سکتا جس کے قلب میں حبۃ کے برابر دنیا کی محبت ہے۔ اس لئے کہ جس کا دامن آلودہ ہو۔ وہ خطیئة القدس اور حضرت الربانی میں قدم نہیں رکھتا۔ (التقصار نواب صدیق سمنان)

۵۲۔ شیخ چاندلہ منڈوی

(شہر منڈوہ مالوہ میں تھا)

(بہ عہد محمود شاہ الکبیر الملبغی)

ممتاز الاقران تھے۔ آپ مولد و سکن ہے۔ وہیں پروان چڑھے۔ شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری الاتحی سے پڑھا۔ اوزریارت حویین کے لیے احرام باندھ کر روانہ ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد بچہ سلطان محمود شاہ الکبیر غلجی شہر منڈوہ میں وارد ہوئے تو سلطان نے آپ کو وہیں اقامت کی رحمت دی اور انہیں شیخ الاسلام کے منصب سے سرفراز فرمایا۔ یہاں ان کا مشغلہ درس و افادہ تھا۔ اور یہیں محمود شاہ کے عہد میں آسودہ لحد ہوئے۔

”ح“

۵۳۔ شیخ حامد الکبیر بخاری اُچی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ حامد بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین بن علی الحسینی البخاری الاُچی۔ معارف و علوم میں ممتاز الاناضل تھے۔ اپنے جد شیخ جلال الدین حسین بخاری کے زمانہ میں پروان چڑھے۔ انہی کی تربیت سے آراستہ ہوئے اور اپنے والد محمود صاحب کی رحلت کے بعد منصب شیخوخیت سے بہرہ مند ہوئے۔ ان سے ان کے حقیقی بھائی عبداللہ بن محمود اچی الحجراتی اور بے شمار مشایخ نے استفادہ کیا۔

۵۴۔ شیخ حبیب اللہ کرمانی

(بعد سلطان احمد شاہ بہمنی)

ماہ شعبان ۸۶۴ھ

”الشیخ الفاضل“ حبیب اللہ ابن خلیل اللہ بن نعمت اللہ حسینی کرمانی علوم ظاہری و باطنی میں نخبۃ الاقران۔ ۸۶۴ھ میں اپنے والد کے ہمراہ ہندوستان آئے اور سلطان احمد شاہ بہمنی نے اپنی دختر ان کے جہاد عقد میں منسلک کر دی۔ وہ احمد آباد ہند میں برسوں رہے اور مرتبہ مارت تک آپہنچے۔ حتیٰ کہ ہمایوں شاہ بہمنی نے تمام سلطنت ہاتھ میں لی جو ظالم، جابر اور سفاک تھا اور حسن بن علاؤ الدین نے بادشاہ مذکور پر خروج کیا تو صاحب تذکرہ نے سلطان حسن کی رفاقت کی۔ جس کی پاداش میں حسن مذکور اپنے رفقاء سمیت قتل ہوا۔ مگر حبیب اللہ قید کر لئے گئے، وہ

کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر بیجا پور جا پہنچے۔ اور ۱۸۷۷ء ماہ شوال میں قتل ہو گئے۔
(تاریخ فرشتہ)

۵۵۔ شیخ حسام الدین جون پوری

۹ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ

(بعد سلطان ابراہیم شرقی جون پوری)

الشیخ الفاضل حسام الدین ابن نصر اللہ اصفہانی ثم الہندی جون پوری۔ فرقہ مداریہ کے علماء سے تھے براہ راست شیخ معتمد علیہ الدین مدارکن پور سے بیعت ہوئے اور برسوں ان کی خدمت میں ملازمت کی۔

ان سے شیخ محمد بن علاء شطاری سنہری اور دوسرے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ جون پور ہی میں آسودۂ لحد ہوئے۔

(بحوالہ امتصاح)

۵۶۔ شیخ حسام الدین فتح پوری

م ۱۲۷۰ - ۱۲۸۰ھ

الشیخ الفاضل حسام الدین حنفی صوفی فتح پوری۔ فقہ و اصول فقہ میں سربراہ اور وہ روزگار تھے۔ قاضی عبدالمقدر ابن رکن الدین شریکی کندی سے پڑھا۔ اور طریقت میں بھی ان ہی سے شاد کام ہوئے۔

فتح پور سے فتنہ تمبور کے زمانے میں دہلی سے نکل کر فتح پور آئے اور واپس فتح پور آئے۔ تشریف لے گئے ان سے شیخ بڑھن علوی بہرائچی اور دوسرے بے شمار لوگوں نے کتب فیض حاصل کیا۔

وفات :- علامہ لاہوری نے اپنی کتاب خزیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۸۵ھ میں ہوئی اور صاحب مہر جہاں تاب فرماتے کہ آپ سلطان ابراہیم شرقی کے عہد حکومت میں ۱۰۸۵ھ یا ۱۰۸۶ھ میں طعمۂ اجل ہوئے۔

۵۷۔ شیخ حسام الدین مانک پوری

۱۵ رمضان ۸۵۳ھ

الشیخ الامام العالم الکبیر حسام الدین ابن خواجہ خضر ابن جلال الدین عمری مانک پوری۔ مشہور اولیاء اللہ سے تھے۔ مانک پور مولد و منشا ہے۔

درسیات کے متون و شروح و دلول پڑھے اور خوب خوب مطالعہ کیا۔ اپنے والد کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد خلوص نیت سے بنگال کا ارادہ کیا۔ اور حضرت نور بن العلاء پنڈوی کی بیعت کی۔ دلول ان کی خدمت میں رہے۔ حتیٰ کہ اپنے مرشد کے تمام مسترشدین سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔ جس کی وجہ سے شیخ نے آپ کو ۱۸ ربیع الثانی ۸۰۴ھ میں اپنی خلافت عنایت فرمادی اور مانک پور کے لئے رخصت دے دی (انیس العارفین)

آپ پنڈوہ سے جون پور تشریف لے آئے۔ یہاں بے حد فقر و فاقہ کے اندر مسلسل سات سال گزار دیے۔ جس کے بعد اللہ نے آپ کے لیے رزق اور قبولیت دلول کے دروازے کھول دیے۔ امرا اور رئیس حتیٰ کہ بادشاہوں تک آپ کے گرویدہ تھے۔ اہل شہر میں ہر فرد لبشر نے خراج عقیدت پیش کیا۔

شاگرد :- آپ کے صاحبزادہ فیض اللہ، شیخ راجی حامد اور دوسرے بے شمار لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

قصائیف :- (۱) انیس العاشقین۔ سلوک میں مفید کتاب ہے (۲) رفیق العارفین آپ کے ملفوظات کا مجموعہ جو آپ کے مریدوں نے یکجا کئے۔ ان کے جمع کردہ مکاتیب

(۱۲۱) میں جو شہاب الدین مانک پوری نے ایک مجموعہ میں اکٹھے کیے (گنج ارشدی)

اقوالے آصف بزرگ

۱۔ فیض الہی ناگاہ رسد و لکن بردل آگاہ رسد، پس سالک منتظرے باید تا از پردہ عیب چہ کشاید۔

۲۔ فراق کجاست یا نور اوست

یا پرتو نور اوست !

۳۔ درویش را چہ چیزے باید دو در دست و شکستہ ادین درست و یقین درست۔

پائے شکستہ و دل شکستہ۔ (۴) آمیختہ ہمہ کس باش (۵) آویختہ کس مباش

۱۵ اردی بہشتہ ہجری میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مالکپور میں مشہور و معروف اور زیارت گاہ عوام و خاص ہے۔

۵۸۔ شیخ حسن بن بدر الدین ہندی

«الشیخ العالم الکبیر حسن بن بدر الدین ہندی الدمشقی حقی نزل شام (بروایت بخاوی) اور اس نے کہا کہ آپ عالم علامہ متبحر متحقق مدقق ذوفنون علیدہ و اقوال سدیدہ تھے۔ عقلیات میں ملکہ تام حاصل تھا۔ تیس سال تک سید ہر بانی کی خدمت میں ملازم رہے۔ خود ان سے طلبہ نے نحو و صرف اور فقہ و اصول فقہ میں استفادہ کیا۔ ۳۳ھ میں حماہ کے مدرسہ مغزیہ میں رحلت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ستتر برس کی تھی۔

۵۹۔ شیخ حسین بن محمد بروجی

«الشیخ العالم الصالح حسین بن محمد بروجی البجراتی۔ فقہ و تصوف کے عالم اہل حضرت کمال الدین قزوینی بروجی سے اخذ فیض کیا۔ جن کی خدمت میں برسول ملازم رہے۔ اور جب خود سند شیخوخت کو عزت بخشی تو علما و مشایخ کے گروہ درگروہ نے ان سے استفادہ کیا۔

۴۰۔ شیخ حسن بن حسین بلخی

۱۱ شعبان ۸۵۵ھ

«الشیخ العالم الفقیہ الزاہد» حسن بن حسین بن المعز بلخی البہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے شیخ طریقت۔ آپ والد کی گود میں پروان پڑھے اور فقہ و طریقت دونوں میں ان سے فیض کام ہوئے۔ ۸۷۲ھ میں مسند ارشاد کو زینت بخشی۔

مصابیف بہ لطائف المعانی در حقائق و معارف اور اپنے والد فارسی میں حضرات الخش کی بیسٹ شرح کا شرف الاسرار کے نام سے لکھی۔

فقیہ بہار میں انتقال فرمایا (حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

۴۱۔ شیخ حسن بن محمد الججراتی

از ۸۸۵ھ تا ۹۳۱ھ

الشیخ الصالح الفقیہ حسن بن محمد اوساوی الججراتی۔ خطہ گجرات کے ممتاز شیخ طریقت آپ اڑھن کے نام سے مشہور تھے۔ سال ولادت ۸۸۵ھ ہے۔ طریقت میں حضرت عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الججراتی سے فیضان حاصل کیا۔ ان کے بعد شیخ الضیر الدین ابن جمال نوساوی کی ملازمت میں حصہ لیا اور ان سے بھی کتاب کیا۔ آپ معقول و منقول دونوں میں ماہر تھے۔

۱۱ ماہ شوال ۹۳۱ھ کو انتقال فرمایا۔ قبر آپ کی اوساوی میں ہے اور اوساوی احمد آباد

کی ایک بڑی شاہراہ کا نام ہے۔ (گلزار الابرار)

۴۲۔ شیخ حسن بن علی الکیلانی

(عبد سلطان فیروز بن داؤد کہمینی)

۸۱۰ھ

الشیخ الفاضل العلامة حسن بن علی الحکیم الکیلانی۔ معروف علماء سے تھے۔ منطق و فلسفہ وغیرہ جملہ علوم عقلیہ میں درک تھا۔ سلطان فیروز بن داؤد کہمینی گلبرگہ کا عہد تھا۔ آپ اس کے نزدیک تھے۔ سلطان محمود نے سنا کہ میں آپ کو بالاکوٹ میں رصد گاہ بنانے کا حکم دیا اور اس کام کے لیے سید محمد گادرونی وغیرہ کو آپ کی اعانت پر لگا دیا۔ جس پر شیخ حسن نے تمیز رصد گاہ پر پوری توجہ دی۔ مگر رصد گاہ تعمیر ہونے سے قبل ان کی زندگی کا اڑچھہ مٹ گیا۔

۴۳۔ شیخ حسن الحسینی الہی

۸۹۶ھ

الشیخ العالم الصالح "حسن بن علی الحسینی کبیر الدین الہی" صلاح و تقویٰ میں معروف تھے۔ ایک دنیا کی سیاحت کے بعد شراچ میں طرز اقامت ڈال دی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ نے (۱۸۰) سال سے زیادہ عمر پائی ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے آپ جس کی طرف دیکھ لیتے۔ وہ مسلمان ہو جاتے۔ بغیر نہ رہ سکتا۔ اچھ ہی میں وفات پائی۔

شیخ حسین بن المغربی

۲۴ ذوالحجہ ۱۲۴۲ھ

«الشیخ الامام العالم الکبیر حسین بن عزالدین بلخی البہاری فرقہ فردوسیہ کے مشایخ
 حضرت سے تھے۔ شیخ منیری کے تربیت یافتہ اور ان کی بیعت سے بہرہ مند۔ ان کے
 اجداد اپنے عم محترم شیخ مظفر ابن شمس الدین بلخی منیری کی تلقین سے مستفیض ہوئے۔ ان
 کے ہمراہ عربین آئے اور حج و زیارۃ سے سرفراز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں بہ سال تک قیام فرمایا
 یہاں قرآن مجید اور شاطبیہ شیخ شمس الدین خوارزمی سے پڑھے اور شیخ شمس الدین حلوی
 سے قرأت سابعہ میں مشق بہم پہنچائی۔ شیخ حلوی اس لمحہ میں سے فرید الحصر تھے۔ جن کا نظیر
 قرآن و تجوید میں مصر شام و حجاز میں نہ تھا۔ بعد میں آپ نے صحیحین تمام ہا اپنے عم مظفر مدون
 سے پڑھے اور ان سے سند حاصل کی۔ یہ الفاظ ہیں نے ان کی سند میں لکھے ہوئے دیکھے
 ان کے والد معز الدین رحمۃ مبارک نہیں آسودہ لحد ہو گئے۔ تب یہ اپنے عم مبارک کی معیت
 میں عدن آکر فرانش ہو گئے۔ یہاں آپ نے خلیف عدنی سے حدیث کی اجازت لی۔ آپ
 کے چچا نے عدن ہی میں آپ کو اپنی خلافت عطا فرمائی۔ جس کے بعد ان کا انتقال عدن ہی میں
 ہو گیا۔ اور آپ ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔

مردین :- آپ کے مہاجر اورے حسن اور ان کے سوا بے شمار خلافت
 مصنفات :- آپ کے تصانیف حقائق و معارف پر مشتمل ہیں جن کی تفصیل مندرجہ

ذیل ہے :-

- ۱۔ حضرات الخمس (در تجوید اولیٰ الحمد للہ رب العالمین الخ)
- ۲۔ رسالہ ہیات (یہ رسائل اپنے مریدوں کی طرف ہیں اور ایک ضخیم مجلد میں ہیں)
- ۳۔ فارسی میں دیوان - ۲۴ ذوالحجہ ۱۲۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔

(بحوالہ حاشیہ غلام عینی علی شرح آداب المریدین)

۴۵۔ شیخ حسین ملتانی

”الشیخ الفاضل العلامة“ حسین القرشی الملتانی علوم عربیہ میں علمائے تبحرین سے تھے۔ مہاتوں شہر ملتان کے اندر خالقہ شیخ بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی میں مسند آرائے تدریس رہے۔ ان کی زندگی میں ملتان کے اندر ریاست علم و فضل میں آپ ہی ممتاز تھے۔ شاگردوں میں ان کے محمد بن منکن ملاوی وغیرہ بے شمار حضرات ہیں (مصابیح العاشقین)۔

۴۶۔ بادشاہ حسین شاہ شرقی جوئی پوری

”الملک الکبیر“ حسین ابن محمود بن ابراہیم جوئی پوری شرقی اپنے بھائی محمد شاہ کی رحلت کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی اور عقل و تدبیر سے فتوحات شروع کر دیں۔ اس نے تین لاکھ فوج اور ۱۸ سو ہاتھی لے کر اڑیسہ پر حملہ کر دیا۔ جس پر راجہ نے بے حساب مال کچھ نقد اور کچھ ادھار دینے پر صلح کر لی۔ سلطان جون پور لوٹ آیا۔ ۱۵۷۷ء میں قلعہ بنارس تعمیر کرایا۔ اور اسی سال قلعہ گوالیار پر فوج بھجوا کر لڑائی کے بغیر اسے فتح کر لیا۔ اس علاقہ کے راجہ نے بھی گراں قدر تادان پیش کیا۔ اب سلطان نے ۱۵۷۸ء میں ایک لاکھ چالیس ہزار فوج اور چار سو ہاتھی لے کر دہلی کا رخ کیا۔ وہاں کے بادشاہ بہلول نے سنا تو پیغام بھیجا کہ میرے لیے دہلی سے ۸ میل تک رہنے دیا جائے باقی ملک آپ کی نظر ہے۔ شاہ حسین نے بہلول شاہ کے پیغام کا جواب تمکین دیا۔ اس پر بہلول مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ میدان دریائے جمنا کے کنارے تھا۔ شاہ حسین نے جون پور آکر دم لیا۔

اس نے پھر ۱۵۷۹ء میں دوبارہ دہلی پر حملہ کر دیا اور اس مرتبہ بھی شکست دوسرا حملہ کیا۔ کھا کر لوٹا۔ پھر تیسرا اور چوتھا حملہ کیا اور ان تماموں میں بھی وہ ناکام ہی ہوا۔

جون پور لوٹا۔

آخری حملے پر لوٹا ہلول اسے بھگاتا ہوا جون پور پر قابض ہو گیا اور اپنے بیٹے
شاہ کو جون پور پر اپنا نائب مقرر کر کے دہلی لوٹ آیا۔ تب شاہ حسین نے جون پور سے دور
اتنی اراہنی پر اتقا کر لیا جس سے صرف پندرہ ہزار آمدنی ہوتی۔

بھلوانے کے رحلت۔ اور ہلول کی رحلت کے بعد سکندر ابن ہلول باریک جانشین ہوا
ابن حسین شاہ نے باریک کو اسکندر پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے حملہ کیا تو شکست کھائی۔
اب سکندر نے حسین شاہ کی طرف رخ پھیرا اور اس کے علاقہ پر قبضہ کر کے اسے بنگال کی
طرف بھگا دیا۔ یہ ۸۸۱ھ کا واقعہ ہے۔ شاہ حسین بنگال میں ۱۹ سال تک حیات مستعار کے دن
پورے کر کے داعی اجل کو لبیک کہا اس کی کل مدت حکومت ۱۹ سال ہے۔ (تاریخ فرشتہ)

سلطان حسین بلند پایہ عالم بھی تھا۔ اس نے قاضی سماء الدین سے جون پور میں پڑھا۔
وہ موسیقی میں بھی ماہر تھا۔ ہندی نغموں میں سے دہرپت کے چار مصرعوں میں تحفیف کر کے اسے
دو مصرعوں میں مقید کر دیا۔ جو نہایت دل کش لے ہو گئی۔ اور اس کا نام خیال یا چٹکہ رکھا۔ بلکہ
تحفیف شدہ دولوں مصرعے نہایت اچھے ہو گئے۔ بادشاہ نے موسیقی میں تحفۃ المند کے عنوان
سے کتاب بھی لکھی۔

۴۔ شیخ حسین بن اسماعیل ملتانی

الشیخ الصالح الفقیہ "حسین بن اسماعیل بن محمود بن الحسین بخاری اللہی لقب الشیخ
صدر الدین الحسینی الملتانی۔ معارف الیہ میں سربراہ آورده زمین!۔ اپنے والد سے مستفیض تھے جن
کے بعد منصب شیخوخت پر فائز ہوئے۔

ان سے شیخ عبد الوہاب بن محمد بن رفیع الدین الحسینی البخاری دہلوی نے طریقت حاصل کی۔
(در تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

۴۸۔ شیخ حسین بن محمد الحسینی گلبرگوی

دار بیج الثانی ۸۱۴ھ

الشیخ حسین بن محمد بن یوسف الحسینی الدیلمی ثم گلبرگوی المشہور بہ محمد اکبر مولد و منشا

دہلی۔

اساتذہ :- مولانا محمد لاجر و مولانا محمد القاسم و مولانا خواجگی و قاضی عبدالمقتر بن

رکن الدین کنڈی۔

تکمیل کے بعد مطالعہ و تحقیق میں ڈوب گئے اور علم نحو و فقہ و ادب عربی و اصول و کلام
ہر ایک کے اندر ملکہ تامہ حاصل کیا۔ بعد ازاں اپنے والد سے خرقہ خلافت اور سلطنت میں
مخلافت کا اہوازہ حاصل کیا۔ ان کے والد ان سے بے حد محبت کرتے اور فرماتے کہ اگر یہ میرے
فرزند نہ ہوتے تو میں سر و قدان کے سامنے ایتادہ رہتا اور فرماتے کہ آج تک کسی نے اپنے شیخ پر
فوقیت حاصل نہیں کی۔ سوائے شیخ قطب الدین بختیار اوسمی کے کہ وہ اپنے شیخ معین الدین پر فوقیت
لے گئے اور سوائے میرے فرزند کے کہ یہ مجھ پر فوقیت حاصل کر گئے۔

مضامین :- (۱) المعارف (عربی) در نحو — (۲) شرح الملتقط جو آپ
کے والد کی تالیف ہے — (۳) شرح السوانح — (۴) رسالہ در عقائد (فارسی میں)
(۵) رسالہ فی لبس الغلین فی المسجد — (۶) رسالہ فی مقامات صوفیہ — (۷) رسالہ
در اباحت السماع — (۸) رسالہ فی التصریف الفارسیہ — (۹) التصریف المالکی۔
وفات :- اپنے والد کی زندگی میں گلبرگہ ہی میں بروز چہار شنبہ ہر ربیع الثانی ۸۱۴ھ
میں رحلت فرمائی۔ باپ اور بیٹے دونوں کی قبر پاس پاس ہے۔

(مہر جمال تاب)

۶۹۔ شیخ حماد بن محمد گجراتی

۲۲ شوال ۸۳۶ھ

الشیخ العالم الکبیر قاضی حماد بن محمد حنفی صوفی گجراتی مشہور لوگوں سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ تحصیل غنم کے بعد رسول شیخ محمد بن عبداللہ الحسینی البخاری کی خدمت میں تشریف لائے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

عمر کا معتد بہ حصہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا۔ آپ کثرت و کرامات اور وقار لغریب کا سرچشمہ تھے۔ ۳۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ تاریخ وفات بغیر سن ۲۰ شوال یا ۸۳۶ھ ہے (مراۃ احمدی)

”خ“

ب۔ مولانا خواجگی دہلوی

(لجہد سلطان تیمور گورگان)

م ۸۰۹ھ

الشیخ العالم الکبیر الحلیمۃ خواجگی بن محمد بنفی دہلوی - نزہل کالپی دفین - مولد و منشا
دہلی - شیخ معین الدین ہراتی سے پڑھ کر - فقہ و اصول و عربیت میں کمال حاصل کیا اور دہلی
ہی میں سند تدریس کی آراستگی کا ذریعہ ہوئے۔

ان سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے درسیات پڑھیں - طریقت شیخ انیس الدین
محمود اودھی سے حاصل ہوئی - جس زمانے میں آپ دہلی کے اندر متوطن تھے - شیخ محمد بن لیرف
حسینی دہلوی نے خواب دیکھا کہ مغل شورش بلند ہو گئی ہے - انہوں نے کھیت اور نسل انسانی
تہس تہس کر رہے ہیں - یہ خواب سن کر مولانا خواجگی دہلی سے نکل کر کالپی چلے گئے - ان
کے بعد تیمور نے دہلی پر نزل بول کر شہر کو برباد کر دیا۔

آپ کا مزار کالپی کے قلعہ میں ہے۔

۱۔ مولانا شمس الدین خواجگی کروڑی

الرحمہم الحرم ۸۹۸ھ

الشیخ الفاضل الکبیر شمس الدین خواجگی بن احمد بن شمس الدین العریضی الملتانی۔

امام اسماعیل بن جعفر صادق کی اولاد سے تھے درسیات اور طریقت دونوں اپنے عہد اعلیٰ شیخ
علاء الدین حسینی الجبوری سے حاصل کیے۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔
بہت بڑے عالم متقی فقہ و حدیث اور تصوف میں محسود اقران تھے۔
مصنفات :- (۱) المرید والمراد (درسلوک)

(۲) اربعین (در حدیث ملقط از مشارق الانوار صفحانی)

شیخ احمد بن محمد حسینی کردی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ والد کو
خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے چاہا کہ اپنے دادا خواجگی کی کتاب اربعین
حضور کو بڑھ کر سنائیں تاکہ آپ احادیث کی صحت فرمادیں اس پر حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا،
کہ اربعین کا ماخذ کیسا ہے۔ اس پر صاحب دویا نے عرض کیا۔ صفحانی کی کتاب مشارق
الانوار! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ مشارق کی تمام احادیث صحیح ہیں۔
جس پر صاحب رویا نے اللہ سبحانہ کا شکریہ ادا کیا۔ صاحب ترجمہ نے اس
بشارت پر تمام مشارق حفظ کر لی۔

مولانا کی قبر کٹرہ میں دریائے گنگا کے کنارے پر ہے اور اس پر حضرت خواجگی ہی کے
دو شعروں پر مشتمل یہ کتبہ نصب ہے۔

برائے خدا ہے عزیزاں من نوید بر گور من این سخن
کہ چون خواجگی در تہ خاک شد نکوشد ز حکم جہاں پاک

۷۲۔ مولانا خواجہ مانک پوری

”الشیخ الفاضل“ مولانا خواجہ بن جلال الدین العجری مانک پوری — علمائے فقہ و
اصول و عربیت میں ممتاز۔ اپنے والد کے سوا دوسرے اساتذہ سے بھی پڑھا۔ نہایت صابر
و محتاط اور پارسا تھے۔ ان کے متعلق عجیب و غریب وقائع مشہور ہیں۔ ازال جلد یہ کہ ایک

نحضر خاں نے اسے سزوں کے دہلی پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۰ھ میں رونما ہوا۔ احمد بن (پاک پٹن) پر دونوں میں گھمسان کارن پڑا تو اقبال خاں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مارا گیا۔ تب ناصر الدین محمود بن محمد بن فیروز شاہ سنہ ۱۰۰۱ھ دہلی پر قبضہ کر لیا اور کچھ مدت کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اور نحضر خاں پھر دہلی پر ۱۰۰۲ھ میں قابض ہو گیا۔ اب اس نے اپنا لقب صاحب المسند العالی والروایات الاعلیٰ منقول کر دیا۔

نحضر خاں عدلی گستر۔ سخاوت پیشہ۔ صادق القول اور دیانت اس کا شیوہ تھا۔ رعایا اس کی مطیع فرمان اور اس کے عدل پر مطمئن تھی۔ وہ اپنی مملکت میں شہروں کی آبادی، زراعت کی افزائش اسلام کی ترقی اور رعایا کی خوشنودی کے لیے کوشاں رہتا۔ اس نے دہلی پر ۷ سال چند ماہ تک حکومت کی (تاریخ فرشتہ)

۱۰۰۲۔ شیخ خوند میر الفتنی

اربع الثانی ۱۰۰۲ھ

”الشیخ الفقیہ“ خوند بن سید بڑھا بن یعقوب بن محمود الحسینی الفتنی الجرجانی۔ صلاح و علمیت میں معروف۔ مولد و منشا سرزمین گجرات۔ اپنے چچا شادی بن یعقوب پڑھا اور انہی کی بہت سے سرفراز ہونے کے بعد فتن سے احمد آباد تشریف لے گئے۔ یہاں شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الجرجانی (شیخ عبدالفتاح) (کہ علاء الدین کے مرید اور علاء الدین شیخ محمد بن یوسف الحسینی) نزل و دنیاں گلبرگہ کے مرید تھے) سے الکتاب باطنی کیا۔

شیخ خوند نہایت رعب و دأب کے ساتھ باوقار منش تھے۔ ان سے بے شمار افراد نے کسب فیض کیا۔ آپ کے کثوف و کلمات بہت مشہور ہیں۔ (مرآۃ احمدی)

۷۵۔ شیخ خلیل اللہ کرمانی

(لجہدر سلطان احمد شاہ بہمنی)

”الشیخ الصالح“ خلیل اللہ بن نعمت اللہ بن عبد اللہ الحبیبی الکرمانی فلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۱۲۳۵ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے نہایت عزت و اکرام کے ساتھ احمد آباد پیر میں اقامت کے لیے مجبور کر کے پیرھم کے نواحی مواضع جاگیر میں عطا فرما کر ان کی صاحب زادی اور پوتی دد لزل کا عقد اپنے دو فرزندوں علاء الدین اور محب اللہ سے کرا دیا۔

۷۶۔ خضر بن الحسن بلخی

”الشیخ الفاضل“ خضر بن الحسن بن المبارک بن عثمان بن محی الدین الحمیری الادھمی بلخی حدیث میں ممتاز الاقران، وطن سے آکر جون پور میں طرح اقامت ڈال دی اور لکھنؤ میں درس جاری کیا۔ ان کے شاگردان کے فرزند قطب الدین ہیں۔ میں نے شیخ مبارک گویا مٹوی کے ترجمہ میں پڑھا ہے کہ خضر کی نسبت ابراہیم ابن اوحم دلی مشہور سے صحیح نہیں۔
بلخ آباد کے نواح میں چند مواضع ان کی جاگیر میں تھے۔

۷۔ مفتی داؤد بن رکن الدین ناگوری

الشیخ العالم الکبیر المفتی داؤد بن رکن الدین ابن حسام الدین حفیظی ناگوری فقہ و اصول میں سربر آوردہ روزگار تھے اور گجرات کے شہر ہنوالہ میں مفتی بنے انہوں نے فتاویٰ حمادیہ کی تدوین میں اپنے والد کی مدد کی جیسا کہ ان کے والد نے اپنی کتاب کے آغاز ذکر فرمایا ہے۔

۸۔ ملا داؤد گجراتی

(لجہ سلطان فیروز بن داؤد بھٹی)
الشیخ الفاضل داؤد بن ابو داؤد گجراتی۔ تاریخ و سیر میں معروف تھے۔
م تصنیف :- نخفۃ السلاطین (درصالت شاہان) سلطان فیروز بن داؤد بھٹی کے لیے
لکھی (تاریخ فرشتہ)

”س“

۷۹۔ شیخ رکن الدین جون پوری

الرحیم الثانی رحمہ اللہ

الشیخ الصالح الفقیہ ”رکن الدین ابن صدر الدین بن شرف الدین ابن جلال الدین محمود بن جابر بن شیخ عبداللہ الفزاری الہروی ثم الہندی جون پوری۔ صلاح و بزرگی میں نامور۔ ان کے والد نے سلطان خضر خاں کے زمانے میں دہلی آکر طرح وطن ڈال دی۔ اور حبیب ان کے والد نے داعی اجل کو لبیک کہا تو یہ نرمانہ سلطان ابراہیم شرقی رخت سفر باندھ کر جون پور شریف لے گئے۔ یہاں حضرت شیخ تاج الدین جھولنسوی سے طریقت حاصل کی اور حبیب جلال الدین احمد المحسینی البخاری جون پور وارد ہوئے تو ان سے بھی اکتساب کیا۔ انص کے لیے قبول عظیم گاہ عالم تھا کہ مرید سجدہ کرتے اور یہ اس سے منع نہ فرماتے جس پر قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ہار ہا ان پر محاسبہ فرمایا۔ شیخ عبدالعزیز جون پوری نے سیرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب کبیر المومنین الہندی جون پور آئے تو ان کے شاگردوں نے قاضی شہاب الدین مذکور کے بارے میں زبان درازی کی۔ تب شیخ رکن الدین نے ان کی طرف داری کرتے ہوئے انہیں جون پور سے چلے جانے پر اشارہ کیا۔ موصیٰ:۔ شیخ عبدالملک جون پوری۔ قاضی محمد بن الحلاء منیری اور بے شمار حضرات۔ مزار ان کا تاتلہ جون پور میں ہے (در گنج ارشادی)

۸۰۔ شیخ رکن الدین دہلوی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ رکن الدین لقب شہاب الدین حنفی صوفی دہلوی از مشایخ چشتیہ مولد و منشا دہلی۔ اپنے والد سے پڑھا۔ اور ان کے بعد انہی کی مسند خلافت پر تمکین حاصل ہوا۔ مسعودیگ مصنف کتاب التہذبات ان کے شاگرد ہیں۔ (گلزار الابرار)

۸۱۔ شیخ رکن الدین ظفر آبادی

م ۸۲ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ رکن الدین قرشی ظفر آبادی اکابر فتنائے حنفیہ سے تھے۔ فقہ و اصول فقہ اور حدیث و تفسیر پر ایک میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

مصنف کتاب المناقب الدردیشیہ نے لکھا ہے کہ انہیں ایک لاکھ حدیث یاد تھی۔ حاکم الدہر اور اکل حلال میں سماعی رہتے۔ انہوں نے شیخ اسد الدین حلینی ظفر آبادی سے طریقت حاصل کی اور انہی کی محبت میں جہاد فی سبیل اللہ میں جدوجہد جاری رکھی۔ ظفر آبادی میں وطن تھا۔ ان کے ایک مرید نے ان کی تاریخ رحلت لفظ رکن دین افتاد سے ۸۲ھ نکالی (تجلی نور)

۸۲۔ مفتی رکن الدین ناگوری

”الشیخ العالم الکبیر العلماۃ“ نام رکن الدین لقب حسام الدین حنفی ناگوری۔ فقہ و اصول فقہ میں ممتاز، منوالہ گجرات میں مفتی تھے۔ فتاویٰ حمادیہ (درمجلد حقنیم) ان کی تالیف ہے۔ جو انہوں نے قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم سے مرتب کی جس میں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر کی ۲۴ کتابیں سے استفادہ کیا۔ اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے والحمد للہ الذی نور قلوب العارفين بنور التوحید والايمان

۸۳۔ قاضی رضی الدین ردوولی

(بعد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ الفاضل الکبیر» قاضی رضی الدین ابن لفسیر الدین ابن نظام الدین المحقق الردوولی
اولاد تھے قاضی شہاب الدین احمد بن عمر الزاولی دولت آبادی کے مولد و منشا جون پور۔ اپنے نانا
قاضی شہاب الدین کی خدمت میں بڑوں ملازم رہے۔ حتیٰ کہ علم میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ فقہ و اصول
فقہ اور علم کلام و عربیت میں اپنے معاصرین پر تفوق حاصل کر لیا۔ سلطان ابراہیم شرقی نے آپ
کو قصبہ ردوولی میں قاضی مقرر کر دیا۔ آپ نے یہیں طرح و طرح ڈالی اور تدریس و افادہ کا سلسلہ شروع
کر دیا۔ (انوار الصغی)

”س“

۸۴۔ سلطان زین العابدین کشمیری

م

”الملك العادل الکرم زین العابدین ابن الاسکندر بن قطب الدین الکشمیری السلطان۔
الصارح۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ ان کا نام شاہی خاں تھا۔
مگر ۸۲۶ھ میں ماہول نے خود زین الدین اپنا لقب مقرر کر لیا۔ اپنے بھائی محمد خاں کو وزارت عظمیٰ
پر مقرر کیا اور تبت فتح کر کے اس کے باشندوں کو مطیع کر لیا۔

عدل و سخاوت اور اسیروں کی رہائی سے اپنی حکومت کا آغاز کیا۔ اور تبت
سے جو تبت پرست بھاگ گئے تھے۔ ان کے لیے عام معافی اور اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت
دی دے۔ مگر وہ تبت پرست ہی تھے۔ اپنی عادت کے مطابق قدیم رسوم پر ڈٹ گئے۔ بڑے
عورتوں کو نذر آتش کرنے لگے۔ سلطان نے انہیں جزیہ کے بارے بھی سبک دوش کر دیا اور
ان کی مزید تالیف قلب کے لیے مسالونی کو ذبح بقر سے بھی منع کر دیا۔ ملکہ ملک کے عام
ٹیکس بھی ان پر سے ساقط کر دیے۔ حتیٰ کہ ان میں سے جو لوگ ان کے والد کے عہد میں زبردستی
مسلمان کر لیے گئے تھے انہیں دوبارہ اپنے مذہب پر لوٹنے کی اجازت دے دی۔ تاجروں
کو حکم دیا کہ سالانہ تجارت چھپائیں نہیں اور ہر سالانہ فروخت کریں۔ قلیل منافع پر فروخت کریں۔
مبادا کسی بیح و فروخت میں دھوکا کریں۔

سلطان زین العابدین جب کسی معرکہ میں کامیابی حاصل کرتا۔ فوج میں تمام اموال

غلیت تقسیم کر دیتا۔ اور مفتوح عوام پر خراج غاید کر دیتا۔ وہ سرکشوں کو سزا دیتا۔ کمزوروں اور مساکین پر رحم کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات میں ایسی باتیں سمودیں جو ہر کسی میں نہ ہوتی تھیں۔ وہ کسی غریبوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا۔ نہ کسی کے مال پر نظر کرتا۔ عفو اور تسامح اس کا دھار تھا۔ لوگوں کی معمولی لغزشوں پر ان سے مواخذہ نہ کرتا۔ زیادہ سے زیادہ سزا مجرم کی جلا وطنی تھی۔ اور اس میں بھی تشدد نہ تھا۔ تاکہ مجرم اسے عقوبت نہ سمجھے۔

اس بادشاہ کے تعمیراتی کاموں میں اپنے باغت ملک کی آباد کاری تھی۔ اس نے نہریں کھدوائیں۔ باغات اور زراعت میں ترقی۔ رہ گزاری پر پولوں کی تعمیر۔ حتیٰ کہ اس کی ولایت میں الاراضی کا کوئی ٹکڑا آب پاشی اور شادابی سے محروم نہ تھا۔ نہ کوئی زمین بنجر تھی۔ کہ وہ ارباب و فضل کمال کی قدر بھی کرتا۔

اس کے لیے شہر ایسے مسلمان اور ہندو عالم جمع ہو گئے جو عربی فارسی۔ نقل و خط و کتابت۔ ہندی میں اور ہندی سے عربی و فارسی میں فنی کتابوں کا ترجمہ کرتے رہتے۔ وہ خزانہ مالی کا دلدادہ نہ تھا۔ اس لیے سونا اور چاندی و دولت اس کے پاس نہ بچتے۔ بلکہ اس نے حسن اخلاق و تواضع، بخشش و فیصلہ جات میں روزی و قدامت امور میں عزم و نعنہ۔ رویا کی حالات، پر اطلاع۔ تدبیر کی رسائی۔ ارباب کمال کی محبت و زینوں سے افرت۔ اور عہد الامور سے رغبت اس کے معمولات تھے۔ اس نے ساڑھے سات سال کی عمر میں وفات پائی اور ۵۲ سال حکومت کی (تاریخ فرشتہ)

۸۵۔ شیخ زین الدین عربی

شیخ زین الدین بن بدر الدین صوفی عربی فقہ و تصوف اور فنون ادبیہ میں ممتاز طریقت شریف شریف الدین احمد سنہری سے حاصل کی جن کی خدمت میں برسوں ملازمت نصیب ہوئی۔ مقانیف: راجحہ القلوب (فارسی) اپنے مرشد کے حالات و ملفوظات۔ اولہ: حمد و سپاس

بے قیاس "الخ"۔

۸۶۔ شیخ زہید بن بدھا سارنی

الشیخ العالم الصالح زہید بن بدھا ابن حمزہ بن قطب ابن عمر بن الجلال الحسینی الزیدی
مسارنی۔ فرقہ چشتیہ کے مشایخ سے تھے۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری ان کے مرشد ہیں۔
صاحب ترجمہ ہر وقت مستغرق رہتے۔ مراقبہ معمول تھا۔ اور شیخ ابو الفتح ہدایت
بن محمد المنیری ان کے نواسے تھے۔ (گلزار ابرار)

میں نے شیخ محمد بن العلماء المنیری کی بعض اسانید میں پڑھا ہے کہ انہوں نے طریقہ چشتیہ
شیخ زاہد بن بدر چشتی سے حاصل کیا۔ اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ جون پوری سے لہذا
قیاس یہ کہتا ہے کہ شیخ زہید کا اصلی نام زاہد اور ان کے والد کا نام بدر تھا۔ رہا یہ کہ
یہ زہید اور بدھا کیا ہے؟ تو یہ تو جس طرح ہندوستان میں رواج ہے زاہد کو زہید اور
بدر کو بدھا کر لیا گیا اور یا گلزار ابرار کے ناقلین سے اس سلسلہ میں غلطی ہوئی۔

۸۷۔ شیخ زین الدین بغدادی کنج نشین

(زبانہ سلطان علاء الدین لکھنوی)

م ۳۵۷ھ

الشیخ العالم الصالح "زین الدین صوفی بغدادی مشہور۔ یہ کنج نشین بواسطہ شمس الدین
محمد از احمد از ابواسحاق از شمس الدین محمد الکی از ابوالعباس سلیمانی (تامسانی) از محمد صالح و
کامی از شیخ ابودین مغربی۔ جو حضرت شیخ محمد بن ابراہیم کے مرید ہیں۔ بغداد سے
ہندوستان تشریف لائے اور احمد آباد بیدر میں زبانہ سلطان علاء الدین شاہ لکھنوی اقامت فرما
ہوئے۔ ۳۵۷ھ میں بیدر کے مقام پُرفات پائی اور یہیں آسودہ لحد ہوئے (مہر جہاں تاب)

وحاشیہ ایں متن

ان کی تاریخ ولادت ۷ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ ہے اور مولید بغداد
اساتذہ ۱۔ اس غمہ کے مشہور ارباب علم جن سے پڑھنے کے بعد وہ پل تشریف لے
آئے اور جب اپنے والد شیخ محمد ابراہیم سے ملاقات ہوئی تو ان کی بیعت کا شرف حاصل
کیا۔ ان کا شجرہ یہ ہے شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال الدین ابن شیخ رکن الدین ابن شیخ
لور الدین بن شیخ بدر الدین بن شیخ یعقوب ابن شیخ داؤد بن محمد ابن اسحاق بن ابو عبد اللہ
طاہر ابن شیخ شہار الدین بنجد بن سید الطائفہ بنجد بغدادی۔

بنجد ناگوری نے اپنی کتاب الاعراس کے صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ اور مسنف تاریخ غور شید
جہا بی نے ص ۲۲۲ اور قدہ کرہ ابو الفیض ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ "مرانا کنج کشین شہر بیدر
میں آنے کے بعد ذکر و فکر اور ارشاد و دعوت میں ڈوب گئے۔ ان سے بے شمار افراد نے
استفادہ کیا۔ وہ پارسا اور عبادت گذار و کثیر الخشیت تھے۔ ان سے عجیب و غریب دلائل ظہور میں
آتے۔ ان سے منکشفات و کرامات بہیم ہوتے۔ تاریخ وفات روز جمعہ ۹ ربیع الثانی ۱۰۶۷ھ
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یوم وفات پر بیدر ہی میں تمام سرکاری دفاتر اور مدرسوں میں تعطیل
ہوئی۔ ان کے بیٹے جمال الدین کی رحلت ۹ رمضان ۱۰۶۷ھ اور پوتے شیخ جمال الدین کی
وفات ۷ رجب ۱۱۲۷ھ کو ہوئی۔

۸۸۔ شیخ زین الدین اودھی

۱۰۸۰ھ

"الشیخ الصالح زین الدین علی المحبشتی الاودھی جو شیخ نصیر الدین محمود بن یحییٰ اودھی کے
ہمشیر زادہ تھے۔ طریقت اپنے مامول مجدد روح الصمد سے حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسوں
ملازم رہے اور دولت آباد میں انتقال فرمایا۔

”س“

۸۹۔ شیخ سارنگ لکھنوی

ولجہد سلطان فیروز شاہ دہلوی ملک الہند

م ۱۴ شوال ۸۵۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ سارنگ حنفی الصوفی دہلوی ثم لکھنوی ولجہد سلطان فیروز شاہ دہلوی
فرقہ چشتیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔

مالوہ میں شہر سارنگ تعمیر کیا لہذا لکھنوی میں جذبہ ربانیہ سے ایسے سرشار ہوئے کہ امارت پر
الت مار کر شیخ قوام الدین ابن ظہیر الدین عباسی کر وہی کی خدمت میں رہنے لگے۔ ان سے
ذکر کا طریقہ حاصل کیا اور حج و زیارت کے بعد واپس وطن التشریف لائے۔ اب شیخ یوسف بن
احمد ایرجی کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔ ان سے
رسالہ مکیہ پڑھا۔ ان کی آخر عمر میں شیخ صدر الدین ابن احمد الحسینی نے ان کے لیے غوث
خلافت بھجوا یا تو واپس کر دیا۔ اس پر شیخ حصام الدین نے جو فرقہ سہروردیہ کے مشایخ میں سے
تھے ان کو یہ خرقہ قبول کرنے کے لیے کہا بھجیا۔ تب انہوں نے رکھ لیا۔ جس خرقہ کی بدولت
ان کو بہت فیضان حاصل ہوا (اخبار الانبیاء)

ان کا مزار نجم گوہ میں ہے جو اودھ کے قریب لسیوہ کے قریب واقع ہے (الفوائد السعیدہ)

۹۰۔ شیخ سراج الدین کاپوری

م ۸۳۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ سراج الدین حنفی صوفی المشہور بہ السراج الحلقی» مولانا خواجگی دہلوی جو کاپی میں مدفون ہیں، سے درسیات پڑھیں۔ طریقت میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد انیسینی البخاری سے مستفیض ہوئے۔

شاہ مدار شیخ بدیع مکن پوری کے ساتھ ان کی جو روئداد گزری وہ مدار صاحب کے حالات میں لکھی جا چکی ہے۔ — (ذخیرۃ الاصفیاء)

۹۱۔ شیخ سراج الدین گجراتی

م ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ

الشیخ الفقیہ الزاہد سراج الدین ابن السلامہ کمال الدین دہلوی گجراتی مشہور مشائخ سے تھے، درسیات پڑھیں اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند تدریس افادہ کو آراستہ کیا۔ آپ کے فرزند علم الدین اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا۔ ہنر والہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں آسودہ لحد ہوئے (مجمع الابرار)

۹۲۔ شیخ سراج الدین ملتانی

م ۸۸۸ھ

«الشیخ العالم الصالح سراج الدین بن عالم الدین ابن قوام الدین ملتانی مشہور مشائخ طریقت سے تھے۔ وطن اور مولد ملتان مگر منشاہرۃ ہے۔ درسیات و طریقت دونوں شیخ زین الدین خوانی سے حاصل ہوئے۔ برسوں ان کی خدمت میں ملازم رہے اور ان کے بعد ان

کی خلافت پر فائز ہوئے۔ ارشاد و تلقین کا حلقہ قائم کر لیا۔ آخر ہندوستان تشریف لاکر گجرات کو وطن بنالیا۔ ان کا مزار انروالہ میں ہے۔ (اخبار الاخبار)

کتاب مجمع الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ زین الدین خوانی نے ۸۳۶ھ میں نور الدین بن عبد الرحمن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف کورانی سے بواسطہ شیخ حسام الدین کنوی از شیخ نور الدین عبد الصمد نظیری از شیخ نجیب الدین علی برغشی از شیخ الکبیر شہاب الدین عمر بن محمد سروردی مصنف کتاب العوارف سے فیض حاصل کیا۔

۹۳۔ شیخ سعد الدین خیر آبادی

م ۸۸۲ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامة سعد الدین ابن القاضی بدھن ابن شیخ قدوائی انا میثم خیر آبادی۔ ممتاز اہل علم سے تھے اور نحو و عربی اور فقہ و اصول فقہ و تصوف میں فائق۔ ان کے والد خیر آباد میں قاضی تھے۔ جوان کی صغر سنی میں انتقال فرما گئے اور صاحب ترجمہ اپنی والدہ کے زیر سایہ سن رشد کو پہنچے۔

درسیات حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا اور تکمیل علوم شیخ محمد اعظم ابن ابوالبقاء لکھنوی سے فرمائی۔ طریقت میں شاہ مینا ابن قطب الدین لکھنوی سے فیضان حاصل کیا جن کی خدمت میں بیس سال تک ملازمت کی۔ اور ان کے بعد لکھنوی میں شجیت پر فائز رہے۔ پھر خیر آباد منتقل ہو گئے۔ وہاں ایک مہربند خاتون لکھنوی سے فرمائی۔

مؤید :- شیخ عبد الصمد بن علم الدین سائن پوری۔ بدایونی اور دیگر بے شمار حضرات۔
مضامین :- شرح بزوری، شرح حسامی، شرح کافیہ، شرح المصباح، شرح رسالہ میکہ جس میں اپنے شیخ کے بے شمار ملفوظات جمع کیے جن کا طراز عنوان ہے۔

قال شیخی شیخ مینا آدمہ اللہ فی (اخبار الاخبار)

۹۴۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۹ جمادی الاولیٰ ۸۷۵ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن سعد الدین بن قاضی سماء الدین البکری البجنوری لکھنوی اپنے والد کے ۶۰ ویں فرزند تھے۔ شہر بجنور مولد و منشاء کہ لکھنؤ کے جوار میں ہے۔ سدا درس و افادہ میں مشغول رہے۔ دور دراز کے شہروں سے طالب علم استفادہ کے لیے آتے۔ فارسی میں شعر کہتے اور سعدی تخلص تھا۔ نمونہ کلام۔

پول دوست موافق است سعدی

سہل است جفا کے ہر دو عالم !
۸۸۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے ایک مستشرق نے مادہ تاریخ "مخدوم قطب اللہ" نکالا (تذکرۃ الاصفیاء)

۹۵۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۳ ربیع الثانی ۸۲۹ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن القاضی سماء الدین بن فخر الدین البکری البجنوری لکھنوی مشایخ کبار سے تھے۔ طریقت میں اپنے والد اور شیخ اجمل ابن امجد غوی جو پوری سے مستفیض ہوئے۔ ان کی ذات میں علم و عمل اور سخاوت و ایثار ہر چہار خوبیوں تھیں۔ اپنا مال سبیل اللہ میں خرچ کرتے اور فقرا کے لیے ان کا دسترخوان ہمیشہ لگا رہتا اسی وجہ سے آپ کا لقب کنڈری فراز مشہور ہوا۔ کیا شیخ قیام الدین نے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا۔ ۸۲۹ھ بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی کے روز سہرہ خاک ہوئے۔

مؤلف تذکرۃ الاصفیاء نے آپ کی تاریخ وفات "رحمۃ اللہ علیہ" نقل فرمائی ہے۔

۹۶۔ شیخ سعد الدکنوری

م ۱۰۶ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ سعد الدکن ابن محمد المتوکل الکنوری مشہور مشایخ طرقت سنیہ
علم دین کے گوارہ ہیں پروان چڑھے۔»

اساتذہ : آپ کے والد اور طرقت میں شیخ نصیر الدین محمود اودھی ہیں۔
زادہ اور کم خور و صابر تھے۔ سلوک میں ان کا مقام بلند اور اعلیٰ شان تھی (بحر ذخائر)
صاحب المعارج نے لکھا ہے کہ آپ کو شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے اہازہ
حاصل تھا۔

اپنے والد کی زندگی میں سنیہ کو وفات پائی۔

۹۷۔ شیخ سلام الدکنوری

(لجہ سلطان محمود شاہی)

«شیخ العالم الکبیر سلام الدکنوری فقہ و اصول و عربی میں ممتاز الاقران سلطان محمود
شاہی (مالوہ) نے آپ کو سید العلماء کا خطاب دیا۔ آپ اس بادشاہ کے نزدیک صاحب
قدر و منزلت تھے (تاریخ فرشتہ)»

۹۸۔ قاضی سماء الدین جونپوری

(لجہ سلطان حسین الشرفی)

م ۸۹۲ھ

«الفاضل العلامة قاضی سماء الدین جونپوری۔ المشہور بہ قتلخ خال۔ اپنے زمانے

کے اعلم العلماء سے تھے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگردوں سے پڑھا۔ اور ان سے سلطان حسین
المشرقی نے۔ جس کے بعد آپ کو اپنا وزیر مقرر کر دیا اور انہیں قسطنطنیہ خالی کا لقب عنایت
فرمایا۔ سرکہ دہلی میں جو بہلول کے ساتھ ہوا، قاضی صاحب بادشاہ کے ہمراہ تھے۔ سلطان بہلول
لودھی نے ۸۸۳ھ میں آپ کو گرفتار کر کے نال میں بھیج دیا۔

آپ ۸۹۲ھ تک زندہ تھے۔

۹۹۔ شیخ سعید ابن محفوظ السوالوی اللاہوری

«الشیخ الصالح» سعید بن محفوظ بن الحسین بن المجید بن النعمان بن حمزہ بن الحسین بن
البکر بن عمر بن احمد الحسینی الترمذی اللاہوری السوالوی۔

صدارح و شرف میں معروف، «سوانہ مولد و منشأ» ہے۔

طریقیت شیخ صدرالدین محمد بن احمد الحسینی البخاری اُچی سے حاصل کی۔ بعدہ حضرت
بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری سے استفادہ کیا۔ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ عبادت راج کیے۔
اور وہیں آسودہ بخد ہوئے۔

ان کے صاحبزادہ قوام الدین ابوعلی السوالوی نے جو شہ سبھل میں قتل ہو گئے اور جو کہ
پوری میں سپرد خاک ہوئے، آپ سے کتاب کیا۔

۱۰۰۔ قاضی سناء الدین غزنوی پھلی شہری

«الشیخ العالم الفقیہ» قاضی سناء الدین بن نظام الدین بن صدر الدین حسین الترمذی

۱۔ تاریخ فرشتہ (در متن)

ترتیبہ الخواطر

غزنوی مچھلی شہری۔

فقہ واصول فقہ اور عربی میں ممتاز الافاضل۔

غزنہ مولد و منشا۔

اپنے والد کے ہمراہ ۸۱۷ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ مچھلی شہر میں طرح اقامت
ڈال دی۔ اور اپنے والد کے بعد قابضی مقرر ہوئے۔

—————

”مش“

۱۰۱۔ شیخ شرف الدین المشہدی

۸۴۱ھ رجب ۸۴۱ھ

السید الشریف شرف الدین ابن علاء الدین الحسینی المشہدی ثم بروجی۔ صلاح و بزرگی میں ممتاز اور داماد و خلیفہ تھے شیخ بلال الدین حسین بن احمد الحسینی البخاری کے جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ان کی صحبت میں متعدد مشہوروں کی سیاحت کی۔ اسی سفر میں حبس گجرات پہنچے تو صوبہ گجرات کے شہر بروج میں طرح وطن ڈال دی۔

قلاؤندہ۔ آپ کے صاحب زادہ قطب الدین بن شرف الدین و سعد الدین بن شرف الدین اور دوسرے بے شمار حضرات۔ از طبقہ علماء و مشایخ ایک شنبہ کے روز ظہر کے دو میاں ۸۴۱ھ رجب ۸۴۱ھ کو بروجی ہی میں شہر سے باہر آسودہ لحد ہوئے (از مرآۃ احمدی)

۱۰۲۔ شیخ شعیب بن جلال المنیری

۵۴۱ھ رجب الثانی ۵۴۱ھ

الشیخ الفاضل شعیب بن جلال بن عبد العزیز بن تاج منیری۔ صلاح و تقویٰ میں مشہور۔ قصبہ منیر مولد و منشا ہے۔ بہار ہی میں حضرت شیخ شرف الدین منیری کی بیعت سے مشرف ہوئے جو آپ کے عم زاد بھائی تھے۔ پھر شیخ حسین بن مفر ابناخی سے ملازم ہوئے اور انہی سے استفادہ کیا، اور فخر الاماثل کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

نصا بیعت :- مناقب الاصفیاء (اپنے شیوخ کے تراجم پر)

۱۰۳۔ قاضی سمش الدین گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر سمش الدین المحقق الشیبانی از اولاد امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ د نعمان کوفی، دہلی سے نازول کے ارادہ سے نکلے۔ وہاں سے حرین شریفین کا قصد فرمایا۔ مگر راستے میں گجرات کے حاکم نے روک کر اپنی کنیزان کے جہالہ عقد میں دے دی۔ جسے وہ دارالحرب سے لائے تھے۔ اس بی بی کے لطن سے متعدد اولاد پیدا ہوئی۔ ان میں سے شیخ تاج الفاضل تھے جن کے ہاں پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ جن میں قاضی محمد الدین تھے اور ان کے بیٹے ہیں۔ جن میں علم اور عمر کے لحاظ سے شیخ احمد بڑے ہیں۔ (اخبار الانبیاء)

۱۰۴۔ شیخ شرف الدین گجراتی المشہور بہ جھوٹا

م ۲۵ ذیقعد ۷۵۰ھ

«الشیخ الکبیر شرف الدین اسادلی گجراتی المشہور بہ جھوٹا فرقہ رفاعیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔ انہوں نے شیخ نظام الدین عمر بن اکرم رفاعی از علی از رکن الدین از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برادر مدوح سمش الدین محمد از عم او محمدی الدین ابراہیم بن علی اعذب از عم او محمد بن عبدالرحیم از برادرش سیف الدین علی بن عثمان لبطاحی از قطب الکبیر السید احمد رفاعی (کہ ان کے مامول تھے) سے الکتاب فیض کیا اور ان سے شیخ لضر بن جمال لوزاری اور دوسرے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے (گلزار ابراہ)

۱۰۵۔ شیخ سمش الدین اولوی

م ۲۵ شعبان ۷۵۰ھ

الشیخ الصالح الفقیہ سمش الدین اولوی گجراتی۔ بزرگی و صلاح میں معروف۔ اونہ میں

کہ سوانت کے نزدیک بڑا شہر اور گجرات کا دار الخلافہ ہے، وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

۱۰۶۔ شیخ سمش الدین اودھی

الشیخ الکبیر سمش الدین ابن نظام الدین الصدیق الودھی مشہور مشائخ سے تھے۔
بلدہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پروان چڑھے۔ مولانا رفیع الدین اودھی سے پڑھا اور برسوں ان
کی خدمت میں ملازمت کی۔ بعد ازاں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی چاکری کی۔ برسوں ان کی خدمت
میں بھی رہے۔ ان سے طریقت میں الکتاب کیا اور ان کی رحلت کے بعد سند ارشاد پر متمکن ہوئے۔
اور اکثر افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ (مرآۃ احمدی)

۱۰۷۔ شیخ شیر خاں دہلوی

(بعد سلطان فیروز شاہ دہلوی)

م ۸۳۶ھ

”الشیخ الفاضل الصالح“ الحنفی الصوفی دہلوی المشہور بزرگ۔ سلطان فیروز شاہ دہلوی
کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمر کا نصف حصہ امارت اور ٹھاٹھ بانٹھ سے گزرا پھر یہ مشائخ ترک
کر کے شیخ رکن الدین بن شہاب الدین دہلوی کی بیعت کا رقبہ گردن میں حائل کر لیا اور بعد کے جملہ لوازم
از متم تجرد و گوشہ نشینی و روزہ داری و قیام و فتور اور تجرید پر ٹھک پڑے۔ یہاں تک کہ مرتبہ کمال
پر فائز ہوئے۔ ہر لمحہ سکر میں مستغرق رہتے۔

تصدیقات: التہذبات علیٰ نیج التہذبات موافقہ غین القضاۃ الامدانی — (۲) دیوان فارسی
(۳) مرآۃ الحارثین (در حقائق المعارف) مشتمل بر ۱۲۱۔ حقائق۔

(اخبار الانبیاء)

اور نمونہ کلام:۔

بہر دم بہ گہاں رفتم یارب کہ منعم یا او

کامینتہ اکیم از جہاں او با من من با او

ایں کشتہ ہجرال را گشت است خیالش بجا

چوں پیک اہل آید از تن چہ رود با او

بخت است ز بیداری ایں دیدہ شب پیم

آسودہ بچشم گر بردیدہ نہ پاؤ

سوز و چوسپند ایں جہاں من از پشیم بد

بہر گہ کہ کند جلوہ پلشیم رخ زیب او

پے صورت موزونش چوں زندہ تو الی ماندن

ما نسیم ہمہ تنہا جہاں ہمہ تنہا او

گشت است بسے جاہنا از طرہ او غارت

بروہ است بسے دہنا غزہ بیخا (کذا) او

بہر لحظہ کند جلوہ در دل بہر صورت

بہر کس بتماشائے مار است تماشا او

مسعود ازین غلوت کن معذرتے جہاں را

زیبا کہ بدل مارا کرد است کنور، جاؤ

(بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۱۰۸- شیخ شبلی ابن محمد گازی

م ۵۵۲

«الشیخ العالم الصالح» شبلی فرقہ چشتیہ کے معروف شیخ، مولد و منشا پانی پت، اپنے

والد شیخ جلال الدین محمد ابن محمود گزرونی سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ اور اس صدقے میں سند شیخوخت مزین فرمائی۔

آپ اکابر علماء سے تھے۔ صبر اور عفت و تدین سے بہرہ ور اور دہر و حال سے متمتع۔ مگر مفقود المرصن و غالباً بھگندس نے آپ کو جوانی ہی میں بے مال کر دیا۔ وجہ کے غلبہ میں ایسا ہوا جاتے اور آپ سے بے شمار کثوف و کرامات بیان کیے جاتے ہیں (بخزینۃ الاصفیاء)

۱۰۹۔ قاضی شہاب الدین اودھی

الشیخ العالم الفقیہ شہاب الدین مداری اودھی۔ قاضی قدوة الدین اسرائیلی اودھی کی اولاد سے تھے۔ ذہن نہایت رسالت تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا لقب پر کالہ آتش مشہور ہو گیا۔ طریقت میں شیخ بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری سے مستفیض تھے۔ جذب وصال میں عہدہ قضاۃ سے بھی درگزر سے اور اپنی تمام کتابیں دریا گنگا میں پھینک دیں۔ مزار آپ کا قریہ بڑا گاؤں سرزمین اودھ میں ہے۔

۱۱۰۔ شیخ سمش الدین ظفر آبادی

م ۱۷۷۷ھ

الشیخ الصالح سمش الدین ابن رکن الدین بن صدر الدین قرشی الملتانی مقيم ظفر آبادی۔ المشہور بہ شیخ بدھن۔

اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ سنیہ میں پیدا ہوئے۔ اسی دور آپ کے جد اعلیٰ صدر الدین نے داعی ماحل کو لبیک کہا تھا۔ صاحب ترجمہ اپنے والد کے زیر سایہ پروان چڑھے۔ ان سے پڑھا بھی اور طریقہ سہروردیہ میں کتاب بھی فرمایا۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی خلافت سے بہرہ مند ہوئے۔ ظفر آباد میں انتقال ہوا اپنے باپ دادا کے جوار

ہی میں دفن ہوئے (الانتصاع)

۱۱۱۔ مولانا سمش الدین کرمانی حق کو

(لجہر سلطان احمد شاہ بہمنی)

الشیخ العالم الصالح سمش الدین کرمانی المشہور بہ حق گو۔ اپنے صاحب زادہ شیخ نعمت اللہ کی معیت میں بیدر (احمد آباد) میں لجہر سلطان احمد شاہ بہمنی طرح اقامت ڈال دی۔

۱۱۲۔ شیخ سمش الدین الفتنی

الشیخ العالم الصالح سمش الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی۔ علم و عرفان و دولوں صفات میں ممتاز۔ شیخ اسماعیل ابن ابراہیم بھرتی کی خدمت میں سالہا سال تک ملازم رہے اور ان سے طریقہ قادریہ و گاذرونیہ ہر دو میں خلافت حاصل کی۔

آپ سے شیخ برہان الدین عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری اور دوسرے بے شمار علماء و مشایخ نے فیض حاصل کیا۔

لیکن اسماعیل ابن ابراہیم نے خرقہ قادریہ شیخ ابوبکر ابن سلامی الصوفی داذ شیخ احمد بن محمد اسدی از شیخ ابوبکر ابن نعیم از شیخ احمد بن محمد از محمد بن عبداللہ از شیخ صامت بن عبداللہ از عبداللہ شیخ الجبال از ابو محمد عبداللہ از سید عبدالقادر جیلی امام طریقہ قادریہ سے فیضان حاصل کیا۔

خرقہ گاذرونیہ شیخ ضجعی داذ برہان الدین از ابو عباس احمد از فضیل عذری از عبداللہ از ابوبکر از ابو محمد عبداللہ حضری از ابو محمد ابراہیم از ابو الفتح بن فقیہہ البیضاوی از شیخ اسحاق گاذرونی سے حاصل کیا۔

حکیم شہاب الدین جونپوری

(دور عہد سلطان محمود شاہ منڈوی)

الشیخ الفاضل الحکیم شہاب الدین کرمانی مخم ہندی جونپوری۔ اپنے زمانے کے مشہور
فاضل تھے۔ سلطان محمود شاہ منڈوی کے عہد میں منڈوہ تشریف لے گئے۔ اور یہاں محمود شاہی
کے نام سے مالوہ کی صنفیم جلد لکھی۔

"ص"

۱۴۔ مولانا صدر جہاں گجراتی

الشیخ الفاضل الکبیر صدر جہاں گجراتی فقہ و اصول و کلام میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور مشغلہ تدریس و افادہ تھا۔

تلاۃ اہلہ۔ شیخ احمد بن برہان ابن ابو محمد الخوری۔ صاحب ترجمہ شیخ محمد بن عبد اللہ الحسینی البجاری کے معاصر تھے۔ جن پر کئی مسائل میں مواخذہ کرتے۔ مگر ان سے ملاقات میں بعض مسائل کلامیہ میں گفتگو جو کی تو ان کے فضل و کمال کے معترف ہو گئے۔ (مرآۃ احمدی)

۱۵۔ شیخ صفی بن نصیر ردوولی

م ۱۲ اذلیقہ ۸۱۹ھ

الشیخ الفاضل الکبیر العلماۃ صفی الدین ابن نظام الدین ردوولی۔ امام ابو حنیفہ کی نسل سے تھے۔ اپنے بڑے حضرت نظام الدین کے ساتھ دہلی آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہاں سے جوہر تشریف لے گئے اور یہیں طرح و طن ڈال دی۔

صاحب ترجمہ (شیخ صفی الدین) قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے نواسے جو ذہن کی رسائی کی وجہ سے لازماً زمانہ سے تھے۔ خصوصاً حکمت اور دوسرے علم میں اپنے نانا محدود سے پڑھا اور طریقت شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے حاصل کی۔ حضرت سمنانی کہتے تھے کہ شیخ صفی تو علوم و فنون کے لحاظ سے تمام ہندوستان کے عجائبات میں سے تھے۔

دلائل اثبات

مُصَنَّفَات :- دستورِ المبتدی در علم صرف جو آپ نے اپنے صاحبزادے اسماعیل کیلئے لکھی۔

۲ :- غایۃ التحقیق :- کافیہ ابنِ حاجب کی بسیط شرح :- جس کے متعلق علامہ چلیپی نے اپنی

کتاب کشف الظنون میں لکھا ہے، کافیہ کی یہ شرح نہایت جامع ہے جس کا آغاز اُن

طرح ہوتا ہے الحمد للہ الذی انعم علینا بنعمہ العظام

شیخ صفی ہندی کے شاگرد تھے جس کا تذکرہ انہوں نے اسی شرح

میں کیا ہے اور حاشیہ میں ان کی تعریف ! اس بارے میں لکھا ہے کہ کافیہ کے موجودہ مشرح

میں ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی کی شرح کافیہ کے سوا کوئی شرح کافی نہیں۔

اس شرح کے ظاہر پر بہت لوگ اس پر جھک رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں انہوں نے خوب دادِ تحقیق

دی ہے اور نام اس شرح کا غایۃ التحقیق رکھا (بحوالہ الزوار الصفی)

۱۱۶۔ شیخ صلاح الدین گجراتی

۱۳ ربیع الاول ۸۹۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "صلاح الدین بن الطالب الجراتی۔

انص کے والد ہندو اور نام تو کا جو تھا جو شیخ احمد بن عبداللہ المغربی کے ہاتھ پرستار

ہو گئے۔ اس لمحہ میں ان کی بیوی (والدہ صاحب ترجمہ) حاملہ تھیں جب یہ پیدا ہوئے تو شیخ احمد نے

اس مولود کا نام صلاح الدین رکھا۔ اسے پالا پڑھا اور سنِ رشد پر آنے کے بعد اسے پڑھایا۔ حتیٰ کہ

علم و معرفت میں مرتبہ کمال پر آ پہنچے۔

وفات ۲۲ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوئی (مراۃ احمدی)

”ض“

۱۱۔ شیخ ضیاء الدین الرفاعی

م سنہ ۸۲۰ھ

الشیخ العالم الفقیہ ضیاء الدین رفاعی ریگڑی بزرگی اور تقویٰ میں ممتاز الاولین
 ہندوستان تشریف لے آئے اور شیخ سعید الدین نجم الدین حسینی الرفاعی کے اہلاد میں سے ایک صاحب
 سے پڑھ کر قریہ دیگور لواج ناندیر میں سکونت فرمائی۔

”ع“

۱۱۸۔ شیخ عبد الرحمان ہندی

م یوم الخمیس، ۱۳ ربيع الاول ۸۲۷ھ

”الشیخ العالم الکبیر عبد الرحمن بن احمد ابن عبد الملک القرشی الہندی نزہل مکہ معظمہ ملقب بہ وحیہ الدین بن عماد الدین۔ اعلم العلماء و صاحب ضبط و تحمل اور فقہ حنفیہ میں ماہر تھے۔ یقیناً فاس نے عقید میں کہا ہے کہ جوگاج میں نے مکہ مکرمہ میں کیا اس میں وہ میرے نائب تھے۔ اس روز نے انہوں فرمایا کہ میں ۸۷۷ھ کے قریب مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ یہاں وہ صاحب اولاد ہوئے اور یہیں قبرستان معلیٰ میں آسودہ لحد بھی ہوئے۔ (بحوالہ طرب الامثال)

۱۱۹۔ مولانا عادل الملک جوہپوری

(دلیلہ سلطان الشرقی جوہپوری)

”الشیخ الکبیر عادل الملک بن عبد الملک ابن بہار الدین بن ظہیر الدین بن بدیع الدین الحسینی الاسماعیلی الکھراچی الجون پوری۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ مولدہ منشا جوہپور ہے۔ اس عہد کے مشہور اساتذہ کے سامنے زائے تلمذتہ کیے اور پٹوہ بنگال تشریف لاکر شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری ثم پٹوہی سے طریقت حاصل کی۔ پھر جون پور لوٹ آئے یہاں برسوں اقامت کے بعد سلطان شرقی آپ کو ۸۲۷ھ میں رائے بریلی لے گئے تو آپ نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سلطان شرقی آپ سے برکت حاصل کرتے۔

آپ کی قبر رائے بریلی کے قلعہ سے متصل ہے (سیرۃ السادات)

۱۲۰۔ شیخ عبد الرزاق کچھوچھوی

م ۷ ذیقعد ۸۴۸ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ المعمر عبد الرزاق بن عبد الغفور بن احمد بن محمد بن موسیٰ ابن علی بن محمد بن الحسن بن احمد بن محمد بن محمد بن عبد الصالح بن عبد الرزاق ابن الشیخ الامام عبد القادر حیدرانی۔
کہ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی کے ہمیشہ زادہ تھے۔ یثرب اسان مولد و منشا ہے۔ ۱۲۰ اوں برس
میں سید اشرف محمود کی محبت میں داخل ہوئے تو ان کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔ ان
ہی کے سائے میں پروان چڑھے۔ علم و معرفت سے حصہ وافر حاصل ہوا۔ ان کے بعد
چالیس سال تک مرتبہ شیخو خیت پر فائز رہے۔ رحلت ۸۴۸ھ ماہ شعبان کچھوچھوی میں
ہوئی۔ اور وہیں آسودہ خمد ہوئے۔ (دالکوالف الاشرفیہ)

۱۲۱۔ شیخ عبد الشکور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الشکور بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری
الملتانی۔ علمائے کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال بن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفین میں
لکھا ہے۔

۱۲۲۔ شیخ عبد الغفور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الغفور ابن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود الحسینی البخاری الملتانی علمائے
کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال ابن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفین میں کیا ہے۔

۱۲۳۔ مولانا عبد الغنی منڈوی

(بہار سلطان احمد شاہ بہمنی)

”الشیخ الفاضل“ عبد الغنی حنفی منڈوی (در مالہ) علمائے کمالین در فقہ و اصول فقہ و عربیت میں سے تھے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد میں برابر کی صدارت پر فائز ہوئے۔ صدوق (در روایت و مسائل) اور بادشاہوں کے نزدیک قدر و منزلت کا مرجع تھے۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۲۴۔ مولانا عبد الکرم ہمدانی

”الشیخ الفاضل“ عبد الکرم ہمدانی المورخ الکبیر وزیر عہد الدین محمود گیلانی کے مصاحبین سے تھے۔ جن کے لیے آپ نے تاریخ محمود شاہی لکھی (تاریخ فرشتہ)

۱۲۵۔ شیخ عبد اللطیف الفتنی

۴ رمضان ۷۷۰ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الزاہد“ عبد اللطیف بن جلال الدین بن سراج الدین ابن صدر الدین السمری الملتانی ثم الفتنی الحجراتی۔ ممتاز علمائے ربانی سے تھے اور طریقت میں شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود الحسینی البخاری سے مستفیض۔ خود پر فقر و توکل اور دوسروں سے استغنا لازم کر لیا اور زید و عبادت پر جھک گئے۔

مصابینف۔ نو کتابیں لکھیں جن کے ناموں سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ چوتھی رمضان کے روز داعی اجل کو لبیک کہا (مرآۃ احمدی)

۱۲۶۔ شیخ عبد اللطیف گجراتی

م ۱۳ ذی قعدہ ۱۸۸۹ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ عبد اللطیف بن محمود القرشی الجراتی — المشہور بہ داؤد الملک
کہ سلطان محمود بن محمد گجراتی کے اقرار سے تھے۔»

خدا نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ تو شیخ عبداللہ حسینی البخاری کی بیعت کا رقبہ گردن میں
جامل کر لیا اور دیوی مشاغل چھوڑ کر اس کے ہو گئے۔ جس کے بعد ان سے عجیب و غریب شفا
کا ظہور ہوا۔ اور ۱۳ ذی قعدہ میں شہادت پائی۔

نجنس حضرات نے آپ کا قطعہ وفات فقط «ذی قعدہ» ہی سے مستخرج کیا۔ ان کے مزار پر
سلاطین کا تعمیر کردہ بہت بڑا گنبد ہے۔ (مرآۃ السکندریہ)

۱۲۷۔ شیخ عبد اللطیف الہندی

۱۸۹۵ھ

الشیخ الفاضل عبد اللطیف بن احمد بن محمد بن محمد بن سعید الحقی المکی نجم الدین ابن القاضی
شہاب الدین ابن علامہ ضیاء الدین الہندی

فاسی نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب العقد میں فرمایا ہے کہ انہوں نے ہمارے شیخ ابراہیم
صدیقی سے (سمبول ایک شیوخ مکہ معظمہ) کے حدیث سنی اور مصر میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہیں
دامی اہل کو ذبیک کہا۔

۱۸۹۵ھ میں وفات پائی۔ سن شریف چالیس سال کے لگ بھگ تھا۔ (طرب الآمال،

۱۲۸۔ شیخ عبدالشہ شطاری

(لجہد سلطان غیاث الدین خلجی)

م ۸۳۲ھ

الشیخ الامام العارف عبداللہ بن حسام الدین ابن عبداللہ ابن زید بن ضیاء الدین بن نجم الدین بن الجماد بن الشیخ الکریم شہاب الدین عمر بن محمد سروردی ثم شطاری الخراسانی۔ علم و معرفت میں شہور اور طریقہ شطاری میں شیخ محمد عارف از شیخ محمد عاشق از شیخ خدا قلی از شیخ البراحسن غرقانی از شیخ ابو مظفر از شیخ ابو زید عشقی از شیخ محمد مغربی از شیخ ابو زید لسطامی لہ اسطہ از امام جعفر صادق (بحوالہ کتاب الانتباه) مستفیض تھے۔ اور طریقہ قادریہ از شیخ عبد الوہاب از شیخ عبد الرؤف از شیخ محمود از شیخ عبد الغفار از شیخ محمد از شیخ علی از شیخ ابو جعفر احمد الحسینی از شیخ ابراہیم الحسینی از شیخ عبد اللہ الحسینی از شیخ امام عبد القادر جیلانی سے اکتساب فرمایا۔ (بحوالہ مجمع الابرار)

اور طریقہ لہفی و اثبات: از شیخ مظفر الکتانی الخلوئی در شہر ندیا پور از شیخ ابراہیم۔ عشق آبادی از شیخ نظام الدین حسین از شیخ محمد خلوتی از شیخ کبیر نجم الدین الکریمی (بحوالہ کتاب گلزار الابرار)

صاحب ترجمہ بڑے مشایخ میں سے تھے۔ ان کا مرتبہ مسلم تھا۔ شہر لہشہ گھومتے رہے حتیٰ کہ منڈو (مالو) میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

وہ جب کسی شہر میں پہلی مرتبہ داخل ہوتے تو بادشاہوں کی مانند تھیل بجواتے۔ اور اپنی سواری کا گھوڑا بادشاہوں کی مانند سجایا ہوا ہوتا۔ مگر عیرا میں قیام کے لئے خیمہ نصب کراتے اور جس نئے شہر میں داخل ہوتے وہاں کے درویش کے پاس ملاقات کے لیے جاتے تو اس درویش سے اس قدر دعا کرتے کہ اپنے الوار قدس سے انہیں منور کریں۔ اگر وہ صاحب محبوب ہوتے

تو ان کے معارف ان سے سلب کر لیتے۔ (بحوالہ کتاب البحر الزخار)
 تصنیف :- ایک رسالہ ہے فرقہ شطاریہ کے معمولات و وظائف اور اشغال و مراقبات
 پر۔ جو انہوں نے سلطان غیاث الدین خلجی صاحب مالوہ کے لیے لکھا۔ یہ بادشاہ ان کی بیحد
 تعظیم کرتا۔ آپ کے فضل و کمالات کا معتقد تھا۔ اور آپ کے اشارات پر عمل کرتا۔
 ۸۳۲ھ میں شہر منڈو کے اندر وفات پائی۔ اور اس کے قلعہ میں سپرد خاک ہوئے۔
 (گلزار الابرار)

۱۲۹۔ شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری

م ۸۵۰ھ ذوالحجہ ۸۵۰ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» عبداللہ بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین الحسینی البخاری
 ملقب بہ برہان الدین۔ کنیت ابو محمد اچھی الشجراتی۔
 ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت
 ۴۱۱ ماہ رجب ۷۹۰ھ ہے۔ اپنے دادا شیخ جلال الدین الحسین الاچھی کی رحلت سے چار
 سال بعد۔ دسویں سال میں قدم رکھا تھا کہ آپ کے والد نے رحلت کی اور جب آپ کی عمر ۱۲
 سال ہوئی تو ۸۰۲ھ میں آپ کی والدہ انہیں ہمراہ لے کر فتن گجرات تشریف لے گئیں۔
 اساتذہ :- مولانا علی شیر گجراتی

جب سلطان احمد شاہ گجراتی نے شہر احمد آباد بنوایا۔ تو آپ فتن سے منتقل ہو کر وہاں کے
 قریبی قریہ اساول سے منتقل دریا نے سامبرٹی کے کنارے پر سکونت فرما ہوئے۔ اور آخر میں
 قریہ ٹوہ میں آگئے جہاں زندگی بھر رہے۔

آپ بڑے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اور آپ کے حلقہ میں نہایت باوقار و صاحب
 کثوف و کرامات تھے۔ اپنے برادر کلال حامد بن محمود الحسینی البخاری اور اپنے والد کے عم بزرگوار کے

ساتھ ان حضرات سے بھی فرقہ ایزانی ہوا۔ یعنی از شیخ نور الدین ابو الفتوح شیرازی از شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ سرکھچی و از شیخ کمال الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی و از شیخ سمش الدین بن قوام الدین ناگوری کھنہبائی و از شیخ علی السجستانی و از خواجہ شاہی و از دیگر حضرات۔ اور فرقہ سہروردیہ لہتمول و دیگر مشہور فرقوں کا اجازہ اپنے بھائی اور عم والد سے حاصل کیا۔ طریقہ نقشبندیہ اور طاووسیہ اور حنینیہ میں اجازہ عطا ہوا از شیخ ابو الفتوح شیرازی سے۔ اور طریقہ مغربیہ میں حضرت شہاب الدین سرکھچی سے۔ اسی طرح طریقہ حیشتیہ میں شیخ کمال الدین فتنی سے اور طریقہ قادریہ میں شیخ سمش الدین سے۔ اور طریقہ کبرویہ میں خواجہ شاہی سے عطا ہوا (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۱۳۰۔ شیخ عبداللہ ملتانی

(لعبہ سلطان بہلول ابن کالالودھی)

م ۲۲ صفر ۹۰۰ھ

» الشیخ الصالح الفقیہ عبداللہ بن یوسف القرشی الملتانی۔ بزرگ و صلاح و تقویٰ میں معروف۔ سلطان بہلول بن کالالودھی کے عہد میں دہلی تشریف لائے۔ سلطان نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی۔ جن کے بطن سے ابو الفتوح رکن الدین متولد ہوئے۔ صاحب ترجمہ دہلی میں شیخ الاسلام کے مرتبہ پرفائز ہوئے اور ان کے صاحبزادے اپنے دور میں مریج و مقصد عوام قرار پائے۔

رحلت ۲۲ ماہ صفر ۹۰۰ھ کے روز ہوئی ۱۰

۱۳۱۔ مولانا عبد الملک جونپوری

م ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامۃ» عبد الملک العادل بن عماد الملک العمری الادھی جونپوری

مستشہور علماء نحو و ادب تھے۔ مولد و منشا جونپور ہے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے بچپن ہی میں پڑھنا شروع کر دیا آپ کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ۱۸ سال کی عمر میں فروغ حاصل ہوا تو تصنیف کے کوچہ میں قدم رکھ دیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی شروع کر دی۔ تھوڑے سے عرصہ میں اکابر علماء کی صف میں آ گئے۔ قاضی صاحب ممدوح کے مدرسہ میں مشغل تدریس اختیار کر لیا۔

تلامذہ :- شیخ بہاد جونپوری شائع الہدایہ و نردوی۔

صاحب ترجمہ نے کافیہ کا حاشیہ مرتب فرمایا۔ یہ شرح قاضی شہاب الدین کی تھی۔

۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو جونپور میں رحلت فرمائی اور اپنے آباء کے قبرستان واقعہ

کٹ گھرہ میں سپرد خاک ہوئے (تجلی نور)

۱۳۲۔ شیخ عثمان الحسینی الجراتی

(لجہد سلطان محمود بہمنی)

م جمادی الاولیٰ ۸۶۳ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» عثمان الحسینی الجراتی۔ گجرات کے ممتاز مشایخ سے تھے اور

طریقیت میں شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود حسینی گجراتی سے مستفیض۔ جن کی خدمت میں برسوں

ملازمت سے مرتبہ کمال تک پہنچے۔ شیخ نے انہیں شیخ برہانی کا خطاب دے کر اپنی خلافت عنایت

فرمائی۔ احمد آباد کے جوار میں سامبر متی سے ادھر قریہ عثمان پورا انہی سے منسوب ہے۔

بحوالہ تاریخ آصفی، اور انہوں ہی نے اس قریہ کی بنیاد رکھی۔ صاحب ترجمہ اسی میں اقامت گزیں ہو گئے اور یہیں ان کا مزار ہے۔ دریائے سامبر متی احمد آباد اور ان کے مزار کے درمیان شمال مغرب میں بہ رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود ابن محمد ان کا بے حد متقدّم تھا۔ جو اکثر ان سے کچھ نہ کچھ پڑھتا۔ اور ان کی خدمت میں آتا رہتا۔ اس نے صاحب ترجمہ اور ان کے آباد کے لیے کذا یہت سے زیادہ وظائف جاری کر رکھے تھے۔ وہ سلطان اکثر و بیشتر ان کے مدرسہ میں ان کے سامنے بیٹھ کر احکام وغیرہ قلمبند کرتا۔

۱۳۳۔ شیخ عزیز اللہ مندوی

از ۱۱۷۷ھ تا ۱۲۳۲ھ صفر ۸۵۲ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» عزیز اللہ بن یحییٰ بن لطف اللہ الحمیری المندوی شہاب فرخ شاہ عمری کابلی کی اولاد سے تھے۔ نہایت عمدہ اور طاہر حالت میں متولد ہوئے۔ حضرت رکن الدین مودود گجراتی کی خدمت میں برسوں ملازمت کی حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔ پھر احمد آباد اور رکن کے کئی سہول میں سے گزر کر منڈو (مالوہ) میں فروکش ہو گئے۔ زہد و لوکل اور قناعت و ضبط میں کوئی ان کا نظیر نہ تھا۔ کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ کرتے نہ اپنے پاس کسی چیز کا اندر دختہ رکھتے۔ ایک مرتبہ قلب میں گرفت سی ہوئی تو تلاش پر معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ نے ایک روٹی کا ٹکڑا بچا لیا تھا، جسے بچے کے لئے دودھ میں بھگو دیا جب شیخ کو اس بات کا علم ہوا تو بی بی کو حکم دیا کہ دودھ میں بھیگی ہوئی روٹی کسی کو دے دیں اور آئندہ کبھی گھر میں کسی قسم کا اندر دختہ جمع نہ کرو۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

شیخ کے پانچ فرزند۔ سعد اللہ۔ رحمۃ اللہ۔ حسن سرمست۔ نصر اللہ۔ شہر اللہ (بحوالہ مجمع البحار)۔ مگر کتاب خزینۃ الاصفیاء میں جو آپ کا سن رحلت ۹۱۲ھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔

۱۳۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی

م ۸۶۲ھ

”الملك المنظر“ علاء الدین ابن احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی سرزمین دکن کے بادشاہ۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۶۲ھ میں احمد آباد پیر کے اندر سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور رعیت کے دلوں کو عدل و احسان کے ساتھ موہ لیا۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا احسن برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔

پھر فتوحات ملکی کی طرف رخ پھیر دیا۔ بہت بڑے بڑے سر کے بیجا نڈر کو کن اور کفار ہند سے جزیہ وصول کیا۔ بت خانے سمار اور مساجد و خانات اپنی آباد کیں۔

وہ عادل و سخی اور عالم بادشاہ تھا۔ بعض علوم کے اندر اس کی نظر بہت زیادہ تھی۔ عدل و احسان اس کا دستور ہی تھا۔ وہ اپنے قضاۃ اور عہدہ داران حکومت کی ان کے سہروں میں بہت مدد کرتا۔ عدل کے موقع پر شریف و کم مایہ اور سر بلند و غنی یا فقیر کے درمیان کبھی امتیاز نہ رکھتا۔

ایک مرتبہ شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی دین گلبرگہ پر شراب نوشی اور زنا کے ارتکاب پر عد جاری کر دی۔ وہ منبر پر خطبہ پڑھتا اور اپنا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا۔

السلطان العادل الکرم الحلیم العزیز

لعباد اللہ، الغنی علاء الدین علاء الدین علاء

الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ

الولی البہمنی

ایک روز خطبہ کے دوران میں جب بادشاہ ان الفاظ پر سے گزر گیا تو احیاء کے ایک اسپ فروش نے اٹھ کر کہا جس سے بادشاہ نے گھوڑے خرید کیے مگر وزراء نے ان کی

قیمت اس سوداگر کو داندہ کی بھتی کہ

بجدا تم نہ عادل ہونہ کریم و حلیم درودن ہو۔ اسے
ظالم کذاب! تو بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے مسلمانوں
کے مہر پر سے ایسے کلمات آلاپتا ہے!!

بادشاہ یہ سن کر بہت غم گین ہوا۔ آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اپنے وزرا پر نہایت درجہ غصہ

ظاہر کیا۔ اور محل میں چلا گیا جہاں سے اس کی لاش ہی نکلی۔

اس نے احمد آباد میں ایک بہت بڑا کارخانہ تعمیر کرایا۔ جس میں مسلمان اور ہندو طبیب و معالج
مقرر کر دیے۔ جن کی تنخواہیں بیت المال سے جاتیں۔ درانی خانہ میں اس نے ہر قسم کی بڑی بوٹی اور
مرکبات جمع کر دیے۔ جو آزاد و غلام اور مال دار و محتاج سب کو مفت دینی جاتیں۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۳۵۔ مولانا علاء الدین جون پوری

الشیخ الفاضل العلامة علاء الدین عطاء الملک ابن عماد الملک الحمیری المجزول پوری۔

جون پور کے ممتاز اساتذہ تدریس سے بھتے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی خدمت میں
برسوں رہے۔ مدوح نے صاحب ترجمہ کے لیے کافیہ کی شرح لکھی۔ اور انہیں سبقاً عبور کرا
دیا۔ یہاں تک کہ افتا کا خلقہ ہو گیا اور بقدر بیس عدد کے مضامین لکھیں۔ اپنے شیخ شہاب الدین
کی شرح کافیہ المذكور بے حاشیہ بھی لکھا۔

جون پور میں رحلت فرمائی اور اپنے اجداد کے قبرستان کٹ گرہ میں دفن ہوئے۔

لے محتاجی لڑ

۱۳۶۔ شیخ علاء الدین دولت آبادی

م ۸۰۱ھ

«الشیخ العالم الصالح» علوی الحسینی دولت آبادی۔ فضل و صلاح میں ممتاز۔ شیخ رکن الدین
متمود و گجراتی سے پڑھا اور ان سے حضرت سلطان الاولیاء نعمان ابن حافظ الاسیری لبٹول دیگر ارباب
مشینیت نے کتاب فیض کیا۔ دولت آبادی میں آئندہ لکھوئے۔

۱۳۷۔ شیخ علاء الدین گوالیاری

م محرم ۸۲۲ھ

«الشیخ الفاضل» علاء الدین القرشی گوالیاری چشتیہ کے ممتاز شیوخ سے تھے قاضی
عبدالمقدر ابن رکن الدین شریعی الکنڈی سے درسیات پڑھیں اور شہر گوالیار میں صاحب فتویٰ
کی سند فرمائی۔ برسوں اس منصب پر سرفراز رہے۔

اہل دنیا کے نزدیک ان کی بے حدود جاہت تھی۔ پھر اللہ نے انہیں ترک و تجرید کی توفیق
ارزانی فرمائی اور آپ نے شیخ محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی کی خدمت میں برسوں رہ کر طریقت
میں اہوازہ حاصل کیا جو بعد تکمیل ۸۱۵ھ آخر ماہ شعبان میں اہوازہ مرحمت ہوا۔ اور پھر
گوالیار میں اقامت کے بعد کالپی تشریف لے گئے۔ جس وجہ سے لوگ آپ کی نسبت میں شنبہ
ہو گئے۔ کوئی آپ کو گوالیاری اور لجن کالپی کہتے۔
وفات ماہ محرم ۸۲۲ھ میں ہوئی۔

۱۳۸۔ شیخ علاء الدین علی بن اسعد الدہلوی

الشیخ العالم الصالح علی بن اسعد ابن اشرف بن علی الحسینی المکی ثبہ ابو عبد اللہ اور لقب
علاء الدین دہلوی۔ مولد و منشا دہلی ہے۔ اساتذہ عصر دہلی سے درسیات پڑھیں بیستہ برس دہلی گئے اور شیخ
جلال الدین حسین بخاری سے طریقت میں اکتساب فرمایا۔ ان سے دوبارہ (الکتاب) سنہ ۷۸۱ھ میں فرمایا
جن کی برسوں ملازمت کی۔ مندرجہ ذیل کتابیں بھی پڑھیں۔ المتفق۔ مجمع البحرین فقہ میں قدوری اور ہدایہ
دونوں کا کچھ کچھ حصہ۔ حنفی۔ بزدوی (در اصول فقہ) عقائد نسفی اور فقیہ لامیہ کہ نسفیہ کی شرح
ہے تفسیر مدارک نقوی میں اور التوفیر سالہ مکیہ اور لقنوں کے دوسرے رسائل، حدیث میں
مصا۔ بیح السنۃ اوراد شیخ الشیوخ و اوراد الکبیر اوراد مشایخ چشتیہ وغیرہ۔ ان میں سے بعض
کتابیں سبقاً پڑھیں۔ اور بعض ان کے شاگرد شیخ حامد بن محمود بن الحسین البخاری سے سنیں جو اپنے
دادا سے پڑھ رہے تھے۔

صاحب ترجمہ دس مائتہ حاضر درس رہے۔ تب آپ کو اجازہ تحریر فرمایا۔
مصابینف :- آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں (۱) خلاصۃ الالفاظ (۲) بیامع العلوم اپنے
شیخ کے ملفوظات در مجلدات میں۔

۱۳۹۔ شیخ علم الدین گجراتی

م ۸۰۹ھ

الشیخ الفاضل العلامة علم الدین بن سراج الدین بن کمال الدین عمری بلوی ثم گجراتی یکے از مشایخ
چشتیہ مولد و منشا گجرات اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھ کر فائق الاقران اور اپنے والد کی
رحلت کے لیے منصب شیخوخت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ بدر الدین محمد بن احمد المالکی حاکمینی شرح
معنی اللیب کے زاویہ میں متمکن ہوئے۔ جن کے پاس برسوں رہے۔ ممدوح آپ کے تبحر کے

ملاح سکتے (بحوالہ محبوب ذی المنن)

۱۴۰۔ شیخ علاء الدین علی ابن احمد مہامی

(اور مہائم شہر بمبئی کی پہلی بستی ہے)

(از ۱۳۸۵ تا ۱۳۸۶ جمادی الاخریٰ یوم جمعہ ۱۳۸۵ھ)

”الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة“ علی ابن احمد شافعی علاء الدین لقب اور کنیت ابوالحسن مہامی کوکنی (اور کوکن ایک قوم ہے) قوم لوات (بروزن لوات) یا غوالظ (بروزن صنوالبط) سے تھے۔ یہ طائفہ بلاد کن و گجرات میں ہے۔ یا ان امصار مدینہ سے جو جہج بن یوسف لفظی کے خوف سے نکلے اور ساحل سمندر پر لنگر ڈال دیے۔ اور ان کی بستی مہائم بروزن گجرات کی طرف علاقہ کوکن کی بندر گاہوں میں سے ایک بندر گاہ ہے۔ جو دریائے کاہل سے متصل ہے ان کا مدفن بھی قریہ مہائم ہے۔

مضامینف :- متعدد ہیں۔ یعنی (۱) تبصیر الرحمن وتیسیر الامان فی تفسیر القرآن۔ جس تفسیر کی خصوصیات میں ربط آیات لوجہ اتم پایا جاتا ہے۔ دو مجلدات میں ہو قاہرہ کے اندر مرحوم وزیر نقشب جہال الدین الوزیر بھرپالی کے مصارف پر طبع ہوئی۔

شیخ باقر بن مرتضیٰ مدرسی نے اپنی تالیف نفحة العنبر یہ میں لکھا ہے کہ مجھ سے شیخ حبیب اللہ نے شیخ مہامی کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ شیخ مہائم فرماتے ہیں کہ اپنی تفسیر کا مقابلہ لوجہ محفوظ سے کر لیا ہے۔

۲۔ دوسری تصنیف :- الزوارف فی شرح الحوارف۔

۳۔ شرح المخصوص فی شرح الفصوص۔

۴۔ استجداء البصر فی الرد علی استقصاء النظر : مصنفہ ابن المطہر الحلی :-

۵۔ النور الاطر فی کشف سر القضاة والقدر۔

- ۴۔ اور نمبر ۵ کی شرح : الضوء الازہر فی شرح النور الاظہر۔
- ۷۔ اہلۃ التائید فی شرح اولۃ التوحید۔
- ۸۔ شرح الفصوص (جس کی کوئی نظیر نہیں)
- ۹۔ الخاتم الملک العلام باحکام حکم الاحکام۔ امرار فقہ اور محاسن شریعت میں۔
- ۱۰۔ ترجمہ لمعات العراقی
- ۱۱۔ شرح منک
- ۱۲۔ رسالہ ہمام جہاں نما
- ۱۳۔ آراء اللدقائق فی شرح مرآة الحقائق شرح ۱۲
- ۱۴۔ اعجاز در رد طاعن شیخ اکبر
- ۱۵۔ رسالہ در فقہ امام شافعی

دعوتِ نبویہ

- ۱۶۔ علامہ غلام علی بلگرامی نے سنجۃ المربان میں لکھا ہے کہ ان کا ایک رسالہ عجیب ہے۔
- ۱۷۔ "آیت المذللۃ" کتاب الارباب فیہ ہدی الملتقین کے ذہب و اعراب پر۔

۱۲۱۔ شیخ علی بن احمد الزمری

م رمضان ۸۲۷ھ

الشیخ الفاضل علی بن احمد بن علی بن محمد بن داؤد بیضاوی۔
لقب نور الدین و کنیت ابو الحسن اور نسب مکی معروف بہ زمری۔ مولد بزرگستان ہے۔
بچپن ہی میں مکہ معظمہ جا پہنچے اور وہیں پر و ان پڑھے۔ قرآن مجید اور فقہ کی ایک کتاب کو
حفظ کیا۔ اس کے علاوہ فرائض و حساب اپنے عم بزرگوار بدر الدین حسین بن علی زمری سے
پڑھے۔ آپ ان علوم کے بڑے ماہر اور فقہ میں متوسط الرائے تھے۔

تلاش معاش میں شیراز، وہاں سے یمن اور ہند بارہا گئے۔ اور گلبرگہ میں فروغ مال حاصل کیا۔ ہندوستان سے عکدن جاتے ہوئے ڈوب کر ۸۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی جس کا تذکرہ فاسی نے عقیدیں کیا ہے (بحوالہ طرب الامثال)

۱۴۲۔ شیخ علی بن عبد الرحیم گجراتی

شیخ العالم الصالح "علی بن عبد الرحیم الحسینی الرفاعی ملقب بہ نور اللہ گجراتی حضرت سید احمد کبیر قطب الرفاعی کی اولاد سے ہیں۔ ۸۵۶ھ ہجری میں گجرات میں رحلت فرمائی (مہر جہاں تاب)

۱۴۳۔ قاضی علی بن عبد الملک بہروچی

م ۲۵ رمضان ۸۶۷ھ

"الشیخ الفاضل" علوم و معرفت دونوں میں ممتاز۔ طریقت شیخ کمال الدین قزوینی بہروچی سے برسوں ان کی خدمت میں ملازمت کے بعد حاصل کی۔ لحدہ سیر و سیاحت کے لیے قدم اٹھائے تو عکدن جا کر طعمہ اہل ہو گئے (شجرہ طیبہ)

۱۴۴۔ شیخ علی خطیب گجراتی

م ۲۶ شوال ۸۷۸ھ

"الشیخ العالم الصالح" علی الخطیب احمد آبادی گجراتی۔ یکے از علمائے ربانی۔ مولد و منشا گجرات شیخ برہان الدین عبد اللہ ابن محمود حسینی البخاری کے ملازم خدمت ہو کر آپ سے استفادہ کیا۔ لحدہ شیخ ابوالاعلا گویری اور شیخ عبید اللہ ابن خلیل اللہ کرمانی وغیرہ علماء و مشایخ سے استفادہ کیا اور گجرات کے علاقہ میں حسن قبولی سے بہرہ مند ہوئے۔

آپ کے ستر شہین میں شیخ شرف الدین ابن عبد القدوس برہان پوری اور دوسرے بے شمار علماء و شیوخ ہیں۔ (شہرہ) کی عمر میں وفات پائی (بحوالہ شجرہ طیبہ)

۱۴۵۔ قاضی علم الدین شاہی

م بروز یکشنبہ ۲۰ رمضان سنہ ۸۵۴ھ

”الشیخ الفاضل“ قاضی علم الدین ابن عین الدین ابن نجم الدین الصدیقی الشاہی الجرجانی۔
علمائے قرآن و تجوید و فقہ و عربیہ میں ممتاز تھے۔ شیخ صدر الدین محمد الحسینی البخاری سے طریقت
حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔

ان سے ان کے لڑکے مودود صاحب و شیخ قاضی خال نہروانی اور بے شمار علما و مشایخ
مستفیض ہوئے۔

۱۴۶۔ مولانا عماد الدین عوزی

”الشیخ العالم الفقیہ“ عماد الدین عوزی نارانولی، صلاح و تقویٰ کے اعتبار سے معروف
ان کے اجداد میں شیخ عماد الدین عوزی کو ان کی حق گوئی کی وجہ سے محمد متعلق نے
قتل کرا دیا تھا۔

صاحب ترجمہ کا مولد و منشا شہر نارانول ہے۔ جہاں آپ نے عمر کا ایک حصہ کھیل کود میں گزارا
جسے چاہتے مار پٹائی کر بیٹھتے، لوگ انہیں بے حد ملامت کرتے۔ ایک روز انہوں نے ایک
نامی پہلوان کی بھی سی تو اسے کی اور اس فتح پر اکڑتے ہوئے اپنے گھر لوٹے، گویا کہ انہوں نے
زمین کو پھاڑ ڈالا ہے یا آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ اس موقع پر راستے میں انہیں ایک عالم نے
بڑی ملامت کی تو نادام ہو کر اپنا یہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ محمد الزکی نارانولی کے مزار پر معتکف ہو
کر اعمال صالحہ پر راغب ہو گئے۔ طہارت، ذکر و تلاوت و نوافل شعار و دثار ہو گیا۔
اپنے زاد یہ سے طہارت کی ضرورت کے بغیر باہر نہ آتے۔ پورے ۱۲ سال اسی حال میں
گزار دیے۔ حتیٰ کہ خدا متعالیٰ ان کے لیے عین سے علوم و کرامات کے دروازے کھول دیے۔
اور اپنے اسلاف کی طرح آپ تدریس و افادہ پر مہمک ہو گئے۔

شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی فرماتے ہیں۔ میں نے انہیں اپنے شباب میں دیکھا۔ امر اصلاح و رشد کے زمانے میں بھی ان کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ وہ اتباع سنت سے بال بھر باہر نہ تھے۔ فقر کا آثار اور فقر سے محبت شعار تھا (اخبار الاخیار)

۱۴۷۔ شیخ عماد الدین دہلوی

«الشیخ العالم الصالح» صلاح و تقویٰ میں ممتاز۔ طریقت کے اندر شیخ شہاب الدین عاشق از شیخ امام الدین ابدال از شیخ بدر الدین غزنوی از شیخ کبیر قطب الدین بختیار اوشی دہلوی سے مستفیض۔

آپ کے مرید شیخ تاج الدین اللام (بحوالہ ہر جہاں تاب و گلزار ابرار) مدفن دہلی ہے۔

۱۴۸۔ قاضی عماد الدین گجراتی

م ۸۸۹ھ

«الشیخ الفاضل» قاضی عماد الدین بڑی گجراتی۔ معاون شرع سعید الفطرت و شہید فی سبیل اللہ۔ شہر بڑودہ میں شہدۂ قضاۃ پر ممتاز تھے۔ کہ سلطان محمود شاہ الکبیر گجراتی نے ستر ہا پانیر کے راجہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ لڑائی صرف خدا کے لئے ہو، والی الغ خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دفتر قضاۃ سے اپنا نام کٹوا کر اپنے نام کا علم بنوایا۔ جہاد کا اعلان کر کے سلطان محمود کے پاس آہنچے۔ لوگ ان کے علم کے نیچے جمع ہو کر ہمرکاب ہوئے۔ ہا پانیر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اعلان کیا کہ فتح یا شہادت کے بغیر ہم نہ ٹوئیں گے بادشاہ بھی دل سے شمشیر زنی کے لیے پیش پیش تھا۔ ادھر سے راجہ نے فوج لے کر دل سے تمام اندیشے دور کر دیے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ اتفاق سے قاضی صاحب محمود اور راجہ کی ٹڈ بھڑ ہو گئی۔ یہ ایسی گھڑی تھی۔ جس میں سعید یا طالب شہادت ہی رک سکتے تھے قاضی صاحب نے اپنی تلوار راجہ کے جگر میں پیرادی۔ جیسے وزنی پتھر اس پر آپڑا۔ وہ اپنے حملہ اور

کو دیکھ بھی نہ پایا تھا کہ زمین پر گر پڑا اور اسیر کر لیا گیا۔ قاضی صاحب اب بھی اس پر تلوار چلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ مر ہی گیا۔ یہ واقعہ ۸۸۹ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ آصفی)

۱۴۹۔ شیخ عمر ایرجی

م ۱۲۔ محرم ۸۰۹ھ

”الشیخ العالم الکبیر الصالح“ ملقب بہ اختیار الدین عمر حنفی صوفی ایرجی۔ علمائے راسخین میں سے تھے۔ اور گفتگو میں غالب آنے کی خوبی سے متصف۔ لوگوں نے ان کے کمالات سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اور ان سے علمی فیض حاصل کیا۔ ابتدا میں طبقہ امر سے تھے۔ مگر طبیعت جو پٹی تو یہ دھندے چھوڑ کر علم و طریقت پر پائل ہو گئے۔ قاضی محمد ساوی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے۔ جن کے بعد منصب شیخوخت پر فائز ہوئے۔

مریدین: شیخ یوسف ابن احمد سواہی ایرجی اور ان کے سوا بے شمار مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۲ محرم ۸۱۵ھ کے روز دائی اہل کولبیک کہا اور شہر ایرج میں آسودہ لحد ہوئے۔

۱۵۰۔ شیخ عین الدین بیجاپوری

م ۸۲۵ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ عین الدین ابن محمد بن عین الدین بیجاپوری مشہور و ممتاز مشایخ طریقت سے تھے۔ علوم و عرفان و دلول شیخ اولیں بن محمد ابن سرلج جنیدی سے حاصل ہوئے۔ جن کی برسول ملازمت کا فخر حاصل تھا۔ حتیٰ کہ رتبہ مشیخت تک جاپہنچے۔

۱۵۱۔ شیخ غوث الدین گجراتی

م ۲۲ صفر ۸۳۵ھ

(لجہد سلطان محمود انکبیر)

الشیخ العالم الفقیہ "غوث الدین قادری البخداوی کم الشجراتی۔ مشایخ کرام سے تھے۔ ہندوستان تشریف لاکر احمد آباد کو وطن ثانی بنالیا۔ جہاں خود ایک مدرسہ کی تعمیر کرائی جس میں برسوں مسند تدریس مزین فرمائی۔

حرمین کے لیے احرام باندھا اور حج و زیارت کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ آپ عالم و محدث اور فقیہ و زاہد تھے۔ تعلیم و تلقین دونوں سے مستر شہین کو مستفیض فرماتے۔ حضرت شیخ یعقوب بن خوند میر گجراتی اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے آپ سے استفادہ فرمایا تھا۔

۱۵۲۔ امیر غیاث الدین شیرازی

(لجہد سلطان غیاث الدین بن محمود شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل غیاث الدین فضل اللہ حسینی شیرازی اپنے عہد کے ممتاز علماء سے تھے۔ گلبرگہ میں اپنے والد سے پڑھا۔ سلطان غیاث الدین ابن محمود بہمنی کے عہد میں سریر آرائے مسند افتخار ہوئے۔ اور سلطان فیروز شاہ کے دور میں صدارت پر فائز۔ غالباً سنہ ۸۰۰ھ میں اور مدت مدید تک اس منصب کی زینت کا باعث رہے۔

”ف“

۱۵۳۔ شیخ فتح اللہ اودھی

۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ

”الشیخ العالم الصالح، فتح اللہ ابن نظام الدین الصوفی الاودھی۔ فقہ و اصول اور ادب میں ممتاز الافاضل۔ جامع کبیر دہلی میں برسول درس دریا۔ آخر یہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ صدر الدین احمد بن شہاب دہلوی کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔ برسول ذکر و مراقبہ میں مستغرق رہے۔ مگر البواب کشف و شہود سے دوچار نہ ہو پائے۔“

آپ کے پاس کتابوں کا نادر مجموعہ تھا۔ جسے آپ نے ادھر ادھر تقسیم کر دیا یا دریا بڑا، ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو ہر وقت ڈبڈباتے رہتے۔ دوبارہ ساک کی راہ پر گامزن ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے۔

مستوفیٰ شہین :- شیخ محمد بن القاسم الاودھی مصنف کتاب آداب السالکین و شیخ محمد بن یحییٰ جون پوری اور دوسرے حضرات۔

مصابیف :- اپنے چند مریدوں کی طرف جو رسائل لکھ کر بھیجے۔ ان کا مجموعہ اور بس! فرمایا کہ :-

۱۔ جہاد ہر وقت براۓ اندازہ آل وقت است امروز آں چہ از دست دہر ہمال برگیر و ہم برآں استقامت نماید

۲۔ خیر الاعمال اودھما و ان قل (اسے فرزند عزیز)

داسے فرزند عزیز) یک دوست پسند کن چو یک دل داری

گر نہ منیب مردمان عاقل داری

مرقد شہر اودھ میں سب (بحوالہ گنج ارشدی)

۱۵۴۔ مولانا فتح اللہ ملتانی

«الشیخ العالم الکبیر العلماۃ» فتح اللہ ملتانی المشہور۔ مولد و منشا شہر ملتان۔ بعض کتابیں مولانا ثناء الدین ملتانی صاحب السید الشریف اور بعض مولانا موسیٰ جبرئیل سے ملی ہیں جو علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے۔ مولانا جبرئیل ہی نے آپ کو اعجازہ دیا۔ حضرت جبرئیل علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد ملتان آکر زندگی بھر مستند تدریس ادا کرتے فرمائی آپ کے تلامذہ آپ کے صاحبزادہ ابراہیم الجامح و مولانا عزیز اللہ ملتانی بشمول دیگر اساتذہ کے ہیں۔

(دگلزار ابرار)

۱۵۵۔ فتح شاہ بنگالی

«الملک الفاضل الموبد» فتح شاہ السلطان۔ سلطان اسکندر شاہ معزول کے بعد زمام حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کو موہ لیا۔ یہ بادشاہ کریم النفس، عدل گستر اور سیاسی رجحان پر کار بند تھا۔ سات سال پانچ ماہ واد حکومت دے کر ۸۹۶ھ میں راہی عدم ہوا (تاریخ فرشتہ)

۱۵۶۔ الامیر فضل اللہ شیرازی

(م ۸۲۵ھ سے بعد)

دور عہد سلطین، سلطان علاء الدین حسن لہمنی و سلطان

محمود شاہ بہمنی و سلطان فیروز شاہ بہمنی

والشیخ الفاضل العلامة "فضل اللہ ابن فیض اللہ" الشیرازی - ذکارت فطنت اور

علمی مشکلات کے حل میں بے نظیر تحصیل آپ علامہ سعد الدین عمر بن مسعود لفتازانی سے کرنے کے بعد زمانہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی صاحب گلبہرہ ہندوستان وارد ہوئے تو سلطان محمود نے آپ کے ذمے اپنے ہر سہ بیٹوں محمود و محمود اور داؤد کی تعلیم سپرد کر دی۔

مگر جب سلطان محمود شاہ بہمنی سریر آرائے تخت سلطنت ہوا۔ تو سید الشریف سمرقندی کی جگہ آپ کو گلبہرہ میں صدارت تفویض فرمادی۔ جس پر آپ برسوں فائز رہے۔ پھر زمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی غالباً ۸۰۰ھ میں وکیل سلطنت کا منصب تفویض ہوا۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم، ہیئت و ہندسہ کے ساتھ دیگر علوم حکمیہ میں ماہر و صلاح متحمل بہادر اور سیاست دان و تدبیر اور خطرات میں پیش پیش رہتے۔ اللہ متعلیٰ نے ان کی ذات میں فضل و کمال اور شیریں کلامی۔ فراست و صابت فکر و توار و اقدام و حسن تدبیر جیسے صفات سمودئیے تھے۔ وہ مہمات الامور میں اس حد تک کامیاب رہتے جن میں کسی دوسرے شخص کا پارا نہ تھا۔ چوبیس مرتبہ کفار کے ساتھ جنگیں لڑیں اور ہر ایک معرکہ میں کئی کئی ستر اور قلعے اپنی جرات اور دلیری کی وجہ سے فتح کر لیے۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے انہیں راجہ دیو رائے سے نیٹنے کے لیے بھڑی سی فوج دے کر روانہ کیا۔ جس فوج کے ساتھ کسی اور کو اتنے بڑے راجہ سے روبرو ہونے کی جرات نہ ہو سکتی تھی۔ اس پر بھی انہوں نے اس شدت اور سرگرمی سے مقابلہ کیا کہ راجہ بھاگنے کے قریب پہنچا۔ مگر دیو رائے نے انہیں چکر دے کر ان کی کھوپڑی پر الیا وار کیا کہ آپ اسی لمحہ جان بحق ہو گئے۔

آپ نے ۸۲۰ھ کے کچھ عرصہ بعد اس جنگ میں وفات پائی۔

۱۵۷۔ مولانا فضل اللہ مندوی

(لجہد سلطان محمود شاہ غلجی مندوی)

”الشیخ الفاضل الکبیر“ فضل اللہ الحکیم المندوی علوم حکمت میں فخر الامثال تھے۔ سلطان محمود شاہ غلجی مندوی نے آپ کو ۸۴۹ھ میں منڈو کے شفا خانہ کا سرپرست مقرر کر کے حکیم الحکماء کا خطاب ارزاں فرما کر حکم دیا کہ بیماروں اور دیوانوں کی تشخیص اور معالجہ توجہ سے کریں۔ جس منصب پر آپ برسوں فائز رہے۔ ان کو دست شفا حاصل تھا۔ مریض کا ان کے پاس آجانا نیک فال سمجھا جاتا۔ یہ فقرے ان کے متعلق عبداللہ بن عمر آصفی نے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔

۱۵۸۔ مولانا فخر الدین جون پوری

”الشیخ الفاضل“ — از اولاد علامتہ قاضی القضاۃ شہاب الدین احمد عمر الزاوی دولت آبادی۔ مولد و منشا جون پور — قاضی صاحب ممدوح سے پڑھا جو ان کی والدہ کے بڈ بزرگوار تھے۔ آپ نے ان کی ملازمت برسوں کی۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ و کلام و عربیت ہر ایک فن میں کمال حاصل کر لیا۔

۱۵۹۔ قاضی فخر الدین ملتانی

الشیخ العالم الفقیہ قاضی فخر الدین ابوبکر ابن قاضی رمضان الشالبیانی الشافعی الملباری علمائے محققین سے تھے۔ اور شہر کالی کٹ ملا بار کے قاضی تھے۔ جہاں تدریس کے ساتھ افتاء کا شغل بھی تھا۔

قلا صلا:۔ ان کے شاگردوں میں شیخ زین الدین ابن علی ملباری مصنف ہدایۃ الاذکیا ہیں۔ جنہوں نے آپ سے فقہ و اصول پڑھے اور اپنی کتاب مسلک الابصار میں آپ

کے ساتھ آپ کے صاحبزادے کی تشریف بھی کی۔ خصوصاً آپ کے لیے یہ الفاظ لکھے۔
 "الامام الجلیل المفتی البارع احام الدیار صلیبار"

۱۴۰۔ شیخ فیض اللہ مانک پوری

۱۸۶۲ء

"الشیخ الصالح فیض اللہ ابن حسام الدین بن خضر بن جلال عمری مانک پور۔ المشہور بہ قاضی شہ
 مولد و منشا مانک پور۔"

اپنے والد سے برسوں پڑھا اور ان کی رحلت کے بعد دعوت ارشاد پر عمل پیرا ہو گئے مانک
 پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)

۱۴۱۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

۱۵۸۲ء

"الملک الفاضل المویذ فیروز بن داؤد ابن الحسن بہمنی سلطان دکن۔ مولد و منشا گلبرگہ۔ ان
 کی سات برس کی عمر میں ان کے والد نے رحلت کی تو اپنے عم بزرگوار سلطان محمود شاہ کے
 زیر سایہ پروان چڑھے۔"

اصاً قنداز۔ علامہ فضل اللہ بن فیض اللہ شیرازی سے پڑھا۔ معقولات میں فائز الاقران
 تھے۔ حافظہ قوی تھا جو بات دو ایک مرتبہ سنتے۔ ذہن میں سما جاتی۔ اپنے مربی چچا محمود شاہ
 کی رحلت کے بعد جب اس کے صاحبزادے غیاث الدین نے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ تو اعیان
 حکومت نے انہیں برطرف کر دیا۔ یہی معاملہ سمش الدین نے کیا۔ اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک
 ہوا۔ جس کے بعد امر لے سلطنت فیروز شاہ کی نیابت پر متفق ہو گئے اور انہوں نے ۲۵ سال ۷ ماہ
 تک زمام حکومت سنبھالی۔ کفار سے ۲۴ جنگیں لڑیں۔ اس کے دربار میں علما و شعرا کا اجتماع

اس کے معاصر بادشاہوں سے زیادہ تھا۔

ان کے اشغال کے ساتھ وہ خود بھی ہفتہ میں تین روز درس دیتا۔ شنبہ و یکشنبہ اور چہار شنبہ کے روز اس کے درس میں مندرجہ ذیل کتب تھیں۔

(۱) زامدی — (۲) شرح تذکرہ — (۳) شرح مقاصد — (۴) تحریر اقلیدس —

(۵) مطول — اگر کسی روز دن میں موفقت نہ ملتا تو رات کو پڑھا دیتا۔ وہ طلبہ کے ساتھ بے حد احسان کرتا اور ان کے ساتھ مذاکرات جاری رکھتا۔ ایک رصد گاہ بنانے کا غرض اس سے تھا جو ۸۱۰ھ میں پورا ہوا۔ اور اس نے دولت آباد کے پاس بالا گھاٹ مقام پر اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہا۔ اس رصد گاہ کی تعمیر میں حکیم حسن علی گیلانی اس پوری جمعیت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے ماتحت سید محمد گادرونی تھے۔ مگر رصد گاہ کی تکمیل سے پہلے اول الذکر طعمہ اہل ہو گئے۔ گو بہت سے اور اس کی تکمیل میں مانع ہو گئے۔

فیروز شاہ ہر قسم کے لہو و لعب از مہم غنا و شراب اور عورتوں کے ساتھ ملاعبت میں ڈوب رہتا۔ اسے یہ شوق دامن گیر تھا کہ اپنے محل میں اتنی عورتیں جمع کر لے جو شمار میں نہ آسکیں۔ لیکن شریعت کی لاج مانع ہوئی۔ اس نے اس کام کی راہ نکالنے کے لیے علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری کر لے۔ اسی طرح — مگر شیخ فضل اللہ شیرازی نے یہ راہ اور فراخ کر دی۔ فرمایا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ ابوبکر و ولول میں متعہ مباح تھا۔ مگر عمر نے اسے حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ پر علمائے اہل سنت نے اعتراض کیا تو شیخ فضل اللہ نے بخاری۔ مسلم اور مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث درجواز متعہ پیش کر دیں۔ جنہیں سلطان فیروز شاہ نے تسلیم کر کے ایک ایک روز میں ۸۰۰ عورتوں سے متعہ کیا۔ اور زنان مستحی کے لیے ایک نئی بستی تعمیر کروادی۔ جس کا نام فیروز آباد رکھا۔ اس میں عجیب عجیب مکان تعمیر کروائے۔ یلینا بازار کو حسن و بخت سے سجھا کر اپنی محبوباؤں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سلطان برسوں زندہ رہا اور اپنی تمتعات سے رنگ رلیاں مناتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بھائی احمد شاہ نے اس پر حملہ کر کے اسے

مغلوب کر لیا۔ اور اس نے اپنا سب کچھ اپنے غالب بھائی کو سونپ دیا۔
 احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہونے سے دس روز بعد راہی ملک عدم ہوا۔
 سلطان فیروز شاہ شاعر لغز گو بھی تھا۔ نمونہ کلام اسے
 لقطح راہ محبت مخمور فریب امید

کہ غایت ابدش باتداکے فرنگ است!

وفات :- بروز شنبہ ۱۵ اشوال در ۸۲۵ھ کو ہوئی (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۱۶۲۔ شیخ فیروز بن موسیٰ دہلوی

”الشیخ الفاضل“ فیروز بن موسیٰ بن معز الدین بن محمد البخاری دہلوی۔ صلاح و تقویٰ میں
 ممتاز۔ مولد و منشا دہلی۔ علم کا مشغلہ اختیار کر کے جملہ فنون میں تاک ہو گئے۔ لحدہ فنون حربیہ
 میں کمال حاصل کیا اور اپنے معاصرین سے فوقیت لے گئے۔ تاریخ میں ان کا ایک منظومہ ہے
 وہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے اجداد میں سے تھے۔ جو ۸۶۷ھ میں اودھ میں فوت ہوئے۔
 (انخبار الانخبار) ”ق“

۱۶۳۔ شیخ قاسم بن برہان اودھی

”الشیخ الصالح“ قاسم ابن برہان الدین چشتی الاودھی عالم دین تھے۔ طریقت میں اپنے
 والد شیخ برہان الدین سے استفادہ کیا۔ جو شیخ فتح اللہ از شیخ صدر الدین احمد بن باب
 دہلوی کے مرید تھے۔ اور ان کے مریدان کے بیٹے محمد بن قاسم یہ

۱۴۴۔ مولانا قاسم بن محمد گجراتی

الشیخ الفاضل الکبیر قاسم بن محمد گجراتی، اپنے دور کے ممتاز افاضل سے بچے اور مشغلہ تدریس سے سروکار۔ گجرات کا مشہور جوہن خان سرور پر درس گاہ تھی۔ جس کا ذکر شیخ عبداللہ محمد بن عمر آصفی نے تاریخ گجرات میں کرتے ہوئے ان کے علم و عمل کی بیش از بیش تعریف کی ہے۔ ان کا وجود دنیا و عاقبت دونوں کے لیے برکت کا باعث تھا (در ترجمہ السلطان قطب الدین احمد شاہ گجراتی)

۱۴۵۔ شیخ قطب الدین ظفر آبادی

۲۰ جمادی الاخریٰ ۸۹۹ھ

«الشیخ الصالح» الفقیہ ابو الغیب قطب الدین ابن نور الدین الحسینی الواسطی ظفر آبادی۔ علمائے صالحین سے تھے۔ سن ولادت ۸۰۲ھ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد المختصرات اپنے والد محترم سے پڑھی۔ پھر قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے سامنے زائے تلمذہ کیے۔ ان سے جملہ درسیات پڑھیں جن کی خدمت میں چار سال گزارے۔ طریقت میں اپنے والد سے استفادہ کیا اور زیارہ محمدین سے مشرف ہوئے۔

مرحوم عبادت گزار۔ زاہد و پارسا۔ اخلاق کا مجمع۔ متواضع اور خادم خلق تھے۔ بے شمار حضرات نے آپ سے پڑھا۔ ظفر آبادی ہیں آسودہ لحد ہوئے۔

۱۴۶۔ قطب الدین بن خضر البلیخی

«الشیخ الفاضل» قطب الدین ابن خضر بن الحسن ابن المبارک اوی البلیخی حدیث میں فائق الاقران تھے۔ اپنے والد سے پڑھا اور تدریس و افاضہ پر مائل ہو گئے۔ ان سے ان کے بیٹے

۱۶۷۔ شیخ قطب الدین ابو دھنی

«الشیخ الصالح قطب الدین ابن فرید الدین ابن عز الدین عمری ابو دھنی۔ بابا فرید شکر گنج کی نسل سے تھے۔ اور غلام نے عالمین سے تھے۔ اپنے والد کے سوا کئی اور شیوخ سے طریقت حاصل کی۔ اور ان سے شیخ زین الدین ابن علی معجمی نے استفادہ کیا۔»

۱۶۸۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی

م ۱۳ اذی قعد ۸۶۷ھ

«الشیخ العالم الفقیہ قرشی حنفی ظفر آبادی فقہ و اصول فقہ میں ممتاز العلماء۔ اصلاً دہلی وطن تھا۔ وہاں سے شیخ اسد الدین حنفی حیدری واسطی کی معیت میں ظفر آباد آ گئے۔ اور مدت مدید تک تدریس مشغلہ رہا۔ پھر یہ مشاغل چھوڑ کر ترک و تجرید و گوشہ نشین اور رجوع الی اللہ سبحانہ پر جھک گئے (بحوالہ تجلی نور)۔»



”ک“

۱۴۹۔ شیخ کبیر الدین ناگوری

م ۸۳۵ھ

”الشیخ العالم الکبیر الزاہد“ کبیر الدین ابن فرید الدین بن عبد الخزیز ابن حمید الدین سعیدی
السوالی الناکوری سیکے از علمائے ربانی۔

مصابیح دعو، کی نفیس شرح مسیحی برین۔

آخر عمر میں گجرات تشریف لے گئے اور سندھ میں آراستہ کر کے مدلول اس شغل میں رہے
بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ازال جلدہ شیخ حسین ابن خالد ناگوری ہیں۔ احمد
آباد میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مجمع الابرار)

۱۵۰۔ شیخ کبیر الدین ملتانی الیچی

م ۸۴۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ کبیر الدین بن اسمعیل بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری الیچی ثم
الملتانی ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچھ مولد و منشا ہے۔ اپنے دادا مرحوم کے
علم صدر الدین محمد بن احمد بن الحسینی البخاری سے پڑھا۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل رہا
حتیٰ کہ علم و معرفت کی بدولت شیخیت پر فائز ہوئے۔ ان کے بیٹے عبد الشکور و عبد الخفور
نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ جو عالم دین تھے۔ ان کے سوا شیخ سہاؤ الدین ملتانی اور دوسرے

افراد مستفید ہوئے۔

۱۴۱۔ شیخ کمال الدین کڑوی

«الشیخ الصالح کمال الدین چشتی کڑوی۔ المشہور بہ کالو خال عباد صالحین سے

تھے۔ شیخ حسام الدین مانک پوری سے پڑھا۔

مصابیف :- میں ادکالو قابل ذکر ہے۔

۱۴۲۔ شیخ کمال الدین کرمانی

«الشیخ الصالح کمال الدین کرمانی، اولیاء مسکین راہِ خدا میں سے تھے۔ شیخ

لخت اللہ کرمانی۔ پھر ہندوستان وارد ہوئے۔ اور احمد آباد میں طرح وطن ڈال دی۔ اور
قبولِ عظیم نے استقبال کیا و محبوب ذی المتن،

۱۴۳۔ شیخ کمال الدین قزوینی

م ۱۲۷۱ شوال ۸۸۱ھ

«الشیخ العالم الکبیر کمال بن صفی بن محمد بن علی ابن محمد بن احمد ابن عبد الغنی الحسینی القزوینی

ثم البہر وچی السجراتی۔

علمائے راسخین فی العلم و المعرفة میں سے تھے۔ شیخ الکبیر محمد بن یوسف الحسینی

اکبر گوی سے طریقت حاصل کی اور برسول الن کے ملازم خدمت رہے۔ پھر اندرون ہندوستان
کی طرف آئے۔ اور شہر بہر وچ از بلاد گجرات میں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں قبولِ عام
نے ان کا استقبال کیا۔

مستوفدین :- مندرجہ ذیل افراد ان سے مستفیض ہوئے۔

شیخ حسین بن محمد قاضی علی بن عبد الملک۔ اور ان کے لڑکے امین الرحمان بن کمال الدین۔

وفات:۔ بوقت عصر بروز اتوار ۲۴ شوال ۸۸۱ھ۔ بعمر ۹۰ سال (بحوالہ شجرہ طیبتہ)

۱۷۴۔ قاضی کمال الدین ناگوری

الشیخ العالم الفقیہ کمال الدین ابن قوام الدین ناگوری الفتنی کے از مشایخ چشتیہ۔
 شیخ یعقوب فتنی سے استفادہ کیا۔ ان سے خصوصاً الحکم پڑھی۔ برسوں ان کی ملازمت کی۔
 جس کے بعد قبولیت عام سے بہرہ مند ہوئے۔ اور شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود حسینی
 البخاری کے سوا بے شمار افراد ان سے فیض یاب ہوئے۔

”ل“

۱۷۵۔ مولانا لطف اللہ سنہ زواری

(لجہد سلطان فیروز شاہ)

”الشیخ الفاضل العلامة لطف اللہ سنہ زواری منطق و فلسفہ میں ممتاز شہسہ میں فیروز شاہ
بھٹنی کے عہد میں گلبرگہ میں نائب السلطنت تھے جب امیر گورگاں کے
ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان فیروز شاہ بھٹنی نے آپ کو امیر تیمور
کے ہاں سفیر مقرر کر کے بھیجا۔ یہ شہسہ کا واقعہ ہے۔ آپ تیمور کے ہاں چھ ماہ تک رہے
اور سفارت میں کامیاب ہو کر واپس لوٹے (تاریخ فرشتہ)

”م“

۱۷۶۔ ابوالفتح مبارک شاہ علوی دہلوی

م ۹ رجب ۸۲۲ھ

”الملك العادل الکريم“ سلطان ابوالفتح معز الدین مبارک بن خضر العلوی دہلوی۔ سلطان صالح۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۲۲ھ میں زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ وہ بادشاہوں میں علماً و عقلاً و تدبیراً بہتر تھے۔ اچھے کام کرتے اور اپنی ذات کو آلائشوں سے مبرا رکھتے۔ دیانت شیوہ تھا۔ ان کی زندگی میں کسی نے ان کی برائی نہ کی۔ نہ وہ فسق و مجر سے ملوث ہوئے۔ خود کو سلطنت کے امور مجاہد میں مہمک رکھتے۔ اور رعایا کے احوال کی جستجو میں رہتے تھے۔

ان کے لیے عدل کا دروازہ کھولے رہتا جس میں شرع کے مطابق حکم نافذ کرتا۔ جدید شہروں کی تعمیر اور زراعت میں ترقی۔ عوام کی بہبود اور علماء و مشائخ و اشراف و مستحقین کے لیے وظائف اس کا شعار تھا۔

اس کے حالات ہیں ایک اہل علم نے مبارک شاہی کے نام سے کتاب لکھی۔ اگرچہ میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی۔ ان کی نشانیوں میں سے شہر مبارک آباد ریائے جہنا کے ساحل پر ہے۔ شہادت:۔ لوگوں کی ایک جماعت اس کے عدل کی وجہ سے دشمن بن گئی، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ شہادت پر مذہب ۹ رجب ۸۲۲ھ کو شہر مبارک آباد میں ہوئی۔ جہاں اس نے ۱۳ سال چند ماہ تک داد حکومت دی۔ بحوالہ تاریخ فرشتہ

۱۵۷۔ شیخ مبارک بناری

اشوال

”الشیخ الصالح الفقیہ“ مبارک ابن حمید حنفی صوفی بناری یکے از مشائخ چشتیہ، تحصیل درسیات کے بعد سند تدریس کو زینت بخشی۔ برسوں شہر بنارس میں مع اشغال دیگر تذکرہ الفکا و مصروف درس رہے۔ یہاں سے جون پور تشریف لے گئے۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری سے طریقت حاصل کی، کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہے۔ اور پھر واپس بنارس لوٹ کر صرف زہد عبادت اعتدافت و عفاف و توکل پر تکیہ کر لیا۔ مزید تدریس کی ہمت نہ رہی۔ سوا کھانے کے کسی نوع کا ہدیہ قبول نہ فرماتے۔ جس میں مایحتاج کے سوا دوستوں پر تقسیم کر دیتے۔ ہاں اتنا رکھ لیتے جو عبادت کرنے کے قابل بنا سکتا۔ رہنے کا مکان تک تعمیر نہ کرایا۔ آنے والوں کے لئے لکڑی کے تخت بنوا رکھے تھے اور بس۔ (از گنج ارشدی)

۱۵۸۔ شیخ محمد بن ابوبکر دماینی

(بعد سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی)

مہ ماہ شعبان ۸۲۷ھ

”الشیخ اللام العلمائے بدرالدین محمد بن ابوبکر ابن عمر بن ابوبکر ابن محمد بن سلیمان بن جعفر بن حسین بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یوسف ابن علی ابن صالح ابن ابراہیم البدر القرشی المخزومی الاسکندری الہندی۔ المشہور بہ ابن دماینی المالکی النحوی الادیب و فہم کلبرگہ۔ مولد اسکندریہ در ۷۲۳ھ اور بہادر ابن دماینی سے حدیث سنی جو ان کے قریب ہی رہتے۔ بعقیدہ اسافندہ بہ دوسرے عبدالوہاب القروی، قاہرہ میں سراج ابن الملقن وغیرہ اور مکہ معظمہ میں قاضی البر الفضل شوبری ہیں۔

تکمیل کے بعد اپنے مولد ہی میں فضلاء کے وقت کے افادہ اور مطالعہ پر جھک پڑے

فقہ و آداب میں مزید ورک حاصل کیا اور محمود نشر و نظم و خط و معرفت الشرط و فقہ وغیرہ میں مزید ملکہ حاصل کیا۔
ابن تینسی کی طرف سے سرکاری عہدہ دار مقرر ہوئے۔ کئی مدرسوں میں تدریس فرمائی قاہرہ
تشریف لائے اور حدیث کی سماعت کی۔ اور حکومت کی طرف سے لقیب قرار دیے گئے۔ ان کی بہت
دور دور تک پھیل گئی۔

جامع ازہر میں نحو پڑھانے کاقرر ہوا۔ اسکندریہ لوٹ آئے۔ مدت تک وہاں تقریروں
کے ذریعے افادہ میں مصروف رہے۔ اور کفاف کے لیے تجارت شروع کر دی۔ پھر قاہرہ آئے
اور قضاۃ پیش ہوئی، مگر تسلیم نہ کی۔ دمشق پہنچے۔ اس وقت آپ کے عم زاد بھی مشالعیث میں
تھے۔ اور ۸۱۰ھ تھا۔ حج بیت اللہ کیا۔ فراغ کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ اسکندریہ
کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور لقیب کا منصب چھوڑ دیا۔ اب اور دینی پر جھک گئے۔
اور کپڑا بننا شروع کر دیا۔ اور بادشاہ ملک المودی کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ جس نے آپ کو
مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ پھر ۸۱۹ھ میں حجاز گئے۔ حج کیا اور ۸۲۰ھ میں یمن تشریف لائے۔
یہاں ایک سال تک جامع ازہر میں مسند تدریس کو عزت بخشی اور کوئی امرالخ نہ ہوا۔ اس کے باوجود
اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ یہ سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی
کا دور تھا۔ جہاں آپ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ لوگوں نے آپ سے پڑھا اور مال و دولت سے
ان کے قدم چومے۔

مصابیف :- (۱) شرح التہذیب لابن مالک الطائی (تاریخ الفوائد) اولہ اللہم ایک لہجہ
علی الختم مآثر بہت الابال الخ۔ اور اس میں لکھا ہے کہ جب میں اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں گجرات
میں پہنچا تو یہاں مجھے یہ کتاب دستیاب ہوئی۔ جس پر نام نہ تھا۔ اس لمحہ میں میرے ہمراہ
چند طلبا بھی تھے۔ جنہوں نے مجھ سے اس (کتاب کے) شرح کرنے کی درخواست کی اور میں
نے اس کی تکمیل کر دی۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سلطان ابوالفضل احمد شاہ گجراتی کا ذکر
بھی ہے اور کتاب کا نام تاریخ الفوائد ہے۔

(۲) مصابیح الجوامع: شرح صحیح بخاری، اولہ الحمد للہ الذی فی خدمت السنۃ النبویۃ اعظم سیادۃ الخ۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ شرح سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھی گئی۔ اس شرح میں کچھ ابواب اور غریب الفاظ و اعراب کی بحث اور تنبیہات بھی ہیں۔

(۳) عین الحیوۃ: دیرمی کی کتاب حیوۃ الحيوان الکبریٰ کا اختصار، اولہ الحمد للہ الذی اوہد لبضلة حیوۃ الحيوان الخ، جس میں مصنف نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ نعمان نے اس مضمون پر احکام شریعت و اخبار نبویہ و مواظبہ نافعہ و فوائد غریبہ و امثال وائرہ و آیات نادرہ و خواص عجیبہ و اسرار غریبہ پر بہت طویل تشریحات حوالہ قلم کی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر بے محل گفتگو معرض بیان میں آگئی ہیں۔ مگر میں نے ان میں سے لب لباب لے کر اس کا نام عین الحیۃ لکھ کر سلطان احمد شاہ کی خدمت میں بدیہ پیش کیا اور اس کی تکمیل سے ماہ شعبان ۱۲۲۳ھ میں فارغ ہوا۔

(۴) تحفۃ الغرب فی شرح معنی اللیب مصنفہ ابن ہشام نخوی۔ یہ کتاب انہوں نے ہندوستان میں آکر لکھی۔ اگرچہ دیار مصریہ میں بھی اس کتاب پر ایک انیس مائیدہ لکھوائے گئے۔ (اب اس پر ان کے دو حواشی ہو گئے)

(۵) شرح الخزایہ

(۶) جواهر البحور فی العروض

(۷) الفواکہ البدریہ (منظوم)

(۸) مقاطع الشرب

(۹) نزول الخیث: جس میں شرح الامیۃ الحکم سفدی کو سمودیا گیا ہے۔ ماسوائے انہیں اور بے شمار تصانیف بھی ہیں۔

علامہ سخاوی صاحب الضموم الامع کی راہ ہے

شیخ صاحب دماینی فزون ابواب ماہر تھے۔ ادیبوں نے ان کا مقدم تسلیم کیا ہے اور

ان کی مدح میں مضامین و قطعات اور نشر میں اعتراف کیا ہے۔ ساتھ ہی ان کے حسنِ امل کی تحریف بھی ہے۔

انہوں نے اپنی تصنیف نزول الغیث میں صفحہ ۱ کے چند مقامات پر اصلاً ما تنقید کی ہے جس پر ائمہ نے دایلیں کو سراہا ہے۔ اسی طرح ان کی تالیف منبر و تحفۃ الشریب فی حاشیہ معنی البلیب، کہ دونوں حاشیے ہیں ایک مبنی اور دوسرا مندی جن پر دایلیں نے اعتراض کیا ہے اور ہمارے شیخ مثنیٰ نے دایلیں کے اکثر تعقیبات پر مواخذہ کیا ہے۔

مگر دایلیں کے شاگردوں نے ان تعقیبات و شرح بخاری میں اپنے استاد کی نصرت میں سبقت کی ہے اور میں نے شرح بخاری بشمول اعاب و تنبیہات اور نحو پر تحریریں دیکھیں۔ ان کی تالیفات ہیں تسہیل و تخریج و جواهر البحر مجہ شرح اور فواکہ بدریہ (منظومہ) اور مقالہ الشرب و عین الحیوة مختصر حیوۃ الخیران زمیری (جس پر سیرۃ موبد کے ناقد ابن ناہض نے تقریظ لکھی ہے یہ سب کتابیں دیکھیں۔

اور دایلیں نے اپنے اشعار میں حافظی (فرو) کے ان شعروں پر نقد کیا ہے جو اس نے موبد کے لیے کہے۔ جو انہوں نے محبتوں پر عاشقی نامہ شاعر نے کہے۔ ان شعروں میں سے خطاب ہے۔

یا مملک العصور من جبوة	فرص علی الصامت واللاظ!
أشکو البیك الحافظ المستدی	بکل لفظ فی الدجی عنائم!
وماعسی أشکو وأنت الذی!	صح لك البغی من الحافظ!

رمانی زمانی بجا ساءنی!	فجارت نخوس و غایت سعور!
وأمجت بدین الوری بالمشیب	علیلا فلیت الشباب معور!

Parang

13. where

قلت له والدجى مول ! ونحن بالألسن فى التلاقى !
قد عطس الصبح يا حبيبى ! فلا لثمته بما الفراق !

يا عدوى فى مغن مطرب حارب الاوتار لما سفرا !
كم يهز العطف منه طربا ! عندما لسمع منه وقرأ !
درbare برمان محلى تاجر

ياسرىا معروفه ليس يحصى ! ورؤيا زسا الفروع وأصل !
مذعلا فى الورى محلك عزرا ! قلت هذا هو العزيز المحلى !
درbare شهاب فاروقى

قل للذى أضحى يعظم حاتم ! ولقول ليس بجوره من الحق !
ان قسته بسماح أهل زماننا اخطأ قياسك مع وجود الفارق !
درbare مصر

رعى الله مصر اتنا فى ظلالها ! فروح ومنغذ وسالمين من الكد
ولشرب ماء النيل منها براحة وأهل نبيد ليشربون من الكد

قالت وقد فتحت عيون الغشا ترحى الورى بالجور فى الاحكام !
احذر هلا لك فى زبيد فاشنى لذوى الخرام فتحت باب سها مى !

أيا علماء الهند انى مسائل فمنوا بتحقيق به يظهر السر !
فأفاعل تدجبر بالخفض لفظه صريحا لا يحزن يكون به جبر !
وليس باى جبر ولا به جاور الذى الخفض والالسان الجبر يضطر !

فمنوا بتحقیق بہ استفیۃ ففن بجز کہ مازال استخرج الدر

بجفان معتری فارمیا! وصالین حین حاج الصنبر!

ترجیہ

اے دنیا بھر کے بادشاہ جس پر سائل اور سوال نہ کرنے والے دولوں کے لیے بخشش فرض ہے۔

میں تیرے حضور گلہ کرتا ہوں۔ حافظ ظالم کا ہر اس لفظ کے ساتھ جو تاریکی میں بھی چمکتا ہے۔

اور میرا یہ گلہ ضروری بھی نہیں کہ تیرے سامنے حافظ مذکور کی لجاوت مسلم ہے۔

اس نے مجھے بہت دور پھینک دیا ہے۔ جس سے میرے بھلے دن غائب ہو کر نخرت مجھ پر چھا گئی ہے۔ اور میری جوانی اس طرح ڈھل گئی ہے کہ اب شباب کے لوٹنے کی کوئی توقع نہیں۔

میں نے اس سے کہا کہ اندھیرا ہمیں چھپالے کو ہے۔ کبھی ہم دولوں آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھے۔ اے میرے گویے۔ ذرا اس ساز کے تار چھڑ تو دے۔ ان سے بہت لطف حاصل ہوتا ہے جب سنا جاتا ہے ان کا راگ۔

دربارہ برہان محلی تاجر

اے — تمہارے اچھے کارنامے شمار میں نہیں آسکتے۔ اور رئیس تو اپنے اصل

فروغ دولوں میں نجیب الطرفین ہے۔

میں نے کہا یہ تو عزیز محلی ہیں۔

دور بارہ شہاب فاروقی

کہو اس شخص کے لیے جو عالم کے لیے قربانی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس کی سخاوت کا کوئی ہم پایہ نہیں۔

اگر تمام دنیا میرے ممدوح کا حریف تلاش کرے تو بھی تیرا قیاس قیاس مع الفارق ہوگا۔

دور بارہ مصر

خداوند عالم مصر کو سدا آباد رکھے۔ ہم جس کے اندر صبح اور شام ہر قسم کے نعمتوں سے فارغ رہتے ہیں۔ اس کے نیل کا پانی نہایت نرے سے پیتے اور زبید کے باشندے سدا غم کے گھونٹ حلق میں اتارتے ہیں۔

اس نے کہا جب کہ چشمے بند پڑے تھے۔ ہم حاکموں کے جور سے بہت مصحعل ہو گئے ہیں۔

زبید میں تیرا ورد باعث خوف و ہراس ہے کہ تنگ دستوں پر ظلم و ستم سہنے کا دور پٹ آتا ہے۔

اے علمائے ہندوستان۔ مجھ پر خفیہ امور کی وضاحت کیجیے۔ کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو مخلوق الفاظ کے معنی پوری طرح واضح کر سکے اور کسی حرف کو اس کے حقیقی مطالب میں لاسکے۔

اور نہیں ہے کوئی جو حرف ہر اور مجرور دونوں کے معانی بیان کر سکے۔ چہ جائیکہ انسان حرف ہر کا اثر معلوم کرنے کے لیے بے حد بے قرار رہتا ہے۔

مجھ پر اس کی ایسی وضاحت فرمائیے۔ جس سے میں استفادہ کر سکوں۔ آپ کے

بجز علم سے تو ہمیشہ درمعاثی نکلتے ہیں۔

علامہ دہلوی نے گلبرگہ میں داعی اہل کولبیک کہا۔ انہیں زہر دیا گیا۔ جسے خلق میں اتارنے کے بعد ذرا دیر زندہ رہے۔ (بحوالہ الضو الامح)

۱۷۹۔ محمد بن ابوالبقاء الکرمانی

م ۱۱ شوال ۸۵۷ھ

الشیخ الفاضل العلامة محمد بن ابوالبقاء بن موسیٰ بن ضیاء الدین الحسینی النقوی الکرمانی المشہور اعظم الثانی۔ وطن و مولد کرمان تھا۔ جہاں سے ان کے جد ضیاء بن شجاع ابن مظفر بن منصور ابن عیث بن محمود ابن علی بن احمد بن علی لقی الحسینی سندوستان اگر قدرے دہلی میں اقامت کے بعد لکھنؤ تشریف لے آئے۔ کہ یہاں حضرت سمرقندی اور آپ کے درمیان پرانی شناسائی تھی اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ صاحب ترجمہ محمد بن ابوالبقاء کا مولد لکھنؤ ہی ہے جو سن رشت میں مبادی لکھنؤ میں پڑھنے کے بعد جون پور تحصیل علم کے لیے آ گئے۔ کہ یہاں اس دور میں ایک بہت بڑی متعلیم گاہ تھی۔ اسامذہ :- ابوالفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقدر مشرعی کندی۔ شیخ طریقت :- حضرت مجدد ہی سے طریقت حاصل کی جس کے بعد لکھنؤ لوٹ کر درس افادہ شروع کر دیا۔

تلامذہ :- شیخ محمد بن قطب لکھنوی و قاضی سعد الدین خیر آبادی اور دیگر حضرات۔ خیر الزماں لکھنوی نے اپنی کتاب باغ بہار میں لکھا ہے کہ آپ اپنے فرزند احمد اور اس کے ہم نام شاگرد (احمد) کو ہمراہ لے کر زاد راہ کے بخیر ہی زیارتہ حرمین کے لیے روانہ ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد مسلسل چھ سال تک ہاں قیام فرمایا۔ شافعیہ کے اکابر علما تنازعہ مسائل میں

مکالمہ کے لیے آتے۔ اور مطمئن ہو کر لوٹتے۔ اس تاجر کی وجہ سے آپ کا لقب "اعظم الشان" پڑ گیا۔

شیخ وجہیہ الدین جندواروی نے کتاب مصباح السائقین میں لکھا ہے کہ مولانا محیر علمائے کبار سے تھے۔ ان کا "ہرول" میں ان کا فتویٰ تسلیم کیا جاتا۔ سلطان شرقی ان کی بزرگی اور تاجر کی وجہ سے ان سے مسائل شرعیہ میں فتویٰ دریافت کرتا۔

ایک مرتبہ سلطان نے باغی ہندو پر لشکر بھیجا تو اس یلغار میں وہ کفار بھی کام آئے جو بادشاہ کے خلاف پرامن ہے ان کا اسباب بھی لوٹ لیا۔ اس پر سلطان نے مولانا امجد مرح سے استفتاء فرمایا تو آپ نے جواب دیا کہ "ہندوستان کے کفار دل سے اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے قتل کے لیے ہر لمحہ گھات میں لگے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا قتل اور غنیمت دونوں مباح ہیں۔"

مفتی سلطان حسن بریلوی نے غایت التقریب میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابوالبرقہ نے منطق کے اشکال اربعہ شعروں میں ضبط کر دیے ہیں اور ان میں قضا یا کو حروف الاول بعدہ حرف ثانی سے مربوط کر کے موجہ کلیہ باء یا موجہ سابقہ الکلیۃ بب و موجہ الجزئیۃ زج اور موجہ السالۃ الجزئیۃ بد فارسی میں ضبط کئے ہیں۔

اھل ولا شئ ولعین و لیس الکل دور رباد از رخ تو و سمد دل

سورھای مسورات شمار امجد آمد نشان آن ہر چار

ا ا ب ج ا ب بختین راست اب و واجب و ولین برخاست

ا ا ب ج ا ب و ل ج و ا د میومین راست خذ ولا تعطن

ا ا ج بابا اب و ر ا ا د بیج مشکل چارمین راھن

لکھنوی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور شہر سے غربا ساہل گومتی پر آسورہ لکھ کر گئے۔

آپ کے مرقر پر نہایت عمدہ مقبرہ تعمیر کرایا گیا۔ مگر حجب سلطان احمد نے اندولہ سریر ارٹے حکومت

ہوا تو آپ کی قبر کھدوا کر ہڈیاں لکھنؤ شہر کے محلہ مفتی گنج میں دفن کرا دیں اور مقبرہ مسمار کرا دیا۔

۱۸۰۔ مولانا محمد بن ابو محمد مشہدی

(بعد سلطان محمد شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل محمد بن ابو محمد مشہدی اپنے عہد کے مشہور افاضل سے تھے۔ سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین حسن بہمنی والی گلبرگہ نے انہیں وکیل مالیات مقرر کیا جس عہدہ پر آپ مدت تک فائز رہے۔ سلطان محمود شاہ نے آپ کو ایک ہزار طلائی تنکے دے کر سمش الدین حافظ شیراز کے ہاں بھیجا کہ ان کی نذر کر کے انہیں اپنے ہمراہ گلبرگہ لے آئیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور آپ گلبرگہ والیں لشریف لے آئے۔ یہاں امرائے سلطنت کے دل میں آپ کی بے حد منزلت تھی۔

۱۸۱۔ شیخ محمد بن احمد الحسینی البخاری

م ۱۴ جمادی الآخر ۸۲۵ھ

الشیخ العالم الکبیر محمد بن محمد الحسین ابن علی الحسینی البخاری لقب شیخ صد الدین اچھی ملت سنی المشہور بہ راجہ قتال۔ اصحاب المجاہدات میں سے سالک راہ طریقت تھے۔ لوگ ان کی ولایت اور حرولت پر متفق تھے۔ مولد و منشا شہر ارج۔ اپنے والد اور بڑے بھائی جلال الدین حسین بن احمد بخاری سے درسیات پڑھیں اور اول الذکر سے فرقہ خلافت حاصل ہوا۔ جن کے بعد آپ منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔

مستشرقین :- شیخ کبیر الدین ابن اسماعیل بخاری اور دوسرے بے شمار حضرات۔ آپ کے ہم صاحبزادے تھے (۱) ابوالخیر۔ (۲) ابواسحاق۔ (۳) شیخ جلال۔ (۴) روح اللہ جن کی اولاد سرہند میں آباد ہو گئی (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

وفات: بد شب شنبہ - ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ کے روز طعنه اجل ہو گئے اور اپنے اجداد
اکرام کے نظیر سے میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۱۸۲۔ شیخ محمد بن الحسن البیہقی

م ۱۲۸۹ھ

(عہد سلطان زین العابدین کشمیری)

”الشیخ الفاضل العلامة“ محمد بن الحسن البیہقی الکشمیری الانین۔ اکابر علماء سے تھے اپنے
والد کے سوا شیخ حلال الدین کشمیری سے پڑھا۔ اور لوگوں سے کنارہ کر کے گھر میں بیٹھ گئے۔
بادشاہ زین العابدین کشمیری نے ان کے لیے شہر سے باہر خالقہاہ تعمیر کرا دی۔ ۱۲۸۹ھ میں شہید
کر دیے گئے۔ (بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۱۸۳۔ شیخ محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی

م ۱۲۹۱ھ

(بزمانہ سلطان بہلول لودھی)

”الشیخ العالم الکبیر“ المعمر محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی۔ فرقہ چشتیہ کے مشائخ سے
تھے۔ مولد و منشا دہلی۔ تحصیل علوم سمش الدین محمد بن سینی الادوی سے اور دوسرے علماء سے حاصل
کی۔ طراقت میں آپ کے مرشد شیخ نصیر الدین محمود الادوی ہیں۔

صاحب ترجمہ قانع و صابر اور حالات عجیبہ و کرامات کے مہنت ہیں۔ کئی کتابیں لکھیں۔
جنہیں متوسط علم کے لوگ پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ ازال جملہ!

۱) بحر المعانی — ۲) دقائق المعانی — ۳) حقائق المعانی — ۴) بحر الانساب

۵) پنج نکات — وغیرہ وغیرہ۔

انص میں سے راقم دثولف نہایتہ الخواطر نے بحر المعانی و بحر الاسباب دونوں کا مطالعہ کیا۔
 اول الذکر (بحر المعانی) اپنے موضوع میں مفید کتاب ہے۔ اس میں ۳۶۔ البواب ہیں۔ باب
 ایمان و صلوات و عشق و محبت وغیرہ۔ اس کتاب کا حرف اول ہے۔ اے خدا کے کہ انکبہن شہیں
 نوبش را از فوارہ تلخ نیش زنبور بہ قدرت خویش چکاند۔ الخ

عہد سلطان بہلول میں ۸۹۱ھ میں رحلت فرمائی۔ جب کہ سن آپ کا ایک سو سال
 سے متجاوز ہو چکا تھا (بحوالہ اخبار الانبار)

۱۸۴۔ شیخ محمد بن الحسین فلتی

م ۵ جمادی الاخریٰ ۸۸۵ھ

«الشیخ العالم المحدث الفقیہ» محمد بن الحسین العلوی الحسینی السندی الجراتی۔ اصل سندھ
 کے رہنے والے اور مشہور مشائخ طریقت سے تھے۔ سندھ ہی میں پیدا ہوئے اور یہیں پر وہ ان چٹھے
 اپنے والد اور شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے پڑھا۔ فقہ و حدیث و تصوف میں منفرد
 اور صوفیائے مستقیم الحالت سے تھے۔ سعادت خاتون ام عبداللہ ابن محمود الحسینی البخاری کے
 ساتھ گجرات کا سفر کیا اور وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ شہر فتن میں وفات پائی اور وہیں آسودۂ
 ہوئے۔ (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۱۸۵۔ شیخ محمد حسین تنوی

م ۸۹۳ھ

(بعہد سلطان بہلول بن کالاوہی)

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد حسین ابن احمد بن محمد الحسینی تنوی سندھی صلاح و تقویٰ
 میں معروف۔ مشائخ سے تھے ۸۹۱ھ بزمانہ فتح خاں سلطان ابن سکند سندھی متولد ہوئے علمائے
 علم معرفت سے پڑھا اور سند ارشاد کو زینت بخشی۔ بے شمار افراد آپ سے مستفیض ہوئے۔

محمد حسین صفائی نے اپنی کتاب تذکرۃ المراد ان کے حالات پر لکھی۔ آپ ۸۹۳ھ میں رفیق اعلیٰ سے ملاقی ہوئے (تحفۃ الکرام)

۱۸۶۔ شیخ محمد بن ریح البخاری

م ۸۸۱ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد بن ریح الدین بن محمد ابن عبد الوہاب بن محمد ابن الحسین بن محمد بن الحسین الحسینی البخاری الذی بزرگی اور پارسائی میں معروف۔ مولد و منشأ سندھ اپنے والد سے علوم ظاہری اور طریقت دونوں میں مستفیض۔

آپ شیخ الحاج عبد الوہاب بخاری دہلوی کے والد ہیں۔

۸۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔ (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

۱۸۷۔ شیخ محمد ابن ظہیر الدین العباسی

م ۱۰ شعبان ۸۸۵ھ

«الشیخ الصالح العالم الکبیر» محمد بن ظہیر الدین عباسی کڑوی الشیخ الامام بلقب بہ قوام الدین دہلوی۔ دین لکھنؤ اور مشہور بہ حاجی السمرین۔

اولیائے سالکین کبار سے تھے۔ صاحب مجاہدہ تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی اور ان کے بعد شیخ جلال الدین حسین بخاری سے استفادہ کیا۔ آخر الذکر کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ جس کی بادلت علم و معرفت میں کمال حاصل ہوا۔ اور مرشد نے آپ کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تب حجاز تشریف لے گئے اور یکے بعد دیگرے سات حج کرنے کے بعد دمشق چلے گئے۔ یہاں شیخ قطب الدین نسکی مؤلف رسالہ نمیکہ سے طریقہ ذکر سیکھا اور ہند واپس آکر شیخ محمد بن فخر الدین البجنوری کے سابقہ تعارف کی وجہ سے لکھنؤ میں سکونت اختیار فرمائی۔

مضافین :- ارشاد المریدین - معیار المقبول - اساس الطریقہ -

آپ کے بعض اقوال درمعیار المقبول

- ۱ : ذکر الہی سبب ہے حصول اور تسفیۃ القلوب کا۔ پس مہائز نہیں واسطے تمہارے سالک
- ۲ : حسن (مگر کون سے) فرماتے ہیں : لا الہ الا اللہ کے ورد سے دل اللہ سے یک ہو جاتا ہے اور جب یہ موقع مل جائے تو غیر کی تعظیم سے بھی دل خالی ہو جاتا ہے پس اس قول کے لیے کوئی اور وجہ نہیں ہے

۱۰ - فقیر عباسی نے بیت المقدس میں محمد بن القری سے یہ شعر سنے :-

مذاکر اللہ تشرح القلوب و تنکشف السرائر والعیوب !

اللہ کے ذکر سے دل میں الشرح ہوتا ہے اور عیوب و اسرار منکشف ہوتے ہیں۔

وقرأت الذکر افضل منہ حالا فتمس الذات لیس لها غروب !

اور ذکر کا ترک اس سے بہتر ہے۔ جیسے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں صاحب ترجمہ کہ :-

میں نے لقیۃ السلف شیخ العالم قطب الحق والشرح والدین و مشقی

مؤلف رسالۃ المکیۃ سے پوچھا۔ جب خود میرے ہی سامنے کلمہ

لا الہ الا اللہ سے لفظی اور اثبات کا اثر ہوا کہ اسے سید ہی و برکتی !

جب سالک کے دل میں عین کا وجود بھی نہ رہے تو اس کے بعد اور

کیا رہ جاتا ہے ؟

۱۱ اس پر حاشیہ ہے کذا فی الاصل

۱۲ اس قول میں جہول ہی جہول ہے۔ اگر حرف لا الہ ہو تو البتہ پہلا حصہ صحیح ہے دوسرا حصہ

(لا الہ الا اللہ) غلط ہے (مترجم)

آپ نے فرمایا، جب تک خود مالک کا وجود باقی ہو۔ نفی کا
معاملہ پھر بھی متعلق رہ جاتا ہے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے
وجود کو قابل اعتبار قرار دے رہا ہو۔ کیونکہ اس کا وجود بھی اس کا غیر ہے
جب تک یہ تالویت زائل نہ ہو۔ نفی پیدا نہیں ہوتی!

اسے جواب کے بعد انہوں نے دوسری بات فرمائی کہ مالک
کے لیے نفی کا ذکر ضروری ہے۔ کیونکہ مالک کا وجود بھی محل جمع
کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب رہا نفی کے ساتھ اثبات وجود بلکہ جمع الموجودات کا
اثبات۔ تو یہ بھی محل نظر ہے کہ اثبات سے سکون کا حصول بھی تو
غیریت ہی ہے۔ لہذا سکون کی نفی بھی ضروری ہے۔ آخر سکون بھی تو
موجودات ہی میں سے تھا۔ مالک کو چاہیے کہ اس نوع کی جمع کی
منفی کے لیے خود کو ہلاک بھی کرنا پڑے تو تامل نہ ہو۔ اور یہ مقام بھی
ہدایت مشکل مقام ہے جس پر مردان موعدا اور عارف ہی پہنچ سکتے ہیں
اس لیے کہ جمع و تفریق دونوں باہم متنافی ہیں مگر مشایخ سلفین کے
ہاں جمع پر زیادہ توجہ رہتی ہے اور ان حضرات کی دنیا میں برکت ہے
اللہم اجعلنا من محبہم ولا تحرمنا من برکات انفسہم بحمدہ
النبی وآلہ الامجاد۔ امتھی ۵

۱۔ وجود ہی کی وجہ سے تو نفی کی جاتی ہے۔ اگر وجود کی نفی ہو گئی۔ تو نفی کون
کرسے گا؟ مترجم۔

انھیں کافارسی میں یہ شعر ہے :-
اے کار کے بہت کہ خیزد ز سر زبان

اے خانہ خرابی رہ بہرہ الہ سے نیست
وفات ۲۰ شعبان ۱۲۸۸ھ میں ہوئی۔ مدفن لکھنوی میں ہے۔ قبر کا نشان باقی ہے
میں سے لوگ برکت اور زیارت کے لیے آتے جاتے ہیں۔ (نزیۃ الاصغیاء)

۱۸۸۔ شیخ محمد بن عبد اللہ حسینی البخاری

م ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۸ھ

”الشیخ الکبیر“ محمد بن عبد اللہ بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری ملقب بہ سراج الدین
اور کنیت ہے ابو البرکات۔ شاہ عالم نام سے مشہور ہیں۔ شب سوموار ۱۲۸۸ھ میں گجرات
میں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے مولانا شیخ علی گجراتی اور دوسرے اساتذہ علم و فن سے پڑھا۔
طریقت اپنے والد بزرگوار اور شیخ احمد بن عبد اللہ المغربي نزہی و فین گجرات سے حاصل کی۔ خود سالہا سال تک
شیخوخت کی زینت رہے۔ عوام و خواص ہر ایک کے نزدیک ایسی سرفرازی حاصل ہوئی جس
سے ان کے ہم عصر مشایخ محروم تھے۔

آپ نہایت محترم و جہاں فی الدنیا اور صاحب منزلت تھے۔ امرا و ملوک تک آپ کی تعظیم
کرتے۔ اور آپ کے اشاروں پر عمل کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔ شب شنبہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۲۸۸ھ
کو تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ (مرآۃ احمدی)

۱۸۹۔ شیخ محمد عبد اللہ حسینی البخاری گجراتی

م ۹ شعبان ۱۲۹۲ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ محمد بن عبد اللہ بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری گجراتی المشہور

بہ زائد سابق الذکر نمبر ۸۸ھ کے حقیقی بھائی تھے۔ سال ولادت ۱۱۷۸ھ اپنے بڑے
بھائی محمد بن عبداللہ سے پڑھا اور رتبہ کمال تک پہنچے آپ سے بہت سے لوگوں نے
استفادہ کیا۔ ۱۱۹۲ھ کو رحلت فرمائی۔ قبر موضع ٹوہ کے قریب ہے (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۱۹۰۔ شیخ محمد بن العلاء منیری

۳ صفر ۸۹۲ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الزاہد“ محمد بن علاء الدین ابن القاضی عالم ابن القاضی جمال الدین
ہاشمی تربیتی۔ بمم المنیری المعروف بہ شیخ بکر بن۔ فرقہ شطاریہ کے مشایخ کبار سے تھے اور علوم متعاقب
مروجہ میں یدِ طولیٰ سے مستمدا۔

مندرجہ ذیل طرق صوفیہ میں مجاز تھے۔ (۱) فردوسیہ — (۲) سہروردیہ — (۳) چشتیہ
(۴) قادریہ — (۵) مداریہ — جن میں سے ہر ایک کا سلسلہ شیوخ تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے
فرقہ فردوسیہ: اس کے سات سلسلے ہیں۔

پہلا سلسلہ: اپنے والد محترم از علاء بن عالم منیری از شیخ بہرام البہاری از شیخ حسن بن
الحسین بن المغیرہ۔

دوسرا سلسلہ: از حاجی محمد بن ابراہیم از والد او ابراہیم بن علم منیری جن دولوں کا سلسلہ ایک
ہی تھا یعنی

(ا) از شیخ حسین بن المغیر بنی از شیخ علی الحسینی بدالیونی از کریم الدین اودھی بسلسلہ دوگونہ یعنی
(ب) از جمال الدین اودھی

اور اورب دولوں کا سلسلہ واحد تھا۔ یعنی

از شیخ بن المغیر بنی { بہر دو از کریم الدین اودھی۔ از جمال الدین اودھی و بہر دو از بیتان۔
وا از شیخ علی الحسین البدالیونی

(۱) بہ از شیخ مظفر بن سمش الدین بلخی — اور — شیخ ابراہیم ابن علم المنیری الذکور
(ب) بہ از شیخ نصیر الدین بلخی از شیخ عثمان سنائی اور یہ دولوں
از شیخ کبیر الدین احمد بن یحییٰ منیری -

(۲) در فرقہ سہروردیہ

از شیخ رکن الدین جون پوری از شیخ تاج الدین از شیخ جلال الدین الحسین بن احمد بن الحسین
حسینی بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح بن محمد زکریا ملتانی اور یہ سلسلہ دیگر مشائخ مذکورین ایضاً -

(۳) در فرقہ چشتیہ

از شیخ زاہد بن البدر چشتی از شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری از شیخ فتح الداودی از شیخ
احمد بن شہاب دہلوی از شیخ الکبیر نصیر الدین محمود اودھی -

و بسلسلہ دیگر یعنی! شیخ ابراہیم ابن ادلسی سنار گالوی از قاضی حمزہ از شیخ زاہد از جد او

یعنی نور الدین از والد او علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی از شیخ سراج الدین عثمان اودھی
اہرود و از شیخ نظام الدین محمد بدایونی -

و در طریقہ قادریہ

یعنی از شیخ عبدالوہاب بن عبدالرحمن بن جمال الصدیقی از شیخ عبدالرؤف بن علی

بن عمر شاذلی حسینی قادری از شیخ نور الدین ابوسعید محمود حسینی

و از ہنود می از شیخ سمش الدین محمد بن الحسن بن علی بن جعفر بن احمد بن ابراہیم بن عبداللہ

بن عبدالرزاق بن سید امام عبدالقادر جیلانی از والد خود و از جد او دیگر مشائخ -

و در طریقہ مدارعیہ

یعنی از شیخ حسام الدین اصفہانی جون پوری از شیخ معمر بدیع الدین مدار سکن پوری

امام طریقہ مدارعیہ -

در طریقہ شطاریہ

یعنی از شیخ عبداللہ بن حسام الدین شطاریہ لوزی صدیقی بخاری امام طریقہ شطاریہ دہلا واسطہ جس کے بعد اس طریقہ کے جملہ مشائخ اور اذکار ایک مدت تک خود پر لازم رکھے۔ حتیٰ کہ آپ پر کشف و شہود کے دروازے کھل گئے۔ اور آپ اہل بند کے لئے مسلک شطاریہ میں مرجع و مدار ہو گئے۔ اور شیخو خیت کی بھی آپ پر انتہا ہوئی۔

کتاب مناجات الشطار میں آپ نے لکھا تھا کہ میں نے مدت تک شیخ شرف الدین احمد جوینی مینیری کے مزار پر نہایت مذلت اور انکساری کے ساتھ اعتکاف کیا۔

شیخ احمد بن عبدالحکیم نے آپ سے شیخ عبداللہ شطاری کے ایک رسالہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے اس بات پر کوئی توجہ نہ کی۔ اب ان کا مقصد یہ قرار پایا کہ شیخ مدوح کے بارے میں غیب سے دروازہ کھل جائے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مکرر اس کتاب کا ذکر کیا۔

ساتھ ہی میں شیخ کبیر کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے یہ ماجرا بیان کیا کیونکہ شیخ ہی نے مجھے فرمایا تھا کہ میں شیخ عبداللہ شطاری کی طرف رجوع کروں۔ جس پر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور برسرِ ملازم رہا۔ تو آپ نے ماہِ محرم کی پچھتی تاریخ ۸۸۱ھ جمعہ کی رات کو شہر منڈویں مجھے ذکر کی تلقین فرمائی۔

اور ان سے شیخ ابوالفتح بدایہ المینیری اور شیخ حاجی حمید الدین گوالیری کے سوا ہیشمار حضرات نے شرافیت کا سبق لیا۔ آپ جون پور ہی میں بتاریخ ۸۹۲ھ کو اسورہ محل ہوئے (الانقارح)

۱۹۱۔ شیخ محمد بن علی الہمدانی

م ۸۰۹ھ

۱۰۔ شیخ الفاضل العلماۃ محمد بن علی بن شہاب حسینی ہمدانی مشہور علما سے تھے۔ ۲۲ سال

کی عمر میں کشمیر تشریف لائے۔ تو ان کے ہاتھوں پر سیٹھ بیٹ اسلام لائے۔ انہوں نے اپنا لقب شرف الدین رکھ دیا۔

تصانیف :- (۱) شرح شمسیہ و منطق جیسا کہ کتاب البحر الزخار میں مذکور ہے (۲) جامع القنون (یہ رسالہ مولف نزیبۃ الخواطر نے دیکھا ہے اس کا حرف اول ہے الحمد للہ الذی زلزل فی طور التجلیات) جو انہوں نے اپنی ۲۳ سال کی عمر میں تصنیف فرمائی۔ اس کے بارے میں خود آپ فرماتے ہیں۔

میں نے اوائل عمر میں جب کہ دہن میں معلومات کی کمی اور شباب کے خطرات کا ہجوم تھا۔ جو علوم حکیمہ کے ضبط و بیان میں مانع ہوتا ہے ارادہ کیا کہ لجن علوم کشفیہ و عقلیہ مشہورہ معتبرہ کو ایک مجلد میں منضبط کر دوں۔ جس میں مقدمات و مباحث زوائد سے تعرض نہ کر دوں بلکہ صرف لجن قواعد علوم پر اکتفا رہے۔ اور اس کے مجلد متعلقات کو چند صفحات میں لکھ دوں جو حفظ و ضبط کے لیے آسان اور بہتر ہو جائے۔ پس میں اللہ کی توفیق کے ساتھ اس کام سے اتنی عمر میں فارغ ہو گیا جتنی عمر میں حضرت ابوالقاسم محمد علیہ السلام کو نبوت کا مرتبہ عطا ہوا۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آپ ۲۱ سال کشمیر میں اقامت کے بعد شہر میں یارہ حرمین کے لئے روانہ ہو گئے۔ مگر جب وہاں سے فراغ کے بعد ہندوستان لوٹے تو مقام کولاب میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں اپنے والد کے مقبرہ میں آسودہ لحد ہوئے۔

یہ واقعہ ۸۰۹ھ کا ہے۔

شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری

م ۱۲ اریح الاول سنہ ۸۰۰ھ

”الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ محمد بن عیسیٰ بن تاج الدین ابن بہار الدین حنفی صوفی جون پوری
کہ حضرت ابو بکر صدیق کی نسل سے تھے۔ (منہج الانساب) مولد دہلی در ماہ صفر سنہ ۸۰۰ھ۔ اپنے والد
کے ہمراہ قلعہ تیمور لنگ میں دہلی سے نکل کر جون پور وارد ہوئے۔ اور قاضی شہاب الدین درلست
آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ استاد ان پر بے حد شفقت
فرماتے۔ جتنے کہ تدریس کے دوران ان کے لئے شرح بزودی
دنا مقام امر، قلمبند فرمادی۔

آپ نے فراغ پر خود سند دس واقادہ کوزنیت بخشی۔ مگر ایک مدت کے بعد مشاغل
ترک کر کے حصول طریقت کے لیے شیخ فتح اللہ اودھی کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس قدر
ریاضت کی کہ ۱۲ سال تک اپنی کمرزبان سے مس نہیں ہوئے دی۔ نماز پنج گانہ کے سوا کسی
کام کے لیے گھر سے باہر قدم نہ نکالتے کسی کے ہال جاتے نہ کسی کے لیے اپنا دروازہ
کھولتے۔ یہ طریقہ مسلسل (۴۰) سال تک رہا۔ اور بادشاہوں کی طرف سے نذرانے
اور تحائف تک قبول نہ فرماتے۔ اکثر یہ شعر پڑھتے رہے۔
من دلق خود باستر شاہاں منے دہم

من فقر خود بمبلک سلیمان منے دہم۔

از رنج فقر و دل گنجے کہ یا مستم

ایں رنج را براحت شاہاں منے دہم۔

سلطان ابراہیم شرقی اور ان کے والد دولوں آپ کے فضل و کمال کے معتقد تھے جو ہمیشہ
اپنا ہیہ قبول کرانے کی سعی کرتے مگر ناکام رہتے۔

مرقد :- «الشیخ مہار الدین جون پوری — (۲) شیخ مبارک بنارس و دیگر بے شمار
افراد بحوالہ گنج ارشدی»

۱۹۳- شیخ محمد بن عبد الصمد دہلوی

«الشیخ العالم الصالح» محمد بن عبد الصمد بن المنور العزیز الاجودھنی، شیخ تاج الدین
الامام دہلوی۔ از سلسل حضرت شکر گنج پاک پٹنی۔

طریقیت میں شیخ عماد الدین از شیخ شہاب الدین از شیخ امام الدین از شیخ بدر الدین
غزنوی از شیخ کبیر حضرت قطب الدین بختیار اوشی دہلوی سے استفادہ فرمایا۔

اور آپ سے آپ کے پوتے علاء الدین ابن نور الدین اجودھنی نے طریقت اخذ کی۔

(گلزار الابرار)

۱۹۴- مولانا محمد ابن عین الدین بیجا پوری

م لجد از سندہ

(لجد سلطان محمد شاہ بن علاء الدین حسن بہمنی)

«الشیخ الفاضل» محمد بن عین الدین بیجا پوری۔ یکے از علمائے کبار اپنے والد سے

برسوں میں تکمیل علوم کے لجد سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین بہمنی گلبرگہ کے عہد ۷۵۶ھ میں

تمام ملک کے مفتی ابر مقرر ہوئے — اور بادشاہ فیروز شاہ بہمنی کے عہد ۷۸۵ھ میں شاہی

دربار کے نقیب مقرر ہوئے۔

۱۹۵۔ شیخ محمد بن القاسم اودھی

(بعہد سلطان السکندر ابن بہلول اودھی دہلوی)

م ۱۹ محرم ۸۹۶ھ

الشیخ العالم الفقیہ "محمد بن القاسم بن برہان الدین اودھی۔ یکے از مشایخ اکابر طریقت میں اپنے والد از شیخ فتح اللہ بدایونی از شیخ احمد بن شہاب دہلوی سے مستفیض ہوئے۔ اور طریقہ مدار یہ دسہروردیہ میں شیخ بدھن از شیخ اجمل بن امجد حسینی بہرائچی سے استفادہ کیا۔ منڈوی نے اپنی کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ صاحب ترجمہ نے طریقیہ چشتیہ میں اپنے والد اور شیخ سعد الدین سے مستفیض ہوئے اور یہ دونوں شیخ فتح اللہ بدایونی کے مرید تھے اور شیخ محمد بن القاسم صاحب ترجمہ خود بھی شیخ فتح سے مستفید تھے۔ جن سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا۔

مصابیف :- آداب السالکین کہ سلوک میں جامع و مانع ہے سلطان السکندر بن بہلول دہلوی کے عہد میں اودھ میں وفات پائی (مسالک السالکین)

۱۹۶۔ شیخ محمد بن قطب لکھنوی

م ۲۳ ذیقعد ۸۸۸ھ

الشیخ الصالح الکبیر "محمد بن قطب الدین ابن عثمان الصدیقی لکھنوی المشہور بہ شیخ مینا۔ مولودو ملشا لکھنوی۔ شیخ قوام الدین العباسی کے زیر سایہ پروان چڑھے۔

تعلیم :- قاضی فرید سے شرح وقایہ اور ہدایہ پڑھے۔ جب شیخ قوام الدین مدوح فوت ہوئے تو آپ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے۔ صاحب ترجمہ کو خرقہ خلافت شیخ سارنگ نے عطا فرمایا۔ جو شیخ قوام الدین کے اصحاب سے تھے۔

آپ نے عارف المعارف شیخ محمد ابوالبقاء لکھنوی سے پڑھی (اخبار الانبیاء و ترجمہ شیخ

سعد الدین خیر آبادی)

آپ طبعا نیک سرشت تھے۔ زہد و قناعت اور استقامت کا مرتب تھے۔ عبادت الٰہ کا مشغلہ ہی تھا۔ جس کی بدولت اپنے تمام شیوخ سے بڑھ گئے۔

گو پاننوی نے فوائد السعدیہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابن قطب الدین نے خود کو ایسی ریاضت شاقہ میں مبتلا کر رکھا تھا جو ہر بشر کی برداشت سے باہر تھی۔ انہوں نے اپنے تمام قویٰ فنا کر رکھے تھے۔

مسلل روزہ رکھتے۔ رات بھر نماز پڑھتے۔ شب میں سونے کا نام لیتے نہ آنکھ جھپکتے۔ تکیہ اور لیستر کیسیا یہ بھی نیند آجانے کے مبادی سے تھے۔ ہاڑے کی راتوں میں رومال اور ٹو پاٹھڈے پانی میں تر کر کے سر پر رکھ لیتے۔ مگر جب دو لون (رومال اور ٹو پا) جسم کی حرارت سے گرم ہو جاتے اور یہ رات بھی جاڑوں ہی کی ہوتی تو ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے ذکر اور مراقبہ شروع کر دیتے۔ با وضو تو سدا رہتے ہی تھے۔ چلے کے لیے بیٹھتے تو روزہ بھی ہوتا۔ جس روز چلہ ختم ہو جاتا۔ کسی دوست یا مہمان کے ساتھ افطار کرتے اور فوراً دوسرے چلے کا آغاز کر دیتے۔ ان کا یہی معمول تھا جس پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیتے۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ وہ روزے سے ہیں۔ اگر کوئی ان پر زیادتی کرتا تو اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور کبھی اسے نہ جتاتے اور اور یہ شعر اکثر پڑھتے رہتے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایند اورا یار باد

ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد

ہر کہ اندر راہ ماخاری ہند از دشمنی

ہر گلے کنز باغ عمرش بشکاف بے خار باد

شیخ سعد الدین خیر آبادی نے اپنے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ :-

ہیں بیس سال تک ان کے ساتھ رہا اور ہمیشہ انہیں رو بہ قبلہ
بیٹھا ہوا پایا جیسے نماز پڑھ رہے ہوں۔ نہ کبھی ان کے دونوں
پاؤں پھیلے ہوئے دیکھے اور نہ ان کے پاؤں زیادہ دیر تک
زمین پر اڑی کے بل اٹھے۔ وہ جب اپنی پالپوش کہیں رکھتے
اس کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہوتا۔ اور ان کے پاؤں بہت کم
پالپوش کے بغیر ہوتے۔ کبھی کسی سے خورد و نوش کے لیے
سوال نہ کرتے اور نہ انہیں اچھے لباس سے رغبت تھی۔

آپ کے چند اقوال

- ۱۔ دم تو حید کسے رازید کہ از زبان دسے تلخ و شیریں نہ نیرود۔
 - ۲۔ از مرد ہوا پرست خدا پرستی نشود۔
 - ۳۔ و خود پرستے در کوچہ خدا پرستی نرود۔
 - ۴۔ مرید باید کہ یک جہت و یک ہمت و یک قبلہ شود۔
 - ۵۔ ہرچہ از دوست باز دارد خواہ نیک خواہ بد از الی اجتناب نہ نماید۔
 - ۶۔ درویش چوں مقبول حق مے گردد ز بالمش مادران حکمت مے شود۔
- وفات: ۲۳ ذوالقعدہ ۸۷۴ھ - ۸۷۵ھ اور قبر لکھنؤ میں ہے جس سے زائرین
برکت حاصل کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔

۱۹۷۰ء - شیخ محمد بن علی الحسینی

(بجہد سلطان یوسف عادل شاہ)

م ۲۰ شوال ۱۳۵۵ھ

الشیخ الکبیر محمد بن علی ابن خضر الحسینی الکوگویی - بیجا پوری ملقب بہ جلال الدین -

یکے از اولیاء کبار انہوں نے شیخ محمد بن یوسف الحسینی دہلوی مدفون بہ گلبرگہ کو اپنے بچپن میں پایا۔ اور شہر گوگے جو بیجا پور کے جوار میں ہے میں سکونت فرمائی۔ دگوباشیخ محمد بن یوسف کی بیعت بھی کر لی جس کی وجہ سے عوام میں قبولیت ہو گئی۔ انتقال آپ کا ۲۰ ماہ شعبان ۸۵۸ھ کو ہوا۔ سلطان یوسف عادل شاہ نے آپ کی قبر پر عالی شان مقبرہ تعمیر کرا دیا پھر ابراہیم عادل شاہ بیجا پور جی کا دور آیا تو اس نے اس قبے پر اور اضافہ کیا۔ اور علاقہ بیجا پور کے چند مواضع بھی اس مقبرہ کے لیے وقف کر دیئے۔

۱۹۸۔ قاضی محمد ابن محمود لضمیر آبادی

(امجد سلطان علاء الدین خضر خانی)

۲۲ ربیع الثانی ۸۹۵ھ

”السید الشریف“ قاضی محمد بن محمود بن الحارث الحسینی الحسینی لضمیر آبادی۔ فضل وزہد میں معروف۔ ۸۶۸ھ میں اپنے شہر کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ زمانہ سلطان علاء الدین خضر خانی کا تھا اور اس منصب پر ۲۷ سال تک متعین رہے۔ قضا میں نہایت مصنف تھے۔ معارف الہیہ میں بھی کافی ورک تھا۔ سلطان اسکندر بن بہلول لودھی کے دور میں انتقال فرمایا (اثبات السادات)

۱۹۹۔ سلطان محمد شاہ ابن بہالیوں بہمنی

”الملك المؤید“ شمس الدین ابو المنظر محمد ابن بہالیوں بن علاء الدین بہمنی۔ علوم دینی میں فاضل۔ ۸۶۷ھ اپنے بھائی نظام شاہ کی رحلت کے بعد دار الشاہ تحت و تاج ہوئے اور یہ موقع ۹ سال کی عمر میں حاصل ہوا۔ تحصیل علوم کی طرف میلان ہوا۔ تو شیخ صدر جہاں لستری کے سامنے زانوئے ادب نہ کیے۔ حتیٰ کہ اپنے معاصرین پر فوقیت حاصل کی۔ خطاطی میں بھی اتنیاز تھا۔ بالغ ہوئے تو عنان سلطنت ہاتھ میں لی۔ علاء الدین محمود گیلانی کو وزیر

مقرر کیا۔ اور سلطان محمود غلجی سے معاہدہ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کے حدود میں دست اندازی نہ کریں اور اس سے ہمیں اپنے وزیر عماد الدین محمود مدوح کو لشکر دے کر قلعہ کھنبہ و سنگیز اور کوکن کے دوسرے شہروں پر حملہ کے لیے مقرر کیا جس نے دشمن سے مقاتلہ کر کے اس کے قلعوں کو محصور کر لیا۔ ان کے باغات تباہ کر کے ان میں راہیں بنوا دیں۔ اور آخر میں انہیں اپنے ممالک محروسہ میں شامل کر لیا۔

اب وہ بند گاہ گو اکی طرف بٹھا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ محمود وزیر تین سال کے بعد احمد آباد بیدر لڑا۔ تب اس نے نظام الملک حسن بھری کو لشکر دے کر ریاست اوریا پر حملہ کے لیے بھیجا۔ جسے نول ریز لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔ مگر سلطان محمد شاہ نے پھر اس ریاست کو مالِ خطیر کے تاوان پر اس کے پہلے مالک کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر محمد شاہ نے نظام الملک کو راجمندری اور کنڈنیر پر حملہ کے لیے مقرر کیا۔ جو لڑائی کے بعد ان شہروں پر قابض ہو گیا۔ اور اپنے ایک عہدہ دار کو دہاں قاضی مقرر کر کے خود احمد آباد بیدر کی طرف بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

صاحب ترجمہ محمد شاہ نے یوسف خاں عادل کو دولت آباد پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ قلعہ ویرا کھڑا اور قلعہ انتور کو فتح کیا جائے۔ یوسف خاں نے دونوں کو محصور کر کے ان کے باشندوں پر عرصہ روزگار تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ کی حدود جہد کے بعد دونوں فتح کر لیے۔ جس سے بے حساب اموال حاصل ہوئے۔

اور اس سے ہمیں محمد شاہ بنفسہ قلعہ نلکاران کی طرف نکلا۔ اسے محصور کر کے باشندوں پر سختی شروع کر دی اور آخر کار اسے فتح کر ہی لیا۔

ادھر کفار نے راجن پری کو ایک لشکر جبار کے ساتھ گھیر لیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر خود بڑھا اور جب اس کے آنے کی خبر ادھر والوں نے سنی تو ادویا کا مالک قلعہ کنڈنیر میں دیک کر جھا بیٹھا۔ ادھر اڑلیہ کاراجہ دریائے راج مندری پار کر کے ایک طرف ہو گیا۔ محمد شاہ

راج مندرجی میں داخل ہو گیا۔ تب نظام الملک جو محصور تھا۔ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں
 باریاب ہوا۔ اس نے اپنے وزیر محمود کو یہاں لتینات کر دیا۔ خود سلطان بیس ہزار سوار لے
 کر سندھ میں اڑلیہ کی طرف بڑھا اور دریائے راج مندرجی عبور کر کے اڑلیہ میں داخل
 ہوا۔ ادھر یہاں کاراجہ اپنی راج دہانی چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور محمد شاہ نے یقیہ لوگوں سے
 جنگ چھیڑ کر انہیں فتح کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ لوٹ مار مسلسل چھ ماہ تک رہی، راجہ اڑلیہ نے
 سنا کہ محمد شاہ اس کے ملک پر قبضہ کرنے کے اپنا نائب مقرر کرنے پر مائل ہے۔ اس نے بالعوض
 اتنے مال کے صلح کی درخواست بھجوائی جس درخواست کے ساتھ سیم دزر سے لدا ہوا ایک
 ہاتھی بھی تھا۔ یہ دیکھ کر محمد شاہ وہاں سے اور یا کی حدود کی طرف واپس آ کر قلعہ کندیز کا محاصرہ
 کر لیا۔ پانچ مہینے کے بعد محصورین نے ان سے درخواست کی۔ سلطان نے قلعہ ان سے لے کر
 اپنے ایک عمدہ دار کو وہاں متعین کر دیا۔ مگر ان کا بڑا بت خانہ مسمار کر کے ایک عظیم الشان مسجد
 تعمیر کرا دی۔ اور نظام الملک مذکور کو تلنگ کے علاقے کا والی مقرر کر دیا۔ نرسنگہ ہندو مہاراجہ
 کی طرف بڑھا۔ یہ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اس کا علاقہ تلنگ اور معبر کے درمیان
 تھا۔ بادشاہ نے ان دونوں ملکوں کے درمیان قلعہ بنوا کر اپنے ایک وزیر کو ندپور پٹی میں متعین کر کے
 خود کنجی کی طرف نکل آیا۔ یہ ایک بڑا بت کدہ تھا جس پر وہ اچانک ٹوٹ پڑا۔ قتل عام اور
 گرفتاریوں کی حد نہ رہی۔ اس نے پندرہ ہزار عسکری نرسنگہ پر بھجوا دیئے۔ اور خود مچھلی پٹن کی طرف
 بڑھ گیا۔ جو سر ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کو ندپور پٹی آیا اور اپنے وزیر محمود سے ملاقات کی۔

سلطان محمد شاہ وزیر محمود سے بہت متاثر تھا۔ اور ہمیشہ اسے بیش از بیش عنایات کا مہر
 بناتا۔ جس پر دوسروں نے محمود کا حسد کیا۔ اس کی عزت اور جان کے دشمن ہو کر اسے بدینتی سے
 ملعون کیا۔ اس سازش میں انہوں نے وزیر محمود کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنام راجہ اڑلیہ
 لکھ کر وزیر صاحب کی فہمی مہر اس پر ثبت کر کے محمد شاہ کے حضور پیش کر دی۔ تو بادشاہ نے
 بوکھلا کر وزیر کے قتل کا فرمان نافذ کر دیا۔ جس کے بعد وہ اس قدر بچھتا یا کہ بیمار ہو کر موت کے

قریب جا پہنچا اور اپنے دارالملک احمد آباد کی راہ لی۔ جہاں وہ سلسلہ میں طعنہ اہل ہو گیا۔ جس سے مملکت کی بنیادیں اس طرح ہل گئیں کہ محمد شاہ کے بیٹوں کے لیے بادشاہی کے سلسلے میں نام اور رسومات کے سوا کچھ نہ رہا۔ (تاریخ فرشتہ)

۲۰۰۔ شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی

م ۱۶ ذی قعدہ ۱۲۵۰ھ

بزمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی

الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة الفقیہ الزاہد صاحب المقامات العلیہ والکرامات الجلیہ محمد بن یوسف بن علی ابن محمد ابن یوسف ابن حسین بن محمد بن علی ابن حمزہ ابن داؤد بن ابوالحسن بن زید المجتہد الامام ابوالفتح صدر الدین محمد دہلوی ثم گلبرگوی۔ آپ کالنسب یحییٰ ابن الحسین ابن زید الشہید تک پہنچتا ہے۔ تاریخ ولادت ۱۴۰۱ھ۔ رجب ۱۲۵۰ھ اور مولد دہلی ہے۔ ۱۴ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ہمراہ دولت آباد وارد ہوئے۔ یہاں اپنے والد اور دادا سے مدت تک پڑھتے رہے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی حسین بن یوسف کے ہمراہ ۱۲۵۴ھ میں دہلی آگئے۔ جب کہ ان کے والد چار سال قبل آسودہ لحد ہو چکے تھے۔

دہلی شیخ نصیر الدین محمود اودھی تشریف فرما تھے۔ صاحب ترجمہ نے مدوح سے فرقہ خلافت کی درخواست کی تو شیخ نے غریباً پہلے اپنی تعلیم مکمل کر لیجیے۔ اس پر آپ نے مولانا سید شرف الدین کھٹلی مولانا تاج الدین اور آخر میں قاضی عبدالقادر ابن رکن الدین شریکی سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

شمسیہ۔ صحائف۔ مفتاح العلوم۔ ہدایۃ الفقہ۔ اصول بنو دہلی۔

کشاف اور دوسری کتب درسیہ۔

اب آپ علوم و فتویٰ نویسی اور تدریس ہر ایک کے اندر ممتاز تھے۔ علم و عمل اور زہد و تواضع

حسن سلوک آپ کا شعار و ثار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب کے اندر آپ کی محبت سمودی۔ اور شیخ ممدوح لفضیر الدین محمود سے استفادہ کے مستحق ہو ہی گئے۔ جس سے کھڑی ہی مدت میں مرتبہ کمال حاصل ہوا۔ اور شیخ نے آپ کو اپنا مقرب بنا کر خلافت عطا فرمانے کے ساتھ اجازہ عامہ تامہ فرما دیا۔ حتیٰ کہ آپ مرجعیت کا مرکز ہونے کے ساتھ علمی روایت و وارثت و اجماع نفوس و ولایت علی رشد و ہدایت و راہ حق کے داعی قرار پائے۔ شیخ ممدوح کی رحلت ۱۲۵۷ھ کے بعد مرتبہ شیخو خیمت پر فائز ہوئے، آپ کی مناکحت شیخ احمد بن ہلال الدین حسینی مغربی کی لڑکی سے ہو گئی۔ اس لمحہ میں آپ کی عمر کا سن ۴۰۔ دس سال میں تھا۔ ربیع الآخر ۱۲۵۷ھ میں جب تیمور کا لشکر دہلی پر اُمڈ آیا تو آپ گجرات تشریف لائے۔ پھر دولت آباد کا رخ کیا۔ یہ دور سلطان فیروز شاہ بہمنی کا تھا جس نے گلبرگہ میں ۸۱۵ھ میں آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے وہیں طرح وطن ڈال کر مسند تدریس کو مزین فرمایا اور افادہ و تلقین شروع کر دیا۔

اوصاف آل جلیل المنزلیہ

صاحب ترجمہ عالم دین، عارف طریقت، پر خدایاں۔ باوقار شریعت و طریقت کے جامع ہونے کے ساتھ لباس التقویٰ سے بہرہ مند تھے۔ متقانی و معارف کے سمندر کے غواص فقہ و لغویات اور تفسیر القرآن میں دسترس تھی۔ آپ سے بے شمار افراد نے پڑھا۔

مُصَنَّفَات

- ۱۔ تفسیر القرآن (بہ انداز کشاف) — (۲) شرح مشارق الانوار (برنگ معرفت عرفان)
- ۳) ترجمہ مشارق الانوار (در فارسی) — (۴) معارف: شرح الحوافر شیخ شہاب الدین سہروردی (در عربی) — (۵) ترجمہ عوارف (در فارسی) — (۶) شرح الفصوص الشرف
- ۷) شرح آداب المریدین (در عربی و در فارسی) — (۸) شرح التہذیبات مؤلفہ عن الفقہاء
- ہمدانی — (۹) شرح زبائل القشیر — (۱۰) شرح رسالہ ابن عربی — (۱۱) شرح
- فقہ الاکبر — (۱۲) شرح بدع الامالی — (۱۳) شرح الحقیقۃ الحافظیہ — (۱۴) رسالہ در

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم — (۱۵) اسماء الاسرار — (۱۶) حدائق الانس —
 (۱۷) کتابے در ضرب الامثال — (۱۸) کتابے در آداب السلوک — (۱۹) رسالہ
 فی اشارات اہل محبت — (۲۰) رسالہ فی بیان الذکر — (۲۱) رسالہ فی بیان
 المعرفت — (۲۲) فی تفسیر حدیث (رایت ربی فی احسن صورت) (میں نے اپنے رب
 کو احسن صورت میں دیکھا) — (۲۳) رسالہ فی استقامت الشریعت — (۲۴)
 رسالہ فی شرح لجمیر الوجود بالازمنۃ الثلاثہ بما لجمیر (در فارسی) - (در لہجہ دہشت و باشند) —
 (۲۵) حاشیہ بر قوت القلوب (مؤلفہ مکھی) — (۲۶) اربعین - جس کی ہر حدیث پر
 صحابہ و تابعین و مشائخ کے آثار ہیں - (۲۷) تعلیقات علی خمسۃ اجزاء من الکشاف -
 الف (۲۸) متصانیف کے سوا اور کتب بھی ہیں - حتیٰ کہ سید والد نے مہر جہاں تاب
 میں ان کی تعداد (۱۲۵) تک لکھی ہے اور کئی علوم پر مشتمل ہیں -

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخبار میں لکھا ہے کہ ان کے ملفوظات لہجوان
 جوامع الکلم ان کے مرید شیخ محمد نے ایک مجموعہ میں یکجا کر دیے ہیں - اور شیخ محمد ابن علی
 سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں صاحب ترجمہ کی سیرۃ قلم بند فرمادی ہے -
 آپ کے اقوال :-

- ۱۔ سفر اگر تشمت باطن نیار و مبارک باشد - والا سرمایہ صوفیان جز فراغ دل و جمع ہم نہایت -
- ۲۔ اگر یک ساعت لطیف دل با خدا کے خویش حاضر شود آل بہشت است بلکہ ہزار بہشت
 خدا کے ساعت باید کرد و ہونوز را نگاہ بدست آمدہ باشد -
- ۳۔ بفرار غل دل زمانے منظرے بجاہر وے

ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے دہوئے
 آپ سے مشہور قول "العلم حجاب اللہ اکبر" (علم حجاب الہی ہے اللہ اور بندہ کے درمیان)
 کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا "اھل حاسوئی اللہ متعارف حجاب" (اللہ کے سوا ہر شے حجاب)

ہی ہے) البتہ علم کے سوا دوسرے تمام حجاب قبیح و کثیف ہیں مگر علم حجاب لطیف ہے۔
برخاستن ازاں نیک دشوار باشد و مراد ازیں علم و نحو و صرف و حدیث و فقہ نیست۔ مراد علم باللہ
است و آل علم ذات و صفات باری اندہ بدلیل و برہان بلکہ مشاہدہ۔ انتہی۔
وفات :- بروز دوشنبہ بوقت صبحی ۱۶۔ ذی القعدہ ماہ محرم ۱۲۸۵ھ کو ہوئی۔ مزار
مکبرہ میں ہے۔ لوگ اس کی زیارۃ و ثواب کے لیے آتے رہتے ہیں (مہر جہاں تاب)

۲۰۱۔ شیخ محمد متوکل کنتوری

م ۱۲۸۴ھ

«الشیخ العالم الصالح» محمد ابن اعزالدین ابن افتخار الدین بن اوزون ترکمانی بروہی کنتوری
ان مشایخ برگزیدگان میں سے تھے۔ جن کے زہد و تقویٰ اور توکل و استغنا کی مثال ان کے
دور میں نہ تھی۔

شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے طریقت ماصل کی اور اپنے شیخ کی اجازت سے عقبہ
کنتور (در صوبہ اودھ) میں سکونت اختیار فرمائی۔ ایک سو سال کی عمر پائی۔ ان کے صاحبزادہ
شیخ سعد اللہ ان کی زندگی ہی میں راہی ملک عدم ہوئے۔ سال وفات ۱۲۸۴ھ ہے۔
(بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۲۰۲۔ قاضی محمد ساوی

م ۱۲۸۹ھ

«الشیخ العالم الکبیر العلامۃ» قاضی محمد ابن ابو محمد خنقی صوفی سادھی۔ یکے از ممتاز مشایخ
چشتیہ۔ حضرت نصیر الدین اودھی کی خدمت میں مدلول رہے۔ آپ سے بہت کچھ حاصل کیا
اور بزیم طریقت کے مرکز قرار پائے۔ شیخ اختیار الدین عمر ارجی اور بے شمار افراد نے آپ

سے استفادہ کیا۔

فقہ و لغت و اصول فقہ و ادب عربی میں کمال حاصل کیا۔ برسوں درس و افادہ میں مصروف رہے۔ ۸۱ھ میں انتقال فرمایا اور سید الدین نے مہر جہاں تاب میں لکھا کہ آپ نے ۴۴ محرم ۸۰۹ھ میں ایرج میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودہ لحد ہوئے۔

۲۰۴۔ شیخ محمد بن ابو محمد دریا آبادی

م ۸۰۴ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد بن ابو محمد قدوائی دریا آبادی المشہور بہ آب کش۔ قاضی عبدالکریم قدوائی اودھی کی اولاد سے تھے۔ شیخ ابو الفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقتدر کنڈی جون پوری سے طریقت حاصل کی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۸۰۴ھ میں وفات پائی۔ (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۰۵۔ قاضی محمد اکرم گجراتی

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد اکرم حنفی گجراتی یکے از علمائے ممتازین۔ فقہ و اصول فقہ میں فائق۔ نہروالہ کے قاضی القضاۃ تھے رکن الدین ناگوری نے ان کی مدح اپنے فتاویٰ حمادیہ میں کرتے ہوئے آپ کا ذکر امام عالم و نعمان ثانی سے کیا۔ آپ کو معقول اور منقول وغیرہ دونوں قسم کے اعلیٰ القاب سے یاد کیا۔

۲۰۶۔ شیخ محمد الحسینی المدینی

م ۸۲۲ھ

«الشیخ الصالح» محمد بن ابو محمد الحسینی المدینی۔ دکن کے ممتاز علمائے تھے۔ اپنے ایک

سومریوں کے ہمراہ ہندوستان آتے ہوئے مقام سیدھا گول (دکن) میں شہید کر دیے گئے۔ یہ واقعہ ۸۲۲ھ میں ہوا۔ (مہر حبال تاب)

۲۰۴۔ شمس الدین محمد طاہر چشتی اجمیری

م ۸۸۵ھ

”الشیخ الصالح“ شمس الدین محمد ابن طاہر اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجر، شیخ نور الدین احمد ابن عمر پنڈوی سے درس طریقت حاصل کرنے کے بعد شیخ رفیع الدین بایزید اجمیری کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ جن سے خرقہ خلافت حاصل ہوا اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ (گلزار ابراہار)۔ اخبار الانبیاء میں لکھا ہے کہ طویل عمر پائی اور خزانۃ الاصفیاء میں تاریخ رحلت ۸۸۵ھ رقم ہے۔

۲۰۷۔ متقی الدین محمد شیرازی

”الشیخ الفاضل“ متقی الدین محمد ابن ابو محمد شیرازی علمائے کبار سے تھے۔ امیر فضل اللہ حسینی شیرازی کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو گلبرگہ کا وزیر مالیات مقرر فرمایا اور امیر تیمور گورگان کے ہاں سفارت پر بھجوا یا۔ ان کے ہمراہ لطف اللہ سنواری بھی تھے۔ یہ وفد ۸۸۵ھ میں روانہ ہوا اور سمرقند سے گلبرگہ واپس آ گیا۔ سلطان فیروز شاہ کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

۲۰۸۔ سلطان محمود شاہ شرقی جوہپوری

م ۸۹۴ھ

”الملک المتید“ محمود بن ابراہیم الشرقی الجوہپوری۔ ممتاز بادشاہوں میں سے تھے۔ سلطان الشرق کے لقب سے مشہور۔ ۸۹۴ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد سریر آرائے تخت

حکومت ہوئے اور علم و تدبیر کی وجہ سے رعایا کے دل موہ لیے۔ کہ آپ عدل گستر، سخی، خوش مزاج اور اہل علم کے محسن تھے۔ جون پور میں ان کے عہد کے آثار صالحہ ابھی تک موجود ہیں۔ ۸۶۲ھ میں وفات پائی۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۰۹۔ شیخ محمود بن حمید کنتوری مداری

۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ

۱۰ الشیخ العالم الکبیر محمود بن عین الدین ابن یعقوب العثماني جرجانی الکنتوری مصنف رسالہ عالیہ (فارسی) فی معرفۃ المداریہ۔ ان کا نسب حضرت عثمان اور بعض کے نزدیک حضرت علی سے بیان کیا ہے۔ مولد و منشا کنتور ہے شیخ معمر بدیع الدین مدار شاہ مکن پوری کی بیعت کی۔ با محدوح کنتور تشریف لائے۔ اور انہیں سے پڑھا۔ ان کی بیعت ان کے فرزند ابوالحسن اور شیخ عبدالملک بہرائچی وغیرہ اکثروں نے کی۔ رسالہ عالیہ فی معرفۃ المداریہ عربی میں تصنیف کیا۔ اپنے شیخ کی تعریف میں بہت سے اشعار کہے حقائق و معارف میں فارسی میں۔

۲۱۰۔ شیخ محمود بن عبداللہ البخاری

۱۲ رمضان ۸۵۷ھ تا ماہ ذی القعدہ ۸۸۰ھ

م ۸۸۰ھ

۱۱ الشیخ الصالح الفقیہ محمود بن عبداللہ ابن محمود بن الحسین الحسینی البخاری ملقب بہ ناصر الدین مکئی بہ ابوالحسن گجراتی۔ گجرات کے مشہور مشائخ سے تھے۔ مولد فتن اور مدفن قریہ ٹوہ ہے۔ سلطان خاتون بنت خداوند خاں گجراتی ان کی والدہ تھیں۔ اپنے والد سے برسوں پڑھتے رہے۔ اور ان کی رحلت کے بعد سند شیخوخت پر متمکن رہے بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۲۱۱۔ قاضی محمود بن العلاء نصیر آبادی

۸۶۸ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الوجیه“ محمود بن العلاء بن قطب الدین حسنی الحسینی نصیر آبادی۔ از نسل امیر کبیر سید الملت المنیر شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد الحسنی المدنی۔ عہد علم و شیخیت میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔ اپنے والد کے بعد ۸۶۸ھ میں شہر نصیر آباد کی قضاہ سپرد ہوئی۔ فقہ میں فائق الاقران تھے۔ کوئی ہمسر نہ تھا، دوسرے علوم و فنون میں ملکہ تام ہونے کی وجہ سے آپ کو ان پر فخر حاصل تھا۔ آپ د مؤلف نہایت الخواطر سید عبد الحئی صاحب کے اجداد میں سے تھے۔ رحلت کے بعد نصیر آباد کے خطیرہ الخطباء میں آسودہ گرد ہوئے (بحوالہ مآثر السادات)

۲۱۲۔ سلطان محمود شاہ خلجی متروی

۱۹ شوال ۸۳۹ھ

”الملك المویہ“ محمود بن المغیش خلجی مندوی۔ عہد ہوشنگ شاہ غوری اور ان کے اسلاف مندوی میں امرائے کبار سے تھے۔ آخر اللہ سبحانہ نے محمد شاہ غوری کے بعد در شنبہ ۱۹ شوال ۸۳۹ھ کو زمام حکومت ان کے ہاتھ میں دی۔ جب کہ ان کی زندگی کا ۳۴ ویں سال تھا۔ اور ان کے والد بھی زندہ تھے۔ جنہیں ممدوح نے امیر الامرا کا منصب پیش کیا۔ یہ بادشاہ نہایت سخی، عدل پسند عوام کے ہمدرد، غلامی، سرحدوں کے محافظ اور جہاد فی سبیل اللہ کے مشتاق تھے۔ ارباب کمال کی خدمت میں پیش قیمت تحائف اور نقود بھجواتے۔ یہ دیکھ کر دور دراز سے علما کا جم غفیر ان کے گرد جمع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے دارالحکومت مندو میں بہت بڑی تعلیم گاہ تعمیر کرا دی جس میں اساتذہ کے بے بیش بہا مشاہیر اور طلباء کے لیے اعلیٰ کھانے اور ان کی ضروریات کا اجرا فرما دیا۔ ۸۴۹ھ میں ایک عالی شان شفا خانہ بھی تعمیر کرایا۔ جس کی تولیت مولانا فضل اللہ الحکیم

کے سپرد کر کے حکم دیا کہ مرینیوں اور دیوانوں کا علاج غور سے کیا جائے۔ یہ سلطان سخاوت اور
حقانوں کی آگہی میں ممتاز ہونے کے ساتھ ریاست کے سود و بہود میں نہایت غور کرتا۔ اس کی
ذات میں خوش اطوار ہی۔ عفت پاک دامن، سخاوت اور رعیت کے احوال کی نگہ داری۔ ریاست
کی ترقی اور حکمرانی کا جوہر تمام اوصاف جمع تھے۔ جس کی بدولت تمام عالم میں اس کی شہرت پھیل
گئی۔ ۸۷۰ھ میں اس کے پاس خلیفہ مصر المستنجد باللہ یوسف بن محمد عباسی کا بھیجا ہوا وفد آیا۔
جس کی تعظیم استقبال میں اس نے اپنے امراء کے ساتھ بے حد سبقت کی، یہ وفد خلیفہ عباسی کی طرف
سے اس کے لیے خلعت لایا تھا۔ تب سے اس نے خطبہ میں اپنے نام کے ساتھ خلیفہ
مذہب کا نام بھی شامل کر لیا۔

دوسری خلعت :- یہ خلعت مولانا عماد الدین حضرت شیخ الاسلام نجم الدین الحارثی فی المشہور
بہ کبریٰ کی طرف سے تھا۔ جسے اس نے نہایت ادب و احترام کے ہاتھوں سے لیا اور مولانا
عماد الدین کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا۔

اسے ۴۴ سال تک حکومت کی۔ اور ۱۹ ذی القعدہ ۸۷۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۱۳۔ خواجہ عماد الدین محمود گیلانی

م ۵ صفر ۸۷۶ھ

الشیخ الفاضل الکبیر عماد الدین محمود بن محمد بن احمد گیلانی المشہور بہ محمود گادال۔ ان
کا ایک لقب ملک التجار۔ اور تیسرا لقب خواجہ جہاں ہے۔ ابتداً ملوک اور خود دزار
میں سے تھے۔ بن ولایت ۸۱۳ھ ہے۔ تحصیل علم کے لیے قاہرہ میں ایام ابن حجر عسقلانی
(احمد بن حجر) کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے۔ بعد شام پہنچے۔ اسی طرح چلتے چلتے اکثر
شہروں میں گئے اور تجارت میں خوب نفع کمایا۔ ۴۴ سال کی عمر میں بندر گاہ دائل کی راہ سے ہندوستان

وارد ہوئے تو دکن کی راہ پر چل دیے۔ بہال سلطان علاؤ الدین بھنبی سریر آرائے سلطنت تھے۔ بہالیوں شاہ بھنبی نے صاحب ترجمہ کو ملک التجار کا خطاب دینے کے بعد اپنا وزیر مقرر کر کے حملۃ الملک کے لقب سے سفر فرما دیا۔ جس بادشاہ کے بعد سلطان محمد شاہ بھنبی نے آپ کو خواجہ بہال کے خطاب سے عزت بخشی۔ یہ تمام بادشاہان کی عزت کرتے اور ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔

حمود گادول صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ معقول اور منقول کے ساتھ فنون ریاضی اور طب و الشاء اور نقد شعر ہر ایک میں ماہر ہونے کے ساتھ سخی بہادر، عقیدہ میں استواری اور نیک چلنی کے ساتھ اہل علم کے قدر دان بھی تھے۔ علمائے خراسان و ماوراء النہر و عراق کے لیے قیمتی ہدایہ پیش کرتے۔ اپنی جاگیر میں سے اپنی ذات پر کچھ خرچ نہ کرتے۔ بلکہ مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ صرف ذاتی رأس المال تجارت کے لیے محفوظ رکھتے اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا خود پر صرف کرتے۔

دکن میں ان کی کئی عمارتی یادگاریں ہیں۔ احمد آباد بیدریں ایک عظیم الشان مدرسہ ہے۔ یہ عمارت حسن و جمال و تعمیریں دکن کے اندر بے مثال ہے۔ اس کی تعمیر ۱۷۷۴ء میں ہوئی۔ جس کی تاریخ ”ربنا تقبل منا“ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔

(۱) مناظر الانشا

(۲) دلائل شغرفارسی

(۳) رسائل مجددت شیخ عبدالرحمن بہامی

اور بہامی نے آپ کی مدح میں بعض قصائد لکھے۔ ازال جلد ۱۷۵

ہم بہال را خواجہ وہم فقرا و بیابا دوست

آیت الفقر و لکن تحت استار النشار

والیضا

جامی اشعار دل آویز تو جیسے است لطیف

پودش از حسن بود لطف معانی تارش!

ہمدہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد

شرف غزو قبول از ملک انجارش!

شیخ عبدالکریم ہمدانی نے ایک کتاب اخبار دکن میں لجنوال محمود شاہی کا تذکرہ اور طاش کبریٰ زادہ نے مفتاح السعاده میں لکھا ہے :-

”کہ مختصر مفید کتابیں جن میں صناعتہ اللہشاء اور اس کے اصناف میں لکن میں محمود گادال المشہور بہ خواجہ جہاں کی کتاب ہے مگر فارسی میں ہے چہ جائے کہ اس کے جامع دنیا کے مشاہیر سے تھے اور ان کے مال و راحت ہندوستان سے لے کر رانم و عجم ہر جگہ کے عالموں کو متمتع کرتے۔ آپ ہندوستان میں وزیر بھی تو تھے۔“

کتاب مذکورہ کے حواشی میں ایک عالم نے لکھا ہے کہ

”صدر جہاں وطنانجی تھے۔ مگر ہندوستان آکر انہوں نے کئی شہروں کی سیر کی اور آخر دکن میں طرح وطن ڈال دی جہاں گلبرگہ کے بادشاہ نے آؤ گھگت کے ساتھ آخر ش انہیں قلم دان وزارت سونپ دیا۔ جہاں مدوح نے کئی مذہبی عمارتوں کی تعمیر چھتلیا او ایک علی شان مدرسہ شہراحد آباد بیدر میں تعمیر کرایا۔ جس مدرسہ کی صدارت کے لیے ملا جامی کو ان کے وطن سے بلایا۔ حضرت جامی آنے کے لیے تیار بھی ہو گئے۔ مگر اتفاقات مانع ہوئے۔“

مصنف تاریخ آصفی کہ گجرات پر لکھی گئی ہے، اس تاریخ میں گادال کے متعلق مرقوم

ہے کہ :-

انص کی ذات عقل و برتری و اخلاق و اقبال و قبولیت و قوت کا
مرقع تھی۔ اہل دکن اوصاف حمیدہ میں ان کی مثال پیش کرتے
دنیا کی نعمتیں صرف ان ہی کے لیے ہو گئیں۔ ان کے پاس
سونے کا بہت بڑا خزانہ تھا۔ ایک روز ان کے مطبخ میں پیاز
کے ردی چھلکے تو لے گئے تو مہندی دزن میں ۸ اسیر تھے اور
مطبخ کے اندر بچا گھپا گھی ۲۰ اسیر دزن میں ہوتا۔ ساحل سمندر
کے ہر ایک بندر گاہ میں گاوان کے دکانے تجارت اور سفیر
مقرر تھے۔

صدر جہاں نے مختلف مضامین میں نہایت عمدہ کتابیں لکھیں :-

(۱) مناظر الانشاء ————— (۲) ریاض الانشاء۔

جس موضوع پر انہوں نے سبقت کی۔

انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنے لیے ایک محل بیت گاوالوں کے نام سے تعمیر کرایا۔

سخاوی نے ضوء الامح میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

محمود بن محمد بن احمد خواجہ کمال اگیلانی برادر شہاب احمد گاوان ان کا لقب ملک التجار ہے۔

۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

ہمارے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی سے قاہرہ میں استفادہ کیا۔ بعد شام

کا رخ کیا اور گلبرگہ کے بادشاہ ہمالیوں شاہ جب موت کے قریب پہنچے تو صدر جہاں کو اپنی اولاد

کی نگرانی سونپتے گئے۔ ہمالیوں شاہ کا جائنشین اس کا بیٹا نظام شاہ تھا۔ یہ بھی بہت عابدی طعمہ

اجل ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی محمد شاہ تخت پر بیٹھا جس کی عمر سات سال تھی۔

صدر جہاں اور ولی عہد میں اختلاف رونما ہو گیا۔ شہزادے نے استبداد کی راہ اختیار کر لی اور

صدر جہاں پر سختی شروع کر دی۔ ساتھ ہی رزائل کا ارتکاب شروع کر دیا۔ جن امور نے صدر جہاں کو تکلیف میں ڈال دیا۔ صدر جہاں نے بعض اشخاص کو شہزادے کی اصلاح پر مقرر کر دیا۔ شہزادہ علاقہ تلنگانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور خواجہ — کو بھی مشالیت کا حکم دیا۔ مگر خواجہ مسلسل ۷ روز تک گھر سے نہ نکلے، کیونکہ بادشاہ اس دور میں تلعب میں منہمک تھا۔ خواجہ کی غیر حاضری پر دشمنوں نے چغنی کھائی جس سے بادشاہ کا دل منغض ہو گیا۔ ادھر صدر نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بادشاہ کی طرف سلام دے کر بھیجا۔ بادشاہ نے جواب میں عتاب آمیز کلمات کہے۔ اتنے میں تلنگانہ کا لشکر تتر بتر ہو گیا جسے دشمنان صدر نے بادشاہ کے سامنے گاوان کی سازش کا نتیجہ بتایا اور یہ بھی سمجھایا کہ خواجہ آپ پر حملہ کر کے آپ کے قتل پر تلا ہوا ہے۔ دشمنان خواجہ نے سلطان کو پٹی پڑھائی کہ اگر آپ کو شک ہو تو خواجہ کو طلب کر کے دیکھیے۔ یہ تیر بھی نشانے پر بیٹھا۔ سلطان نے خواجہ کو ایک ذریعے سے بلا بھیجا تو خواجہ فوراً حاضر ہوا۔ اسی لمحہ ایک حبشی غلام نے خواجہ پر تلوار سے حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۸۶۲ء کے روز رونما ہوا۔ یعنی گاوان کو محمد شاہ بادشاہ بہمنی کے حکم سے قتل کیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے محمد شاہ سلطان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ ان کا سال رحلت ایک صاحب نے بے گناہ مجبور گاوان شد شہید سے نکالا۔

۲۱۴۔ قاضی خاں محمود دہلوی

الشیخ الفاضل العلامة، محمود بن ابو محمود دہلوی المشہور بہ قاضی خاں قطب الدین بک کے اجداد سے تھے۔

متصنیف :- آداب الفضلاء (لخت میں) جو انہوں نے ۱۸۲۲ء میں قدری خاں کے لیے مرتب کی اور اسے دو قسموں میں منقسم کر دیا۔

۱۔ فارسی لفظوں کے عربی معنی ترجمے ب۔ اصطلاحات شعراء۔

دولوں حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ (بحوالہ کشف الطنون فاضل چلیبی)

۲۱۵۔ مولانا محمود کا ذرونی

الشیخ الفاضل العلامة محمود بن محمود الحسینی المکا ذرونی سندسہ و ہیتہ اور دوسرے فنون ریاضی میں ممتاز۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو قریہ بالا گھاٹ میں رصد گاہ تعمیر کرانے پر مامور کیا۔ اور ان کی اعانت پر حسن گیلانی الحکیم کو تعینات کر دیا۔ لیکن تکمیل سے پہلے احسن کلیم نے وفات پائی۔ یہ واقعہ ۸۱۵ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۱۶۔ شیخ محمود ایرجی

م ۱۰ رجب ۸۶۵ھ

الشیخ العالم الصالح محمود بن سعید الحسینی ایرجی۔ علم و معرفت میں ممتاز۔ مولد و منشأ ایرج۔ درسیات اپنے والد سے پڑھنے کے بعد حج ذریعہ کے لیے روانہ ہوئے تو احمد آباد میں شیخ احمد ابن عبداللہ کھتوی مغربی سے ملاقات ہوئی اور یہیں احرام کھول کر آپ کی خدمت خود پر لازم کر لی۔ موضع بہنڈیری درلواح احمد آباد میں قیام فرما ہو گئے۔

تصنیف :- تحفۃ المجالس۔ شیخ احمد مدوح کے حالات و ملفوظات پر۔

موضع بہنڈیری ہی میں رحلت ہوئی اور یہیں آسودہ لحد ہوئے۔ (محبوب ذی المنن)

۲۱۷۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامة محمود بن محمد حنفی دہلوی۔ ابو الفضائل سعد الدین احناف کے علمائے

کبار سے تھے۔

مصابیغ : اصول فقہ کی معروف کتاب المنار کی شرح افاضتہ الاوار فی اضاءۃ اصول المنار کے نام سے لکھی۔ جس کا حرف اول ہے "الحمد للہ الذی الہمنا معالم الاسلام" ۸۹۱ھ میں وفات پائی (مہر جہاں تاب و کشف الظنون)

۲۱۸۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۸۹۱ھ

الشیخ الفاضل علامہ محمود بن محمد دہلوی لقب تاج الدین نحوی۔ اپنے معاصرین کے حلقہ میں نحو و ادبیت میں معروف و مشہور تھے۔

مصابیغ : المقصد فی النحو

علامہ چلیپی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ تاج الدین نے یہ کتاب ملک اشرف کے نام ہدیہ کی۔ وہ ۸۹۱ھ میں راہی ملک بکاہرہ تھے۔

۲۱۹۔ شیخ محمود بن محمد گجراتی

الشیخ الفاضل محمود بن محمد المعزی الحنفی گجراتی۔ اپنے دور کے ممتاز افاضتہ سے تھے آپ سے راجح ابن داؤد گجراتی نے احمد آباد میں نحو و صرف اور منطق و عروض وغیرہ پڑھے۔ سخاوی نے ان کا ذکر الفوائد المعیہ میں لبغین ترجمہ راجح ممدوح کیا ہے (بحوالہ مطرب الامثال)

۲۲۰۔ شیخ مسعود بن ظہیر فتح پوری

الشیخ الکبیر مسعود بن ظہیر بن قاسم ابن حمزہ بن حامد بن ابو بکر بن جعفر بن زید ابن ایاد بن ابو الفرج الحسینی الواسطی فتح پوری المشہور بہ شاہ سید ممتاز متنازع حشتیہ تھے۔ یہ فیضان شیخ حسام الدین مانک پوری سے حاصل ہوا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ یہاں

تک کہ ان کے تمام اسرار پائے (منہج الانساب)

۲۲۱۔ شیخ مظفر بن شمس بلخی

م ۴۲ رمضان ۸۱۲ھ

۱۔ شیخ الامام العالم الکبیر "مظفر بن شمس الدین الحمیری البلیخی" یکے از مشایخ کبار فرقہ فریدیہ۔ برسول تدریس و تلقین دہلی میں فرمائی۔ یہاں ان کے والد ادھر بادشاہ وقت کے ہاں ایک منصب پر فائز تھے۔ اور ادھر آپ شیخ احمد چرم پوش کے مریدوں میں شامل تھے انہوں نے اپنے صاحبزادہ مظفر کو بیعت کرنا چاہا۔ مگر ان (صاحب ترجمہ) کی عدم رغبت دیکھ کر ان سے فرمایا کہ کسی اور صاحب ہی کے مرید ہو جائے۔ تب وہ قصبہ بہار گئے اور حضرت شرف الدین احمد منیری کے حلقہ میں باریاب ہو کر ان سے بعض امور کی تفتیش کے بعد سوخ قدم حاصل کر کے ان کے مقدم کے قائل ہو گئے۔ ان کی بیعت کا رقبہ گردن میں حائل کر لیا۔ اور مرشد کے حکم سے دہلی لوٹ کر مدرسہ فیروزیہ میں تدریس کی طرح ڈال دی۔ دو سال کے بعد پھر بہار میں اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کے ساتھ اپنے طریقہ کے اشتغال و وظائف میں منہمک ہو گئے۔ یہاں تک کہ کمال حاصل ہوا اور حضرت منیری نے آپ کو اپنی خلافت تفویض فرمائی۔ پھر حج و زیارت کا حکم دیا۔ آپ نے ان دونوں نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے، یہاں پانچ سال گزارنے کے بعد واپسی پر عدن میں سفر آخرت فرمایا (بحوالہ گنج ارشدی) تاریخ وفات ۴۲ رمضان ۸۱۲ھ ہے (بحوالہ حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

۲۲۲۔ مظفر شاہ گجراتی

م ۸۱۳ھ

"الملك المولود المنصور" مظفر شاہ بن وجیہ الملك بلوی السلطان الصالح المجاہد فی سبیل اللہ الغازی شہید۔

آپ کا نام مظفر خاں اور سلطان فیروز شاہ دہلوی کے امر سے تھے۔ سلطان محمد شاہ فیروزی نے ۷۹۳ھ میں آپ کو گجرات کی تولیت سپرد کی۔ آپ نے تدبیر و حکمت اور سیاست کے ساتھ گجرات کا تمام علاقہ سر کر لیا۔ مگر جب مرکزی حکومت دہلی متزلزل ہو گئی۔ تو صاحب ترجمہ نے ۸۱۰ھ میں خود ہی گجرات پر مستقلاً بادشاہ بن کر اپنا لقب مظفر شاہ مقرر کر لیا۔ وہ بڑے عدل گستر، سخی، دلاور، فاضل و مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ عبادت گزار ہی ان کا دثار تھا۔

وفات :- ان کی کبر سنی میں انہیں زیہ دیا گیا جس سے ۸۱۲ھ میں آسودہ لحد ہو گئے (بحوالہ مرآۃ سکندری)

۲۲۳۔ شیخ منصور بن محمد کشمیری

«الشیخ الفاضل» منصور بن محمد ابن احمد کشمیری۔ طب میں ممتاز الاقرآن تھے۔ تصنیف :- الکفایۃ المجاہدۃ :- طب میں ہے کہ حفظانِ صحت کے طریقوں کے ساتھ فن کے اور مسائل بھی ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے مجاہد السلطنت والد ابن زین العابدین کشمیری کے لیے لکھی جو دو فنون پر مشتمل ہے اور ہر ایک فن کئی فنون پر مختمی۔ اس کا ایک نسخہ لندن کے کتب خانہ میں ہے۔

۲۲۴۔ مودود بن محمد گجراتی

از ۲ شوال ۸۱۱ھ تا ۲۲ شوال ۸۴۲ھ

«الشیخ الکبیر الزاہد الفقیہ» مودود بن محمد یوسف بن سلیمان عمری اجدھنی (پاک پٹنی) شیخ رکن الدین ابوالمنظر نروالی الججراتی، از فروتہ بابائے شکر گنج حضرت فرید الدین مسعود اجدھنی۔ از کبار چشتیہ۔ آپ نے بیعت کی شیخ محمد بن احمد ابن محمد بن علی بن ابوالاحد ابن

شیخ قطب الدین مودود چشتی سے جنہوں نے اپنے اجداد سے بیعت کی تھی۔ اور یہ واحد سلسلہ
ہندوستان میں کسی واسطہ کے بغیر حضرت اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجر ہی تک پہنچتا ہے۔
مبالغہ نہیں:- آپ کے مریدوں میں شیخ عزیز اللہ التوکلؒ ہیں جسے ہزار افراد نے بیعت کی۔
حضرت مودود و مشائخ کبار سے تھے، زاہد اور قانع و متوکل ہونے کے ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ
بھی تھے نیز عجیب غریب کثوف و کرامات کا سرچشمہ تھے۔ فتن میں آسودہ گرد ہوئے۔ ایک
روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے ۲۲ شوال ۸۴۲ھ کو رحلت فرمائی۔ (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۲۲۵۔ شیخ موسیٰ بن عزیز اللہ بہاری

م ۲۲ ذیقعد ۸۴۹ھ

(بجز ایک سوائے بریں)

الشیخ الکبیر المعروف بے بن عزیز اللہ ابن احمد بن محمد ابن شہاب الدین الیمانی سہروردی۔
الہندی بہاری۔ از مشائخ معروف و باکمال۔ ان کی صغر سنی میں ان کے والد راہی ملک
عدم ہوئے۔ تب آپ نے علمائے معاصرین سے پڑھا اور شیخ حسین بن المغزلیؒ کی خدمت میں
ملازمت اختیار کی جن سے کتاب کیا جو صاحب ترجمہ کے والد سے مستفیض تھے۔
شیخ عزیز اللہ نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے شیخ شہاب
الدین یمانی سے استفادہ کیا جو بے شمار شیوخ سے مستفیض تھے جن میں حضرت شہاب الدین
عمر بن محمد سہروردی صاحب الحوافر بھی ہیں۔

مقصد:- ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدوں نے جمع کیے (بحوالہ گنج ارشدی)

”ن“

۲۲۶- نصیر خاں فاروقی

(مثلاً ہے بہت)

م ۲۷ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ

الامیر الکبیر نصیر خاں ابن ملک راجہ بن خاں جہاں علی بن عثمان بن سمٹوں بن اشعث ابن سکندر بن طلحہ بن دانیال بن اشعث ابن ارمیا بن ابراہیم ابن لوہم الحمیری البلیخی۔ مخم الہندی الخاندلسی، ہندوستان کے بادشاہوں سے ہیں۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۱۲۸۱ھ میں حکومت کی بھاگ ڈور ہاتھ میں لی اور تدبیر و عقل کے ساتھ اس لزاج کے سب سے مضبوط قلعہ آسیر کو فتح کر لیا جو خاندلس کے پہاڑوں میں تھا اور دریائے تاپتی کے ایک کنارے شہر برہان پور تعمیر کیا۔ یہ نام انہوں نے اپنے شیخ برہان الدین محمد ہالنوی کے نام پر رکھا اور دریائے تاپتی کے دوسرے کنارے دوسرا شہر اپنے دوسرے شیخ زین الدین شیرازی کے نام کی مطابقت سے بنام زین الدین آباد تعمیر کرایا۔

صاحب ترجمہ نے چالیس سال اور چند ماہ تک دار حکومت دی۔

یہ بادشاہ عدلی گستاخ، دلیر، عاقل اور دین دار تھا۔ رہی اس کی حضرت ابراہیم بن ادھم سے نسبت شجرہ تو نسب اس سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ایک اور موقع پر یہ وضاحت کی ہے۔ لیکن یہاں ہم نے کتب تاریخ کے قیاس میں اس (نسب) کا اندراج کر دیا ہے (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۲۷۔ قاضی نصیر الدین جونپوری

۳ صفر ۸۱۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامة نصیر الدین دہلوی شہنشاہ جونپوری۔ نحو عربی اور فقہ و اصولی میں فائق القرآن تھے۔ مولد و منشاہلی ہے۔ قاضی عبدالمقتدر ابن رکن الدین شریکی کندی کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ قاضی صاحب ممدوح آپ پر بے حد شفقت فرماتے اور لبایت رافت سے پڑھاتے۔

پھر جب قاضی ممدوح نے کھتیل علوم سے فراغت حاصل کر لی تو دہلی میں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔

فتنہ تیمور میں آخر جونپور تشریف لے آئے اور یہاں کی قضاء سپرد ہوئی۔ مدت کے بعد طبیعت بھر گئی۔ تو سب کچھ ترک کر کے ملک حجرہ میں جا بیٹھے اور زہد و عبادت میں ڈوب گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اختیار الانبیاء میں لکھا ہے کہ ان کے مرید شدت جوہر سے اس قدر نڈھال رہتے کہ گھر کی چوکھٹ پر زنجیر لٹکائے رکھتے۔ مبادا باہر اندر آتے جاتے گر پڑیں۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے جب نحو میں کتاب ارشاد لکھ لی تو یہ نسخہ آپ کے پاس بھجوا کر فرمائش کی کہ آپ اس معاملہ میں رائے دیجیے کہ اگر میں اسے داخل درس کر دوں تو طلبہ کے لیے مفید ہوگی؟ آپ نے اسے مستحسن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے داخل درس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ جو آپ نے اس کتاب کی تحسین فرمائی ہے تو غالباً یہ اس بنا پر ہوگی کہ اس بارے میں بحث و نزاع کا دروازہ نہ کھلے۔

وفات جونپور ہی میں ہوئی۔ تاریخ رحلت ۳۔ ماہ صفر ۸۱۷ھ ہے اپنے حجرے ہی کے

اندر آخری نیند سوئے (بحوالہ تجلی لوز)

۲۲۸۔ شیخ نظام الدین کمینی

م ۸۰۸

الشیخ الفاضل "نظام الدین کمینی" المشہور بہ غریب۔ صلاح و تقویٰ میں معروف۔
دیارِ کمین میں پیدا ہوئے اور یہیں پر والہاں پڑھے۔ جب ایک سفر کے اندر شیخ اشرف ابن
ابراہیم سمنانی ان کے ہاں آئے۔ تو آپ بھی ان کے رفیق سفر ہو گئے۔ یہ سفر کا واقعہ تھا
اور ہندوستان وارد ہوئے تو شیخ مجدد کی خدمت میں ایک مدت گزار دی۔ اس
مہیت میں ان کی بہت بھیجی گئی۔

متصنیف :- لطائف الاشرافیہ فی ملفوظات شیخ اشرف ہے۔ بسیط اور معتدل علیہ۔
اپنے شیخ کی رحلت سے چند سال بعد وفات پائی اور کچھ چھپ میں راحت ابدی نصیب ہوئی۔

۲۲۹۔ شیخ نصیر الدین جمال گجراتی

م ۸۵۱

الشیخ العالم الصالح "نصیر الدین جمال الدین ابن ظہیر الدین بن احمد بن الحسین بن جمال
احمد بن شہاب الدین عمر الصدیقی سہروردی۔ لوسارہی از مشہور مشایخ ہند مولد و منشا گجرات
شیخ شرف الدین اوساوی گجراتی از حضرت نظام المشایخ از شیخ علی رفاعی از رکن الدین
رفاعی از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برادر اوسمش الدین محمد از محمد
از عم بزرگوارش محی الدین ابراہیم بن علی الاغرب عن عم او مہذب الدین عبدالرحیم از برادر او
سیف الدین بن علی بن عثمان البطاحی از سید احمد الکبیر القطب الرفاعی (مترجم النذالہ)

سلسلہ میں وفات پائی (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۲۰۔ شیخ نجم الدین قلندر دہلوی

۸۳۷ھ تا ۲۰ ذی الحج ۸۳۷ھ

الشیخ الکبیر المہتمم نجم الدین بن نظام الدین ابن نور الدین المبارک الحسینی الخزنجری الدہلوی
خطہ ہند کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت نظام المشائخ
کی خدمت میں رہے۔ ممدوح کی بیعت کی۔ مگر ان پر کسی عنوان کشف نہ ہوا۔ تب آپ
حضرت ممدوح کے حکم سے روم تشریف لے گئے اور شیخ خضر الحسینی القلندری سلسلہ قلندریہ
میں سے طریقت حاصل کی۔ آخر وطن واپس آئے اور منڈو مالوہ میں سکونت پذیر ہوئے۔
مردان میں آپ سے مندرجہ ذیل حضرات نے استفادہ کیا۔ (۱) شیخ حسین سرہر لوی
شیخ قطب الدین جوہر پوری۔ ان کے سوا دوسرے حضرات۔
وفات۔ ۲۰ ذوالحجہ ۸۳۷ھ (بحوالہ انتصاح)

۲۲۱۔ مولانا نجم الدین گلبرگوی

(بعہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل العلماۃ نجم الدین حنفی گلبرگوی۔ فقہ و عربیت میں ممتاز الافاضل سلطان
احمد شاہ بہمنی کے لشکر میں منشی تھے۔ اور بادشاہ ممدوح کے مقرب خاص بایں ہمہ جرات اور
راست گوئی میں بادشاہ تک کا خوف نہ تھا۔

ایک مرتبہ سلطان احمد شاہ ممدوح نے مالوہ کے مسلمان بادشاہ ہوشنگ پر حملہ کا ارادہ کیا۔
تو مولانا صاحب نے بادشاہ کو بر ملا اس معاملہ سے منع کیا اور یہ اس لمحہ کی بات ہے جب احمد شاہ
ہوشنگ کے قریب آگیا حتیٰ کہ معرکہ کارزار گرم ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت مولانا نے

احمد شاہ کو منع فرمایا۔ بادشاہ ان کی نصیحت پر واپس لوٹ گیا۔ مگر ہوشنگ موصوف احمد شاہ کا بیٹا کر کے اس کے ملک میں داخل ہو گیا۔ جس پر احمد شاہ اسے ہٹانے کے لیے مجبور ہو گیا۔
(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۳۲۔ شیخ منعمان آسیری

م ۱۸۸۱ھ

الشیخ الکبیر المنعمان بن سمش الدین حافظ ابن نور الدین ابن شرف الدین محمد زاید مودودی دہلوی ثم الآسیری۔ زہد و صلاح میں ممتاز الاقران۔ ان کے شیوخ میں شیخ ضیاء الدین محمد از نظام الدین فتنی از شیخ الامام سلطان الاولیاء دہلوی ہیں (بحوالہ گلزار الابرار) تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ منعمان نے بیعت کی علاء الدین ضیاء برہان پوری از شیخ رکن الدین مودود گجراتی کی۔ اور دوسرے سلسلے میں بیعت کی شاہ نظام الدین اولیاء کی۔ اور ان کے مرید ہوئے سلطان الاولیاء کے صاحب زادے اور دوسرے حضرات۔ رحلت فرمائی ۱۸۸۱ھ میں۔

۲۳۳۔ شیخ نظام الدین آسیری

م بعد از ۱۸۸۳ھ

الشیخ الکبیر نظام الدین بن منعمان بن حافظ بن نور الحسینی مودودی آسیری یکے از مشایخ چشتیہ۔ مولد و منشا آسیر۔ اپنے والد سے اکتساب کیا۔ ثم ارشاد و دعوت شروع کر دیا۔ آپ کے صاحبزادے جلالی نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔
ناسکی نے اپنی کتاب تاریخ الاولیاء میں ان کا سال رحلت ۱۸۲۴ھ لکھا ہے۔ اور ناظرین کو علم ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد مسند شیخوخت پر متمکن ہوئے بن کی رحلت ۱۸۸۱ھ میں ہوئی تب ان کا مذکور سن ہر حال (۱۸۲۴) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ وہ غالباً ۱۸۲۴ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔
(بحوالہ محبوب ذی المنن)

۲۳۴۔ قاضی نظام الدین غزنوی

(لجہد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ العالم الکبیر» قاضی نظام الدین ابن صدر الدین حسین بن احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن الحسین بن الحسن الزینبی المدینی ثم الغزنوی فقه و عربیت میں فائق۔ مولد و منشا غزنہ۔ اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھا۔ ان کے والد غزنہ میں قاضی تھے۔ جہاں وہ مدت العمر تک رہے وفات ان کی ۷۱۵ھ میں ہوئی۔ ان کی رحلت کے بعد نظام الدین ہندوستان آکر جون پور میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا عروج تھا۔ انہوں نے قاضی نظام الدین کو سلطان ابراہیم شرقی کے حضور پیش کر دیا۔ جنہوں نے آپ کو مچھلی ستر میں قاضی مقرر کیا اور آپ نے وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ ان کی اولاد و افراد میں کثرت ہوئی۔ شجرہ ان کا علی بن عبداللہ بن جعفر ہاشمی زینبی تک پہنچتا ہے۔ جن میں سے حسین بن حسن مدنی بادشاہ ابراہیم ابن مسعود الغزنوی کے زمانے میں غزنہ آکر مقیم ہو گئے (بحوالہ مکاتیب اللسان)

۲۳۵۔ شیخ نظام الدین مانچکوری

م ۲۸ ذی قعد ۸۹۸ھ

«الشیخ الصالح» نظام الدین ابن فیض اللہ بن حسام الدین چشتی مانک پوری۔ المستور بہ میراے شاہ۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ مولد و منشا مانک پور ہے اپنے والد سے الکتاب فرمایا اور ان کی رحلت کے بعد منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔ ان سے بے شمار علماء مشائخ نے استفادہ کیا۔ ۲۸ ماہ ذی قعد ۸۹۸ھ میں آسودۃ الحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)

۲۳۴۔ مولانا نور الدین ظفر آبادی

والشیخ الفاضل نور الدین بن اسد الدین ابن تاج الدین حسینی الواسطی ظفر آبادی رکنیت
 ابو حجر العالم الصالح۔ مولد مدنیہ منورہ سال ولادت ۱۲۷۵ھ۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی سے پڑھا
 ایک ہزار حدیثیں بھی ان سے حفظ کیں۔ اس کے علاوہ مضمون الحکم اور عوارف اپنے
 والد سے پڑھے جن سے طریقت بھی حاصل کی۔ پھر درس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ ان کی روش
 اپنے شیوخ پر تھی۔ کم کھاتے، کم سوتے اور باتیں بھی کم ہی کرتے۔ ۲۴ صفر ۱۲۷۶ھ کے روز
 ظفر آباد میں آسودۂ لحد ہوئے (بحوالہ بحالی لوند)

۲۳۵۔ مولانا نور الدین انبھوی

از ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۹۲ھ

والشیخ الفاضل نور الدین بن سعد الدین عبدالملک ابن القاضی محمد عادل ابن قاضی شمس
 الدین الفضالی انبھوی۔ علما و مشائخ کے غلازادہ ہیں سے تھے۔ مولد منشا انبھہ ہے۔ ۱۲۸۱ھ
 میں پیدا ہوئے۔ اساتذہ غمر سے پڑھا۔ پھر سند درس و ارشاد کوزیت بخشی۔
 قلاوینہ: عبدالقدوس ابن اسماعیل کسکوی اور دوسرے حضرات۔ مدفن قصبہ انبھہ ہی
 ہے (بحوالہ تحفہ صادقہ)

۲۳۸۔ شیخ نور الدین کشمیری

از ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۹۲ھ

والشیخ الصالح نور الدین کشمیری، عالم و عرفان میں ممتاز الاقرآن، شیخ محمد بن علی ابن شہاب
 حسینی ہمدانی کے ملازم خدمت ہوئے اور برسوں اس محنت میں مصروف رہے۔ شیخ بہادر الدین

نقشبندی بجا ہی سے روحانی طور پر مستفیض ہوئے۔ کشمیر میں انہیں قبول عام کی دولت نصیب ہوئی۔ کشمیر ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔ (خزینۃ الصغیاء)

”پھر لا“

۲۳۹۔ شیخ ہلال الدین کشمیری

(بعد سلطان زین العابدین کشمیری)

م ۸۶۲ھ

”الشیخ الصالح“ ہلال الدین کشمیری، عالم کتابی اور معرفت دونوں میں ممتاز تھے۔ طریقت کبریہ میں شیخ محمد بن علی بن شہاب الحسینی القزاقی سے اور طریقت نقشبندیہ میں روحانی طریق سے شیخ بہار الدین نقشبندی بخاری سے بیعت کی۔ سلطان زین العابدین کشمیری کے عہد حکومت میں کشمیر وارد ہوئے اور دعوت و ارشاد شروع کر دیا۔ ان سے بے شمار افراد نے القصاب کیا۔ کشمیر میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ (بحوالہ خزینۃ الصغیاء)

”ی“

۲۲۰۔ شیخ ید اللہ الحسینی گلبرگوی

م ۸۵۲ھ

الشیخ الصالح ید اللہ بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی دہلوی گلبرگوی، مولد و منشا گلبرگہ، نبرائے حیات جد (خویش) اپنے والد - عم اور دادا ہر سہ سے پڑھا اور اپنے والد کی رحلت کے بعد سند شیخوخت پر متمکن حاصل ہوا۔ مشہور مشائخ عہد سے تھے۔ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے آپ کا زمانہ پایا اور ان کا تذکرہ اپنی مصانیف میں کیا۔ آپ کشف و شہود کے مقام پر پہنچے۔ ان سے عجیب و غریب واقعات (کرامات) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۳ ربیع الثانی ۸۵۲ھ میں گلبرگہ میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۲۱۔ شیخ یحییٰ ابن علی ترمذی

م ۲۰ رمضان ۸۵۵ھ

”الشیخ الصالح“ یحییٰ بن علی ابن عثمان بن محمد ابن عثمان بن الحسن الحسینی ترمذی۔ قنوجی ثم الحجراتی زید بن حسین ابن علی کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا ہر دو قنوج ہے۔ اپنے بچپن میں شیخ ہلال الدین حسین ابن احمد الحسینی البخاری کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور ۱۴ سال کے سن ۱۶ جمادی الاولیٰ میں راجگیر وارد ہوئے۔ جہاں شیخ جمشید کو پایا ان کی ملازمت کی اور تحصیل علم کے بعد ان ہی سے بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ پھر حج کو گئے واپس آکر ربوہ

میں سکونت پذیر ہو گئے۔ علاقہ گجرات میں قبولیت کا سراپا عطا ہوا۔ کتابیں لکھیں۔

مصنفات - ۱) مجالس برہانی - ۲) مشاغل برہانی - ۳) مشاغل جلالی

۴) مشاغل متللی -

وفات :- ۲۰ ماہ رمضان ۸۵۰ھ بڑودہ میں رحلت فرمائی اور حوض ماتریدی پر آسودہ

لحد ہوئے (المحدثۃ الاحمدیہ)

۲۲۲۔ شیخ یوسف ابن احمد ایرجی

م ۸۲۷ھ

الشیخ الفاضل الکبیر یوسف بن احمد سوہی ایرجی۔ علمائے کبار سے تھے۔ اصل وطن خوارزم میں تھا۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب نے شہر ایرج میں سکونت اختیار کی یہی بستی صاحب ترجمہ کا مولد و منشا ہے۔ درسی کتابیں انہوں نے شیخ اختیار الدین عمر ایرجی سے پڑھیں۔ مدت تک ان کی خدمت میں رہے۔ پھر مشہور شہروں میں گئے۔ شیخ جلال الدین حسین الحسنی البخاری اور ان کے بھائی صدر الدین محمد سے طریقت حاصل کی۔ آپ صاحب وجد و حالت تھے۔ کئی کتابیں لکھیں۔

مصنفات :- ترجمہ منہاج الدین للغزالی ہے۔

وجد ہی میں رحلت فرمائی جب کہ سماع میں غرق تھے۔ وفات ۸۲۷ھ کو ہوئی۔

سلطان علاء الدین منٹو نے ان کے مزار پر بہت بڑا مقبرہ تعمیر کرا دیا۔ (بحوالہ گلزار الابرار)

۲۲۳۔ شیخ یوسف بن اسماعیل ملتانی

الشیخ الکبیر یوسف بن اسماعیل بن رکن الدین بن صدر الدین بن اسماعیل ابن رکن الدین

ابوالفتح القرشی الملتانی مشہور اکابر و مشاہیر سے تھے۔ اپنے والد کے بعد سند شیخوخت

کو زینت بخشی اور لوگ اس عہد تحلل کے تاثر کی وجہ سے آپ پر متفق ہو گئے اور انہیں اپنا ولی عہد حکومت تک تسلیم کر لیا۔ سندھ کے جرائم پیشہ بھی مطیع و منقاد ہو گئے۔

افغانہ کے امیر نے کہ طائفہ لنگاہ تھے۔ اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی جس کی وجہ سے امیر مذکور نے اپنی صاحبزادی کی ملاقات کے لیے وقتاً فوقتاً آنا شروع کر دیا۔ مگر شیخ یوسف نے امیر سے فرمایا کہ آپ اپنا لشکر ملتان کے اندر نہ لایا کیجیے۔ جس کے بعد یہ امیر صاحب جب آئے تو اچانک بیمار ہو گئے۔ ایسے بیمار کہ زندگی کے لالے پڑ گئے۔ اس پر شیخ نے امیر کے آدمیوں کو ان کے پاس آنے کی اجازت فرمادی۔ وہ لوگ پہلے دستور کے مطابق شہر سے باہر اقامت گزریں تھے۔ یہ اجازت ملنے پر جب ان میں سے اکثر لوگ مریض کے پاس آ گئے تو انہیں شہر کے دروازے پر روک دیا گیا یعنی انہیں شہر میں آنے اور قلعہ کے اندر جمع ہو کر جتھہ بندی سے منع کر دیا گیا۔ پھر شیخ نے امیر مذکور کو شہر سے نکال کر دہلی جلا وطن کر دیا۔ وہ جب دہلی پہنچے۔ تو سلطان بہلول بن کالا لودھی نے ان کا بڑا احترام کیا اور ان کے بیٹے عبداللہ ابن یوسف سے اپنی صاحبزادی کا عقد کر دیا اور وعدہ کیا کہ ان کی فوجی مدد بھی کرتا رہوں گا۔ لیکن وقت پڑے پر بہلول نے ان کی کچھ مدد نہ کی اور شیخ نے دہلی ہی میں انتقال فرمایا۔ وہیں دفن ہوئے۔

۲۲۲۔ یوسف شاہ الہنگالی

(بٹلہ)

م ۸۸۵ھ

الملك الفاضل یوسف بن بارتک شاہ بن ناصر الدین بھنگرہ النسل سلطان سمش الدین بھنگرہ والی ملک بنگال م ۸۸۵ھ۔ صاحب ترجمہ نے اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۸۹ھ میں نظام حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کے دل موہ لیے۔ وہ بہتر بادشاہوں

میں سے تھے۔ عدل گستر، سخی فاضل و عالم اور عمل میں پورے۔ علمائے کرام نزدیک و دور سے آکر ان کے ہاں جمع ہو گئے۔

سلطان خود بھی رعیت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کرتا۔ باشندے شراب نوشی اور حدود شکنی سے بچے رہتے۔ وہ آئے دن قضاۃ اور علمائے صدارت کے جلسے منعقد کراتا اور انہیں عدل و انصاف اور منقاد احکام کی تاکید اور متفائل پر تنبیہ کرتا۔ اسے فقہ پر اتنا عبور تھا کہ جس مسئلے کے حق میں قاضی اور مفتی قاصر رہ جاتے تو اس کی طرف رجوع کرتے جس پر مسائل حیران رہ جاتے تھے۔

۲۲۵۔ یوسف بن محمد حسینی

۲۱ محرم ۱۲۸۵ھ

والشیخ العالم الکبیر یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی نتم الکلیب گوی المشہور بہ محمد اصغر، مولد و منشادار الملک دہلی۔ یہیں پروان چڑھے۔ برادر کللال حسین بن محمد حسینی کے اساتذہ سے درسیات پڑھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

202

ترجمہ

ترجمہ النواظر

بفتح المسامع والنواظر

جلد سوم

درمستقل بر سوانح علما و مشائیر ہند صدی ۹-۱۰ ویں

سید عبدالحی بریلوی

مُصَنَّف

ابو یحییٰ ایام خاں نوشہری

مُتَرَجِم

مقبول ایسٹری

چوک انارکلی، بالمقابل المنار مارکیٹ لاہور